TIGHT BINGING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222519
UNIVERSAL LIBRARY

۷۸۶

بے فکر ز مشاطہ رخ حسن ادیست ⁂ آن مطلع ابرو مگر اصلاح طلب نیست

مشاطۂ سخن

معروف بہ

شمع سخنوری

OSMANIA UNIVERSITY
COLLEGE LIBRARY
Checked 1975

۱۳۳۶ھ

کامل الفن اور مسلّم الثبوت اساتذہ کی اصلاحون کا نایاب مجموعہ

جس کو

دنیائے ادب کے مشہور سخنور حضرت صفدر مرزاپوری مؤلف مرقع ادب و بزم جنان و مصنف ورفلک و دیوان صفدر نے بڑی کوشش و کاوش سے تالیف فرمایا

اور

مطبع میتھوڈسٹ پبلشنگ ہوس واقع لکھنؤ مین چھپا

حق تالیف محفوظ ہی ۔ بار اول ۱۰۰۰ جلد قیمت فی جلد ایک روپیہ

تنقیح ۱۹۴۶
۶۰۰۸
۶۰۰

بزمِ خیال

اس نادر کتاب مین شعراے فارسی و اُردو کے وہ قصّہ طلب اشعار ہین جن سے کسی لطیفہ یا قصّہ کا تعلق ہی یا جو خاص کسی موقع پر فی البدیہہ کہے گئے ہین۔ پہلے قصّہ یا لطیفہ نہایت سلیس اُردو مین لکھا گیا ہی پھر وہ شعر جو اُس سے متعلق ہی۔ فارسی مین سعدی۔ حافظ۔ جامی۔ عرفی فردوسی۔ ناصر علی۔ برہمن۔ زیب النسا۔ حزین۔ طاہر غنی کشمیری وغیرہ اُردو مین۔ میر سودا۔ مصحفی۔ آتش۔ ناسخ۔ ذوق۔ غالب۔ مومن۔ انیس۔ دبیر۔ خواجہ وزیر۔ رند۔ نسیم۔ قلق امیر۔ داغ۔ جلال۔ اکبر۔ ریاض۔ جاوید وغیرہ کے قصّہ طلب اشعار ہین۔ اس کتاب کی مقبولیت اِس زیادہ اور کیا ممکن ہی کہ یہ چوتھا اڈیشن شائع ہوا ہی اسمین نصف سے زیادہ اضافہ کیا گیا ہی درخواست جلد آنا چاہیئے۔ ورنہ پانچوین اڈیشن کا انتظار نہایت بیچینی سے کرنا پڑیگا۔ قیمت۔ علاوہ محصول ڈاک۔ (عہ/)

مُرقّع ادب

اس کتاب مین اساتذہ محققین اور ملک کے قابل انشاپردازونکے وہ دلچسپ خطوط ہین جن کا ایک ایک فقرہ موتیونکی لڑی ہی۔ امیر۔ داغ۔ اکبر۔ جلیل۔ حالی۔ مہدی وغیرہ وغیرہ پچپن نامور اہل قلم کے خطوط کا نادر مجموعہ ہی اِسکی جلدین بہت کم رہ گئین ہین۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک۔ (عہ/)

دونو کتابونکے ملنے کا پتا

صفدر۔ مرزاپوری۔ محمود نگر لکھنؤ

فہرست مضامین

نمبر	مضامین	صفحہ	نمبر	مضامین	صفحہ
۱	تہدیہ -	۲	۲۱	منیر -	۸۶
۲	مشاطۂ سخن کا خیر مقدم -	۳	۲۲	داغ -	۹۱
۳	مقدمہ -	۷	۲۳	تسلیم -	۹۷
۴	تمہید -	۱۶	۲۴	جلال -	۱۰۱
۵	مصحفی -	۲۳	۲۵	شوق -	۱۰۳
۶	آتش -	۲۵	۲۶	جلیل -	۱۲۰
۷	ناسخ -	۳۲	۲۷	ناطق -	۱۲۹
۸	اسیر -	۳۷	۲۸	ریاض	۱۳۳
۹	مومن -	۴۱	۲۹	زکی -	۱۳۶
۱۰	ذوق -	۴۳	۳۰	رشید -	۱۳۷
۱۱	غالب	۴۴	۳۱	شاد عظیم آبادی	۱۳۸
۱۲	مفتی میر عباس	۴۶	۳۲	تمنا -	۱۳۹
۱۳	انیس -	۴۷	۳۳	جاوید -	۱۴۰
۱۴	دبیر -	۴۹	۳۴	جگر -	۱۴۴
۱۵	نسیم دہلوی -	۵۰	۳۵	آرزو -	۱۴۶
۱۶	عاشور -	۵۲	۳۶	اوج	۱۴۷
۱۷	آغا حجو ہندی -	۵۳	۳۷	صفدر	۱۴۹
۱۸	بقا -	۵۴	۳۸	رسا	۱۵۱
۱۹	امیر -	۵۵	۳۹	غلطنامہ	۱۵۲
۲۰	لطافت	۵۸			

۷۸۶

تہدیہ

مین اپنی اس ناچیز کتاب "مشّاطۂ سخن" کو نہایت خلوص وارادت کے ساتھ اپنے ادب نواز علم دوست محسن۔ **عالی جناب بابو بہادر پرشاد صاحب شوق**۔ جنرل مرچنٹ (لکھنؤ) کے نام نامی پر معنون کرنے کی عزت حاصل کرتا ہون۔

اس وجہ سے نہین کہ وہ ایک دولت مند سوداگر یا لکھنؤ کے ایک معزز رئیس ہین بلکہ اس بنا پر کہ موصوف علم ادب سے سچّی محبت رکھتے اور اہل کمال کی قدر فرماتے ہین۔

پس جناب شوق کے نام کے ساتھ اس کتاب کا انتساب حقیقتاً بہت مناسب و موزون ہے۔

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری

بے ہنر صفدر۔ مرزاپوری

BABU MAHADEO PERSHAD,
GENERAL MERCHANT,
LUCKNOW.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشاطۂ سخن

کا

خیر مقدم

پیارے صفدر ! تسلیم ، بزم خیال اور مرقع ادب کی صورت مین آپنے اِس سے پہلے ارباب ذوق سلیم کی لذّت نظر اور تفریح دل و جگر کے لیئے جو کچھ سامان بہم پہونچایا اُسکی داد مین کیا دون تمام ملک آپ کو دے چکا اور اس کا ثبوت کافی اِن دونون کی مقبولیت ہے ۔

اب آپ " مشاطۂ سخن " کے حسین وجمیل نام سے ایک اور لُطیف چیز ملک مین پیش کر رہے ہین مین آپ کو مبارکباد دیتا ہون کہ یہ جدّت بھی آپ ہی کے حصّہ مین آئی سچ تو یہ ہی کہ آپ کے نکتہ رس دل و دماغ کو جو کچھ سوجھتی ہے نئی سوجھتی ہے آپ کے حُسنِ انتخاب اور ندرت تلاش کا کون قائل نہین ؟

ابھی چاہے دشمن اہل نظر اِس کا خیال اور قدر کمال نہ کرین مگر آگے چل کے ماننا پڑیگا کہ آپ نے جو کام کیئے وہ کس درجہ سزاوار تحسین و آفرین ہین ۔

مرقع ادب ہی کو لے لیجیئے ، اِس کے دیکھا دیکھی اور مجموعے بھی چھپ گئے اور اس سے بہتر چھپنا ممکن ، لیکن " الفضل للمتقدم " شرف ایجاد آپ ہی کو حاصل رہا ۔ دلّی سے بہتر کہنے والے بہت ہوئے مگر ولی کوئی نہین ! اسیطرح " مرقع ادب " اور " مشاطۂ سخن " سے بہتر ملک مین اکثر و بیشتر مجموعے تیار ہو نا ممکن مگر جو اولیت کا سہرا صفدر کے سر رہا

کسی دوسرے کے حصّہ کا نہین - مصرع

"دیتے ہین بادہ ظرف قدح خوار دیکھکر"

کلمبس نے امریکہ کی نئی دُنیا تلاش کر کے سارے عالم مین نام پایا۔ آج آپ بھی ہمارے سامنے ایک "نئی دُنیا" پیش کرنے والے ہین تو کیا یہ کہنا صحیح نہین کہ آپ بھی ہماری غریب دُنیائے اُردو مین ایک کلمبس ہین اور "مشاطۂ سخن" آپ کا امریکہ ہے۔ یہ اور بات ہے کہ نا قدر شناس سخن اور دشمن علم و فن آپ کے اِس لطیف "مجموعۂ اصلاح" کو قدر کی نگاہون سے نہ دیکھین، پھر بھی آپ افسوس نہ کیجیے گا، وہ یورپ ہی ہے جہان انسان زرا سا نیا کام کر کے تمام جہان مین آفتابِ شہرت بنکر چمکتا ہے، وہان کی حکومت اور پبلک دونون زر و گوہر سے اہل ہنر کی قدر کرتے ہین، اخبارات صور اسرافیل بنکر تمام عالم انسانی مین ہل چل ڈالدیتے ہین۔ اور اُسکی جدّت و اختراع کا آوازہ گھر گھر پہونچا دیتے ہین، یہان سب سے پہلے رشک و حسد اور نقص و اعتراض کی نگاہین اُٹھتی ہین اور مصنّف یا موجد کے نازک دل کو اپنے قدرتی تیرون سے چھلنی کر دیتی ہین پھر بھی آپ ہمّت نہ ہارین اور اپنا حوصلہ پست نہ کرین، کوئی کچھ نہ بولے مگر کچھ گدڑی کے لال ایسے نکل آئین گے جو "مشاطۂ سخن" کو ہاتھون ہاتھ لینگے، آنکھون سے لگائین گے اور یہ کہکر دل مین جگہ دین گے ؎

بیٹھے ہین تری بزم مین کچھ اہل نظر بھی
ہان ایک نگاہ غلط انداز ادھر بھی
(حضور نعیمی)

بلا سے آپ کی زندگی مین نہ سہی، کبھی تو "مشاطۂ سخن" آپ کے حُسن انتخاب اور اسکا ملک سے خراج لے کر رہیگی۔ مگر نہین ناشکری ہو گی اگر ہمارے ملک کے قدر شناسان سخن کو نا قدر دانان علم و فن کہا جائے۔ اَب یہ آپ کے تالیف کی خوبی ہے یا ارباب نظر کی خوش مذاقی، یا یون سمجھیے کہ کوئی امر اتفاقی مگر مین یہ ضرور کہونگا کہ بزم خیال و مرقع ادب کی ملک مین اُمید سے زیادہ قدر ہوئی۔ اور آپ کے جیتے جی داد بھی مل گئی اور اَب کیا

اہیئے "مشاطۂ سخن" کو بھی بازار ادب مین لائیے ؎

بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھلجائیگا چلن مین

مجھے یقین ہی کہ اُس کے لیئے بھی سیکڑون آنکھین مجبور تمنا ہو کر مشتاق تماشا نظر آئنگی نہین تماشائیون مین یا یون سمجھیئے کہ تمنائیون مین ایک دیرینہ نیاز مند محوی بھی ہی جو اس کساد بازاری مین بھی متاع جان لیکر حاضر ہی- اور دور ہی سے ایک طرف کھڑا ہوا آواز لگا رہا ہے ؎

مشاطۂ سخن کوئی آئے لیئے ہوئے
بیٹھے ہین ہم بھی دیدۂ دل وا کیئے ہوئے

خاکسار محوی صدیقی-
از بھوپال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

مشاطہ را بگو کہ براسباب حسن یار
چیزے فزون کند کہ تماشا بما رسد

شاعر کے واسطے جو چیزیں طغرائے امتیاز ہیں اُنمین ایک اصلاح بھی ہی جسکا کمال شاعر کے انتہائے کمال پر موقوف ہی اصلاح کے معنی یہ نہین کہ شاگرد کو دوسرا شعر کہہ دیا جائے جیسا آجکل بعض شعرا کا شعار ہی اس طرز عمل سے نہ شاگرد کو اُستاد سے فیض پہونچ سکتا ہی نہ اُستاد کو اُستادی کا تمغا مل سکتا ہی کیونکہ شعر کہہ دینا آسان ہی مگر اصلاح دینا مشکل،

شاعری صرف موزونیت طبع کا نام نہین کم از کم علوم رسمیہ اور معائب و محاسن شعر پر عبور ہونا شاعر کا پہلا فرض ہی علمائے معنی بیان کے نزدیک معنی روح ہی۔ الفاظ جسد، محاسن لفظی زیور شعر پر تینون حیثیتون سے نظر کرنا چاہئیے اگر معنی نہین تو شعر بے روح، اگر حسن بندش نہین تو حسن ظاہری سے معرّا،

اکثر لوگ صرف الفاظ پر نظر کرتے ہین معنے سے کوئی غرض نہین رکھتے الفاظ مین شوکت و جزالت ترکیبونکی ندرت اُن کا نصب العین ہوتا ہی سلیس صاف پرلطف شعرون کی بعض مشاعرونمین داد نہین ملتی، مرصع پیچیدہ لغو شعر پر ہنگامہ برپا ہوتا ہے۔

شاعری کا ایک ... زمانہ تھا جسمین رعایت لفظی مراعاۃ النظیر کی بھرمار تھی تشبیہات

استعارات کی کال کوٹھری مین معنی کو قید کرتے تھے شعر کا وہ اصلی جوہر جذبات دلی کو متحرک کرتا ہو اُن کے کلام مین معدوم تھا اُسوقت مین اصلاح بھی رسم زمانہ کے موافق دیجاتی تھی جیسا کہ اسی مجموعہ مین آپ کو بعض اشعار سے ظاہر ہوگا۔

اصلاح کی خوبی یہ ہو کہ جب اُستاد کوئی شعر بنادے تو پھر لفظاً و معناً اُس سے بالاتر کوئی درجہ ترقی کا شعر مین نظر نہ آئے جو لفظ رکھدے وہ ایک ترشا ہوا ہیرے کا نگینہ ہو، خواجہ آتش نے خوب کہا ہے ؎

بندش الفاظ جڑنے سے نگوں کے کم نہین ۔۔۔ شاعری بھی کام ہو آتش مرصع ساز کا

بعض اوقات صرف ایک لفظ رکھدینے سے زمین شعر کا پایہ آسمان سے مل جاتا ہو اور اسی کو قدما نے کہا ہو، لفظیکہ تازہ است بمضمون برابر است'

نظامی عروضی سمرقندی جو نظامی گنجوی کا معاصر اور باکمال شاعر تھا اُسنے اپنے مقالات مین شاعری کی حقیقت کو نہایت عمدہ الفاظ مین ادا کیا ہو جس سے ہمارے مقصود پر بھی روشنی پڑتی ہے'

"شاعری صناعتی است کہ شاعر بدان صناعت اتساق مقدمات موہومہ کند و التیام قیاس نتیجہ برا توجہ کہ معنی خورد را بزرگ کند و بزرگ را خورد و نیکو را در لباس زشت و زشت را در حلیہ نیکو جلوہ دہد بایہام قوت ہائے غضبی و شہوانی برانگیزد تا بدان ایہام طباع را انبساطے و انقباضے بود و اُمور عظام را در نظام عالم سبب گردد"[۱]

مقدمات موہومہ کی ترتیب سے حسین چیزونکا بدنما اور بُری چیزونکا خوشنما ثابت کرنا جس سے محبت اور غضب کی قوتین مشتعل ہوجائین یا کم معنی کو پھیلانا یا دریا کو کوزہ مین بند کرنا اسکے واسطے شاعر کے دماغ مین ذخیرۂ الفاظ ہونا چاہیئے جیسے دور آخر مین قاآنی کا دماغ الفاظ کا ایک طوفان خیز سمندر تھا۔

---

[۱] چہار مقالہ نظامی

بعض اوقات شاعر ایک مطلب کو ادا کرنا چاہتا ہی عالم وجدان مین ایک مضمون کو نظم کرتا ہی مگر درحقیقت الفاظ اظہار معنی کے لیئے مساعدت نہین کرتے اور شعر المعنی فی بطن الشاعر ہو جاتا ہی ایسے ہی مقامات پر کسی اُستاد کے اصلاح کی ضرورت ہے،

ارسطو کے مذہب کے موافق جو شعر کو ایک قسم کی مصوّری یا نقالی بتاتا ہی الفاظ پر نظر کرنیکی بڑی ضرورت ہی الفاظ ہی کی خوبی شاہد معنی کے رُخ سے نقاب اُٹھاتی ہی حسانؓ ابن ثابت کے ایک چھوٹے بچّے کو ایک مرتبہ بھڑنے کاٹ کھایا حسّان نے پوچھا کہ کس جانور نے کاٹا؟ بچّہ نام نہین جانتا تھا کچھ نہ بتا سکا حسّان نے پوچھا کس قطع کا جانور تھا بچّہ نے کہا کانہ ملتف ببردی حبرۃ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک دھاریدار چادر مین لپٹا ہوا ہی، بھڑون کے پر و نیز رنگین خطوط ہوتے ہین اسلیئے اُسنے اُسکو دھاریدار چادر سے تشبیہہ دی حسّان اُچھل پڑے اور کہا واللہ صار بنی الشاعر خدا کی قسم میرا بیٹا شاعر ہو گیا دیکھو یہان الفاظ اور تشبیہہ نے اصل معنی کی طرف متوجہ کیا،

شاعری کی حقیقت، شاعری کا علاقہ زیادہ تر تخیّل سے ہی اسی سے بعض محققین نے موزونیت اور غیر موزونیت کی قید کو اُٹھا دیا ہی اور یہین سے شاعر کا فطری و شعر کا غیر اکتسابی ہونا ثابت ہوتا ہی اسی سیلئے شعرا کو تلامیذ الرحمٰن کہتے ہین شاعری کی حقیقت کے متعلق مین نے ایک نظم کہی تھی جس کے چند شعر مناسب مقام ہین [1]

شاعری کیا ہی؟ فقط اک جذبۂ طوفان خروش — قوّتِ تخیّل مین اِک ولولہ انگیز جوش
شاعری کیا ہی؟ فقط تصویر جذبات نہان — قوّتِ تخیّل کے ہمراہ تاثیر زبان
ساغر جذباتِ باطن مین جب آجائے اُبال — وہ کے سرچشمہ مین جب پیدا ہو جوش انفعال
دلپہ ہو جسوقت قدرت کے مناظر کا اثر — منھ سے کچھ باتین نکلجائین اثر مین ڈوب کر
صورتین اسنے مجسم کین اُمید و یاس کی — اسکی خاکستر مین ہین چنگاریان احساس کی

---

[1] از شعر العجم حصہ اوّل

جب زبان شعلہ باتی ہین وہی چنگاریان
گلشن تخئیل مین دکھلاتی ہین گلکاریان

وارداتِ قلب کی تفسیر طولانی ہی یہ
اک مجسم ہستی اغراض نفسانی ہی یہ

روح تازہ اسنے پھونکی پیکرِ جذبات مین
مہر تابان کردیئے خاکسترِ جذبات مین

نغمۂ خوابیدہ کو اسنے جگایا خواب سے
سازِ ہستی اسنے چھیڑا ناخنِ مضراب سے

اسکے نالو نسے ہوئین آباد لاکھون بستیان
جاگ اُٹھین آنکھونکو ملکر سونیوالی ہستیان

اِک نگاہِ شوخ سے دل درد کا برما دیا
جلوۂ رنگین دکھا کر روح کو گرما دیا

اِک خلاصہ تھا وہ اِسکے درد کی تفصیل کا
جب کہا تھا مرثیہ قابیل نے ہابیل کا

اِک سخن اسکا ہی جو کچھ دہر کی محفل مین ہے
متن قدرت کی مفصل شرح اسکے دل مین ہے

ہین جو اربابِ صفا انکو تو کافی ہی یہی
روح موجودات کی تفسیرِ صافی ہی یہی

دل ہی یہ اور عالم ارواح اِسکا سینہ ہی
شاعری تصویرِ روحانی کا اِک آئینہ ہی

روح خوابیدہ مین دوڑائی ہی بیداری کی لہر
دلکے خوابستان مین جاری کی ہی ہشیاری کی نہر

رزم کی یہ روح ہی اور بزم کی یہ جان ہی
عشق کا قرآن ہی اور حُسن کا ایمان ہی

سرزمین عشق پر سکہ ہی اسکے نور کا
سنگِ بنیادی رکھا ہی اسنے کوہِ طور کا

مدتون بزم سلاطین مین رہی یہ سرفراز
یہ وہ سُلطان ہی دلِ محمود تھا جسکا ایاز

اسکے گلدستو نسے زینت ہی بساطِ بزم مین
دلکو زرہ پہنا دیتی ہی دشتِ رزم مین

جڑتی پھرتی ہی ستارے منظرِ آفاق مین
بجلیان دوڑا رہی ہی پیکرِ آفاق مین

غیر محسوسات کا ادراک کرتی ہی یہی
تخلیہ مین سیرِ ہفت افلاک کرتی ہی یہی

ظلمت اسکی شامِ گیسو صبح اِسکی صبحِ عید
طبع قدرت کا لطیفہ قلب فطرت کی امید

دلکشا منظر نسیم صبح نورانی سحر
یہ پرندان فضا اور اُنکے وہ رنگین پر

جگمگاتی یہ ستارون کی پریشان انجمن
یہ مہکتی بزم پھولون کی چمن اندر چمن

یہ شفق کی سرخ بیرق یہ روپہلی طیلیان ۔۔۔ یہ حصارِ لاجوردی پر چمکتی گُمزیان
یہ ردائے آسمانی یہ نگارِ شعلہ فام ۔۔۔ یہ کُرہ سونے کا جس سے ہی ثوابت کا نظام
وہ شفق کے رنگ مین شانِ غروبِ آفتاب ۔۔۔ اک حسین ڈالے ہوئے چہرے پہ نارنجی نقاب
نغمہ سنجانِ حقیقت طائرانِ خوشنوا ۔۔۔ کوئلون کا کوکنا اور یہ پپیہے کی صدا
آسمانِ حسن کے ٹوٹے ہوئے تارے تمام ۔۔۔ وہ رُخِ قدرت کی افشان جگنوؤن کا اژدہام

نقشِ معنی خیز ہین ایوانِ فطرت کے یہی
مختلف اشعار ہین دیوانِ قدرت کے یہی

ان شعرون سے معلوم ہوگا کہ شعر کا مفہوم کس قدر وسیع ہی - اب مین نظامی عروضی کے بعض خیالات درج کرتا ہون جو اُنسے ایک شاعر کے لیئے ضروری سمجھے ہین ارباب فن کو اس پر غور کرنا فائدہ سے خالی نہین،

فن شعر مین اُستاد کون ہے؟

(۱) سلیم[له] الفطرة،
(۲) عظیم الفکرة،
(۳) صحیح الطبع،
(۴) جید الرویة،
(۵) دقیق النظر کہ از انواع علوم متنوع باشد و در اطراف مستطرف زیرا کہ چنانکہ شعر در ہر علمے بکار آید ہر علمے نیز در شعر بکار مے شود،
(۶) باید کہ در مجلس محاورت خوشگوئے بود و در محفل معاشرت خوش روئے۔
(۷) شعر او بآن درجہ رسیدہ باشد کہ در صحیفہ روزگار مسطور بود و بر السنہ و افواہ مشہور و در بر سفائن بنویسند و در مدائن بخوانند کہ حظ اوفر و قسم افضل از شعر بقائے اسم است و تا مقرر و مسطور نباشد

له مقالات نظامی سمرقندی

آنرا اثر نبود - اما شاعر بدین درجہ ترسد الا کہ در عنفوان شباب و روزگار جوانی بست ہزار بیت از اشعار متقدمین یاد گیرد و دہ ہزار کلمہ از آثار متاخرین در پیش چشم کند و پیوستہ دو اوین استادان ہمی خواند و مستحضر ہمی باشد و آگاہی میدارد کہ در آمد و بیرون شد ایشان از مضایق و دقائق سخن بر چہ وجہ بودہ است تا کہ طریق و انواع شعر در طبع او بستم شود و عیب و ہنر شعر در صفحہ خرد او منقش گردد و سخنش روئے در ترقی آرد و طبعش بعلو میل کند ہر کہ را طبع نظر شعر راسخ ابشد و سخنش ہموار گشت و روی بعلم آورد عروض بخواند و گرد تصانیف اُستاد ابو الحسن بہرامی سرخسی گرد مانند غایۃ العروضین و کنز القافیہ و نقد معانی و نقد الفاظ و سرقات و تراجم و انواع این علوم بخواند بر اُستادی او داند تا نام استادی را سزاوار شود و اسم او در صحیفہ روزگار بماند چنانکہ اسامی دیگر استادان کہ نامہائے ایشان یاد کردیم تا انچہ از مخدوم و ممدوح بستاند حق آن بتواند گذاردن و بقائے اسم او بباید۔

اسکے بعد ایک طولانی بحث اسپر لکھی ہی کہ شاعر کیواسطے بدیہ گوئی سے بہتر کوئی چیز نہین، اسکو مین نظر انداز کرتا ہون لیکن امور مندرجہ پر شعرائے عصر کو لحاظ کرنا چاہیئے اور اصلاح لینے والونکو بھی مشورۂ سخن کے لئے ایسے شاعر کو انتخاب کرنا چاہیئے جو کم از کم انمین سے اکثر صفات سے موصوف ہو،

شاعری کو اصلاح سے کس قدر تعلق ہے

اُستادی ان صفات کے بعد مشاقی پر موقوف ہی جسقدر مشق زیادہ ہوگی اُتنا ہی نظم پر اسکو زیادہ تسلط ہوگا اِسی لئے نومشقونکو ابتدا مین کسی اُستاد کی ضرورت ہوتی ہی اُستاد کا کام فقط الفاظ کا رد و بدل کر دینا ہی ورنہ شاعر کوئی کسیکو نہین بنا سکتا ہزارون شاعر ایسے گذرے جنھون نے کبھی کسی سے اصلاح نہین لی اُنکا علم و فن اُنکی خداداد طبیعت اُنکا صحیح ذوق اُنکا اُستاد تھا مجھے تو یہ سلسلہ صرف ہندوستان مین نظر آتا ہی عرب و عجم مین کوئی تاریخ مشکل سے اسکا ثبوت دیسکتی ہی کہ امراء القیس اعشی حسان متنبی یا عسجدی عنصری فرخی و فردوسی سعدی حافظ وغیرہ نے

کس سے اصلاح لی علوم و فنون کی کتابین تو اساتذہ سے پڑھین لیکن مشورہ سخن کیلئے کس کے سامنے زانوے تلمذ تہ کیا، ہندوستان مین میر تقی میر، غالب، مومن، ناسخ وغیرہ نے کس سے اصلاح لی۔

میرے خیال مین اسکا سبب صرف یہ ہی کہ اِس زمانہ مین موزونی طبع کا نام شاعری رکھا گیا ہی، اِسی سے اِس سلسلہ کو ترقی ہوتی جاتی ہی اور قریب قریب پیری مریدی کی حد تک پہونچ گیا ہی جیسے فقرا کے یہان سجادہ نشین ہوئے تھے ویسے ہی یہان بھی ایک جانشین کی ضرورت ہی اور اسکے لئے کوششین کیجاتی ہین،

رموز فن علم سینہ نہین اساتذہ کی کتابین اُس سے مالا مال ہین کھوٹا کھرا پرکھنے کے لیئے ذوق سلیم اور وجدان ہی جس پر تمام شعر کا دارومدار ہی یہ واضح رہے کہ شاعری بالکل ذوق وجدانی اور عطیہ فطرت ہی جو لوگ اسکو علم سینہ خیال کرتے ہین وہ سخت غلطی پر ہین شاعری کسی اُستاد کی محتاج نہین سیکڑون شاعر ایسے گذرے اور ہین جن کی عمرین شعر گوئی مین گذر گئین مگر شعر کہنا نہ آیا،

واقعہ | مولوی علی میان صاحب کامل مرحوم جنکا فضل و کمال ارباب علم مین مسلّم تھا اور نہایت جید الفکر شاعر تھے اُنکی خدمت مین ایک بُزرگ آیا کرتے تھے جنکی عمر اسّی پچاسی سال کی ہوگی اور زندگی بھر سوا شعر گوئی کے کوئی دوسرا مشغل نہین رہا۔ آخر عہد مین مجھ سے بھی ملاقات ہوئی چند بار فقیر خانہ پر بھی تشریف لائے تھے مین دیوان فارسی کے مرتب و مدوّن تھے جسمین تقریبًا اکثر اصناف سخن تھے غزلین زیادہ تہین نہایت خوشخط لکھی ہوئی نفیس جلدین بندھی ہوئین ایک بار مجھے زیارت نصیب ہوئی تھی، فارسیت اعلیٰ درجہ کی ترکیبین نہایت صحیح زبان کے اغلاط بہت کم مگر ستم یہ تھا کہ تمام کلیات مین ایک شعر بھی وقت سے موزون مل سکتا تھا یہ تینون دیوان حضرت کامل کی خدمت مین بغرض اصلاح لیجاتے تھے آخر ایک روز مولوی صاحب نے لیکر رکھ لئے اور دوسرے روز یہ کہکر واپس دیئے کہ

حضرت امین کو عین بنانے کی ضرورت نہین،

اس سے میرا یہ مقصد نہین کہ اصلاح نہ لینا چاہیئے کلام مین مشورت نکرنا چاہیئے شاعر مدت العمر مشورۂ سخن کا محتاج ہو - یہی سبب ہے کہ متقدمین مین اور آجکل یورپ مین بھی تنقید ایک ضروری چیز سمجھی گئی -

اصلاح اور اُسکے طریقے اُستادان فن اس خوبی سے کلام مین حک و اصلاح کرتے ہین کہ بیساختہ وجد آجاتا ہو اور یہ ملکہ نہین ہو سکتا اگر سخن فہمی اور نکتہ رسی سے شاعری اور نکتہ سنجی دو نو الگ الگ دو چیزین ہین یہ ضروری نہین کہ ایک ذات مین دو نو جمع ہون،

شعر گفتن گرچہ دُر سُفتن بود
لیک فہمیدن بہ از گفتن بود

اصلاح سے نہ صرف اصلاح لینے والے کو فائدہ پہونچتا ہو بلکہ اُستادانِ فن کی قوتِ مشق بھی بڑھتی ہو، شعر مین علاوہ وزن و محاکات و تخیئل کے ایک خوبی بندش الفاظ کی ہو اور اِسی مین اُستادی کے جوہر کھُلتے ہین، اگر نادر سے نادر مضمون سُست الفاظ مین ادا ہوگا تو شعر خاک مین ملجائیگا بخلاف اسکے اگر سُست مضمون کو پر تکلف جامہ پہنا دوگے تو اُسکا مرتبہ بلند ہوجائیگا مضمون کی خوبی پر خراب بندش نقاب ڈالتی ہو،

اُصول اصلاح

(۱) شاگرد کو پہلے ضروریات شعر پر مطلع کرنا چاہیئے،

(۲) شعر مین صرف الفاظ کا تغیر چاہیئے خیال بدلنے کی ضرورت نہین اگر شعر معنوی حیثیت سے خراب ہے تو قلم زد کرنا چاہیئے،

(۳) پورے شعر یا مصرع کی ترمیم منظور ہو تو شاگرد کو ہدایت کیجائے کہ وہ خود کوشش کرے اسطرح اُسکی قوت نظم مین ترقی ہوگی،

(۴) جب شعر مین کوئی ترمیم کیجائے تو اُسکا سبب سمجھا دینا چاہیئے تاکہ آئندہ وہ اس غلطی سے بچے۔
(۵) تمام معائب سے شعر کو پاک کرنا اور ترقی کے لیسے الفاظ رکھنا جس سے بالاتر کوئی درجہ نہو،
(۶) خود شعر کہکر شاگرد کو نہ دینا چاہیئے اس سے اُسکی ہمت فکر سخن مین کم ہوتی ہے اور اُستاد پر بھروسا رہتا ہے،
(۷) ردیف کی پختگی کا خیال اسقدر رکھنا چاہیئے کہ اگر ردیف نکالدی جائے تو تمام شعر بیمعنی ہوجائے اسیطرح قافیہ بھی برائے بیت نہو بلکہ قافیہ سے مضمون پیدا کرنا چاہیئے بعض شعرا مضمون سوچنے کے بعد قافیہ تلاش کرتے ہین اس سے شعر سست ہوجاتا ہے،
(۸) غزل قصیدہ مثنوی اِن سب کی زبانین مختلف ہین اصلاح مین یہ بات بھی مد نظر رکھنا چاہیئے غزل کی زبان نہایت سلیس اور روزمرہ ہو ثقیل اضافات اور غیر مانوس ترکیبون سے کلام کو محفوظ رکھو، ہان قصیدہ مین تم آزاد ہو جزالت و شوکت الفاظ سے کام لو مثنوی مین واقعہ نگاری کی حیثیت ملحوظ رکھو مثلاً کسی واقعہ کو نظم کر رہے ہو تو مخاطب و متکلم کی زبان کا خیال رکھو جس طبقہ کا آدمی ہو ویسی ہی زبان بھی ہو،

الغرض یہ اور بہت سی باتین ایسی ہین جنکا ذکر اس مختصر مقدمہ مین نہین ہوسکتا شاعری کو امعان نظر سے دیکھو گے تو اُسمین دشوار گذار راہین ملین گی اور اسی سے شعر کو اخر العلوم کہا ہے،

اساتذہ کی اصلاحین اور اُن کے مقالات و ملفوظات سے مبتدی اور منتہی سب فائدہ اُٹھا سکتے ہین ایسے تالیفات کی ملک مین اسوقت بیحد ضرورت ہے کیونکہ علم و فن کی کساد بازاری ہے لوگ ایسی ہی چیزون سے متمتع ہون میرے مکرم دوست جناب صفدر مرزاپوری نے یہ مجموعہ تیار کیا اور مین جانتا ہون کہ انھون نے اسمین نہایت جانکاہی اور جانفشانی کی ہے بیشک اسکی اوّلیت کا سہرا اُن کے سر ہے میری نظر سے اسوقت تک عربی فارسی اردو

ہین کوئی مستقل تالیف ایسی نظر سے نہین گذری جسمین شعرا کی اصلاحین جمع کی گئی ہون
یہ کتاب نہ صرف نوآموزان فن کیلئے مفید ہی بلکہ اساتذہ فن بھی اُس سے لطف اندوز اور
مستفید ہو سکتے ہین،

حضرت صفدر سے مجھسے ایک عرصہ سے ملاقات ہی وہ اُردو زبان سے نہایت
صحیح ذوق رکھتے ہین اُنکی طبیعت تالیفات کے متعلق نہایت سنجیدہ انتخاب کرتی ہے
جو کتابین اُنھون نے ملک مین اسوقت تک پیش کی ہین وہ بلحاظ اپنی دلچسپی کے آپ
اپنی نظیر ہین مجھے اُمید ہی کہ اُنکا قلم میدان براعت مین اپنے جوہر دکھائیگا۔ اور اسکے بعد بھی
وہ کوئی مفید اور دلچسپ تالیف پیش کرین گے،

مرزا محمد ہادی عزیز
یکم فروری ۱۹۱۸ء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

پھر جمع کر رہا ہون دلِ لخت لخت کو
عرصہ ہوا ہی دعوتِ مژگان کیئے ہوئے

صرف علوم و فنون ہین نہین بلکہ دُنیا کی ہر بات مین اصلاح کی ضرورت ہی اگر کوئی چیز اصلاح پائی ہوئی نہ ہو تو گویا وہ اپنی اصلی حالت پر نہین ہو۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ جس کا کام اور خصوصًا کلام اصلاح شدہ نہین ہی اُسکا ہر دیکھنے والا اُستاد ہی اور جو اصلاح پا چکا ہی وہ اور اُسکا کلام دوسرون کو سبق دیتا ہی جسنے ایک کے آگے سر تلمذ خم کیا وہ بزم عالم مین سر بلند ہی اور جو کسی ایک کے آگے سر جھکانے سے پہلوتہی کرتا ہی اُسکی گردن سب کے سامنے نیچی رہتی ہی اور رہیگی اکثر حضرات بزعم ہمہ دانی جو کہ اس زمانے مین بہت کثرت سے پائے جاتے ہین کسیکو اپنا کلام دکھانا اپنی توہین سمجھتے ہین۔ اِسکی بظاہر کئی وجہین ہین مگر اِن سب کا ماخذ یہ ہی کہ وہ اپنے آپ کو خود ہی سب سے بہتر سمجھتے ہین اور اپنے کلام مین کوئی نقص نہین دیکھتے۔ حالانکہ جسقدر وہ اپنے کلام کو اعلیٰ جانتے ہین اُسی قدر وہ ادنیٰ ہوتا ہی یہانتک کہ ہر مشاعرے مین بیسون اشعار بے معنی سُننے مین آتے ہین اور یہ وہ بزرگ ہین جو صاحب تلامذہ اور مدعی اُستادی ہین مگر مشاعرے سے باہر نکلکر لوگ اُن اشعار پر مضحکہ کرتے ہین اور بجائے توقیع اُنکی تذلیل ہوتی ہی مگر وہ آتش کے اِس شعر کو خاطر مین نہین لاتے ؎

سُن تو سہی جہان مین ہو تیرا فسانہ کیا کہتی ہو تجھکو خلقِ خدا غائبانہ کیا

اس خود روجماعت نے مذاق فن کو اسقدر بگاڑ دیا ہو کہ وہ اشعار جو معانی سے خالی ہین اُن پر مشاعرے مین چھتین اُڑتی ہین اگر اُن سے پوچھا جائے کہ کیا سمجھے؟" تو کچھ نہین"، مگر صرف یہ عقیدہ کر لیا گیا ہو کہ بہت اچھا اور بلیغ شعر ہوگا بعض حضرات مصرع اسقدر دور سے لگاتے ہین کہ باہم ربط نہین رہتا اس کو وہ کمال فن جانتے ہین مگر اہل تحقیق مین یہ ننگ شاعری اور توہین فن ہو - ایک مصرع دوسرے مصرع کے ساتھ جزو لاینفک ہونا چاہیئے ایک اُستاد کا قول ہو کہ اگر سکندر دو مصرعون کو باہم چسپان کر سکتا تو سد سکندری اپنی ناموری کے لیئے نہ بناتا ؎

سکندر سد نمی بستی کہ نامش در جہان ماند دو مصرع را توانستے اگر باہم گر بستن

بے اصلاحی غزلونکا رواج اسقدر بڑھ گیا ہو کہ اب اصلاح لینا گویا فیشن کے خلاف ہو گیا ہو ایکمرتبہ حکیم ناطق نے لکھنؤ کے خوشگویون سے کہا کہ آپ لوگ اپنے احباب کی ایک انجمن قائم کر لیجیئے جسمین مشاعرے سے پہلے سب لوگ آپس مین ایک دوسرے کو غزل سُنا لیا کرین تاکہ بعد کو مخالفین پر یورش کرنا آسان ہو - مین نے اور بعض احباب نے اُن سے یہ خواہش کی کہ آپ ایک تنقیدی رسالہ نکالیئے جس کے مضامین سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ اصلاح کے بغیر کیا نقائص رہ جاتے ہین اور اصلاح کی کسقدر شدید ضرورت ہی موصوف نے اس شرط پر وعدہ کیا ہو کہ اگر یہ روش حسد پر محمول نہ کی جائے تو مین تیار ہون - انھین خرابیون کی طرف جو اُردو ادب کی تخریب و تنزلی مین جزو اعظم ہین توجہ دلانیکی ضرورت سمجھ کر یہ ایک دلچسپ پیرایہ اختیار کیا گیا ہو جس کا منشا یہ ہو کہ حصہ نظم کی آرائش ہو اور اسی رعایت سے اس کا نام "مشاطۂ سخن" رکھا گیا ہی یہ "مشاطۂ سخن" جسے اب آپ دیکھنے والے ہین اسکے لیئے مین اتنی سفارش ضرور کر سکتا ہون کہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے دُنیائے ادب مین پہلی کتاب ہو جو ادا شناسون کے سامنے

زیور معانی سے آراستہ ہوکر ایک نئے انداز سے جلوہ آرائے بزم ادب ہوتی ہے۔

اسمین شک نہین کہ سخن گوئی سے سخن فہمی مشکل اور بہت زیادہ مشکل ہو شعر کہنا آسان مگر شعر کا سمجھنا دشوار۔اساتذہ فن کے کلام سے اِس امر کا اندازہ تو کیا جا سکتا ہو کہ وہ کیا کہتے تھے اور کیسا کہتے تھے لیکن اُنکی وسیع النظری کا اندازہ صرف اصلاح ہی ایک چیز ہو جس سے کیا جا سکتا ہو۔یہی اِک بات دیکھنے کی ہو کہ شاگرد نے کیا کہا اور اُستاد نے کیا بنایا۔اصلاح دینا کوئی معمولی بات نہین اصلاح سخن کی قوت قدرت نے ہمیشہ مخصوص افراد کو عطا کی ہو جو اسوقت اُنگلیون پر شمار کیئے جاتے ہین۔اصلاح مین جن جن باتون کا خیال اور لحاظ رکھا جاتا ہو اُن کو اگر مین تحریر کرون تو طوالت تحریر کا خیال ہو مگر مختصر یہ کہ فصاحت، بلاغت، تاثیر زبان، محاورہ، تعقید لفظی و معنوی، ترکیب، بندش، چُستی، نشست الفاظ، روانی، سلاست، موزونیت، متروکات، اور جملہ ظاہری و باطنی عیوب و محاسن سب ہی باتین اصلاح کے وقت دیکھی جاتی ہین اور یہ سب باتین وہی دیکھ سکتا ہے جسے قدرت نے ایسا ہی دل و دماغ عطا کیا ہو،

اِس جدید تالیف کا خیال ایک زمانہ سے میرے دل مین تھا جسمین شاگردون کے کلام پر اساتذہ فن کے اندازہ و طریقہ اصلاح کا تذکرہ اور نمونہ اصلاح کے ساتھ وجہ اصلاح بھی ہو۔اِس قسم کی تالیف بظاہر کوئی اہم چیز نہین اور ممکن ہو کہ بعض کے نزدیک کچھ وقیع بھی نہ ہو۔لیکن مین اسکو اہم اور نہایت اہم سمجھتا ہون میرا اعتقاد ہو کہ اساتذہ فن کے کمال فن پرواز فکر، انداز خیال اور الفاظ محاورات کے طریقہ استعمال کی جانچ کرنے اور اس سے فائدہ اُٹھانے کا اِس سے بہتر کوئی دوسرا ذریعہ نہین۔

اپنے رنگ مین اِس نئی تالیف کا خیال جب میرے دلمین موجزن ہوا ہو تو اُس کے ساتھ ہی یہ مشکلین بھی پیش نظر تھین کہ جن اساتذہ مسلم الثبوت اور کاملین فن کی اصلاحین مدنظر ہین اُن کو تو زمانہ نے خاک مین ملا دیا جو دو چار باقی ہین وہ بجھے ہوئے

چراغون کی طرح ایسے گوشۂ کس مپرسی مین پڑے ہوئے ہین کہ اُن کو روشن کرنے یا اُنسے روشنی لینے کی اِس نئی روشنی کے زمانے مین کیسکو پروا بھی نہین - اگر اِسی طرح زمانہ کا ایک ورق اور اُلٹا تو اِن کے جواہر کمالات بھی صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جائینگے اور آئیوالی نسلین اِس نعمت غیر مترقبہ سے ہمیشہ کے لیے محروم رہجائینگی ہر چند کلام اِن باکمال بزرگون کا موجود ہی جن سے اِن کی علمی ادبی یادگارین قائم ہین مگر ان سے اِن کے جواہر کمالات کا صحیح اندازہ ناممکن ہی - مین جس شعبہ کو اسوقت دکھانا چاہتاہون وہ صرف "اصلاح" ہے اِن کے کلام کے دیکھنے سے اِس مقصود کا حق پورا ادا نہین ہوسکتا اور نہ اِس لطف کا عالم زمانہ دیکھ سکتا ہے جو مین دکھانا چاہتاہون -

اِن اصلاحون سے نومشق توکیا کُہن مشق شعرا بھی مستفید ہوسکتے ہین - ہر اُستاد کی اصلاح اُس زمانے کے مذاق کے نقطۂ نظر سے دیکھنا چاہیئے - صرف ایک لفظ کی ترمیم سے شعر کو زمین سے آسمان پر پُہنچا دینا ایسے ہی باکمال اُستادان فن کا حصہ ہو اَب آپ کو یہ بھی بتادون کہ "مشاطۂ سخن" مین کن کن باکمال بزرگونکی اصلاحین مجھے مل سکین یہ بُزرگ بھی وہ بزرگ ہین جن کی کوششون سے ہماری ملکی زبان کا لفظ لفظ اور حرف حرف گرانبار احسان ہی - انکی اصلاحون کا اِس گُمنامی کے ساتھ صفحۂ ہستی سے مٹ جانا کچھ کم افسوس کی بات نہ تھی مین تو یہ کہونگا کہ ایسی چیز کا مٹنا حقیقت مین ایک غم ناک علمی حادثہ ہے -

مصحفی، خلیق، آتش، ناسخ، اسیر، ذوق، غالب، مومن، انیس، دبیر، نسیم دہلوی نواب عاشورعلیخان عاشور، آغا حجو شرف، مفتی میرعباس مجتہد، امیر، منیر، داغ، تسلیم، جلال، شوق، جلیل، ناطق، ریاض، شاد، رشید، جاوید، جگر، لطافت وغیرہ اِن باکمال بُزرگون کی اصلاحین زمین شعر کے پیچیدہ راستون مین خضر راہ بنکر ہمین

صحیح راستہ بتائینگی ہماری معلومات مین معتدبہ اضافہ کرینگی کلام کی خوبی اور صحت و سقم کی کیفیت ہمارے آنکھون کے سامنے پیش کرینگی اور زبان اُردو کی ترقی اور اصلاح کا طلسم اِن سے کُھل جائیگا۔ وہ نازک مسائل جو برسون کسی سخنور کامل کی صحبت مین رہ کربھی نہ معلوم ہون چشم زدن مین نظر کے سامنے آجائین گے۔ یہ کتاب سخن سنجون کو ایک شفیق اُستاد کا کام دیگی اور سخن فہمون کے لیئے تو ایک عجیب اور دلچسپ منظر ہوگا۔ اِن خیالات اور زبان اُردو کی محبت نے مجھے اُبھارا اور راس دُھن مین دیوانہ وار لکھنؤ کی گلیون کی خاک چھاننے لگا، یہ بکھرے ہوئے موتی جس محنت اور کاوش سے یکجا کیئے گئے ہین اُس کا صحیح اندازہ وہی حضرات کرسکتے ہین جن کو میدان علم و ادب مین اُترنے کا موقع ملا ہی اور خود بھی جو اپنی تصنیف و تالیف سے تشنہ کامان ادب کی پیاس بُجھاتے رہتے ہین، مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہی کہ اکثر وہ حضرات جو ملک مین مستند اور مسلم الثبوت اُستاد سمجھے جاتے ہین اُن کو ایسے ادبی کامون سے ذرا بھی دلچسپی نہین بعض لکھنؤ کے متقدر شعرا نے نہایت سرد مہری سے کام لیا وہ چاہتے تو بہت کچھ عمدہ ذخیرہ بہم پہنچا سکتے تھے مگر سہل انکاری کا خدا بھلا کرے کہ صرف دو فقرے کہکر مجھے ٹال دیا کہ مسودے گم ہوگئے خیر یہ عذر تو ایک حد تک قابل تسلیم بھی تھا مگر بعض بزرگون سے یہ سُن کر سخت تعجب ہوا کہ ابتدا سے آج تک میرے کلام پر اُستاد نے قلم ہی نہین اُٹھایا گویا (مادر زاد اُستاد پیدا ہوئے) اس جملے پر مجھے بے اختیار ہنسی آگئی۔

ملک مین جا بجا شاگردان امیر، داغ، جلال، تسلیم، وغیرہ کو خطوط لکھے مگر انمین بہت کم حضرات ایسے تھے جنھون نے میری ناچیز استدعا پر توجہ فرمائی۔ ہان جن حضرات نے اپنے کلام پر اپنے اُستادون کی اصلاحین مرحمت فرمائین اُن کا شکریہ نہ ادا کرنا کفران نعمت ہی سب سے پہلے ہمارے محترم دوست جناب سید محمد نقی صاحب شہبر تعلقدار

ورئیس مچھلی شہر نے حضرت منیر مرحوم کی اصلاحین مجھے مرحمت فرمائین۔ جناب عابد حسین صاحب عابد سہسوانی جو پہلے حضرت اسیر مرحوم کے شاگرد تھے اُن کے بعد جناب امیر مینائی رح کو اپنا کلام دکھانے لگے اُن کے کلام پر اسیر و امیر کی جسقدر اصلاحین تھین سب میرے حوالے کین۔ جناب سید زاہد حسین صاحب زاہد رئیس سہارنپوری تلمیذ حضرت امیر مینائی رح نے حضرت اقدس کی اصلاحین اور انھین کے دست مبارک کی لکھی ہوئی وجوہ اصلاح نقل کرکے ارسال فرمائین۔ محبی ضمیر الدین احمد صاحب عرش گیاوی مؤلف حیات تسلیم نے بھی حضرت تسلیم کی اصلاحین اور خود منشی صاحب کے قلم کے لکھے ہوئے نوٹ نقل کرکے میرے پاس بھیجے۔ جناب حکیم عابد علی صاحب کوثر خیرآبادی جناب ضمیر حسن خان صاحب دل شاہجہانپوری جناب سید تصدق حسین صاحب قرار شاہجہانپوری جناب ماسٹر باسط علی صاحب باسط بسوانی جناب مرزا واجد حسین صاحب یاس عظیم آبادی جناب مولوی عبد الغفور صاحب شرر استھانوی بہاری۔ مولوی انعام اللہ خان صاحب عارف منصرم کمشنری لکھنؤ اور مولوی عبد الرحیم صاحب کلیم لکھنوی کا مین دل سے شکر گزار ہون کہ ان حضرات نے توجہ فرما کر اپنی اپنی اصلاحین مجھے مرحمت فرمائین جو مشاطۂ سخن کی زیب و زینت مین صرف کی گئین۔

مجھے زبان اُردو سے محبت ہے اُسکی خدمت جہان تک میرے امکان مین ہے کرنیکی ہمیشہ کوشش کرتا ہون اور تا زیست انشاء اللہ کرتا رہونگا۔ اُسوقت جہانتک اصلاحین اساتذہ سابق وحال کی مجھے سعی اور کوشش سے مل سکین اُن کو کتابی صورت مین مُلک کے سامنے پیش کرنیکی عزت حاصل کرتا ہون اور جو کچھ ملینگی انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہے تو طبع آئندہ مین اس کا اضافہ ہوگا۔ اسی قدر اصلاحین جس محنت اور کاوش سے مجھے دستیاب ہوئی ہین وہ کچھ میرا ہی دل جانتا ہے ایک ایک مصرع پر بھی اگر کسیکی اصلاح سُن لی اُسکو نہایت خوشامد سے جسطرح ممکن ہوا حاصل کیا۔

بقول ذوق مرحوم ؎

یون لائے وان سے ہم دل صد پارہ ڈھونڈھ کر پایا پڑا جہان کوئی ٹکڑا اُٹھا لیا

برسون کی کوشش اور محنت مین اتنی اصلاحین فراہم کر سکا اب دیکھنا ہے کہ ان جواہر پارون کی ملک کیسی قدر کرتا ہو اور اہل مذاق "مشاطۂ سخن" کے لیئے کیا رائے پاس کر کے مولف کی ہمت افزائی کرتے ہین۔ اسمین کوئی شبہہ نہین کہ مین نے "مشاطۂ سخن" کے چھپوانے مین بہت عجلت سے کام لیا مگر میرے بعض سخن سنج دوستون نے مجھے مجبور کیا کہ یہ کتاب ملک مین جلد پیش کی جائے خدا کرے اہل ملک اسے محبت بھری نگاہون سے دیکھین کہ میری ہمت افزائی ہو اور آئندہ اس سے بھی زیادہ کوئی مفید کام کرنیکی ہمت کرون۔

آخر مین اپنے عزیز بھائی حضرت محوی کا بھی شکریہ ادا کرنا بھی ایک قسم کی ناسپاسی ہے جنھون نے نہایت شوق اور دلی مسرت سے میرے خیال کی تائید کر کے حوصلہ بڑھایا اور "مشاطۂ سخن" کا خیر مقدم نہایت دلچسپ پیرایہ مین تحریر فرمایا جو مشاطۂ سخن کے لیے ایک خوش نما زیور ہے۔

اور خصوصیت سے مین سیّد ابو العلا مولوی حکیم سید احمد صاحب ناطق لکھنوی کا ممنون ہون جنھون نے بہت زیادہ مدد دی۔

مین اپنے محترم دوست مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہون کہ مرزا صاحب موصوف نے باوجود ناسازی مزاج "مشاطۂ سخن" کا مقدمہ لکھا اور خوب لکھا۔

خاکپائے شاعران

بے ہنر صفدر مرزاپوری

شیخ غلام ہمدانی مصحفی

خواجہ آتش ؎

تری تقلید سے کبکِ دری نے ٹھوکریں کھائیں　　　چلا جب جانور پریوں کی چال اُسکا چلن بگڑا

اُستاد مصحفی نے دوسرے مصرع میں "پریوں" کو اُڑا کر "انسان" بنایا۔ اب اِس شعر کو یوں پڑھیئے ؎

تری تقلید سے کبکِ دری نے ٹھوکریں کھائیں　　　چلا جب جانور انسان کی چال اُسکا چلن بگڑا

پہلے مصرع میں کہا گیا ہے کہ تری تقلید سے کبک دری نے ٹھوکریں کھائیں۔ آتش نے معشوق کو پری کہا۔ مگر اصلاح میں اُستاد نے انسان بنایا اب انسان اور جانور کا تقابل لطف دے گیا۔

آتش ؎

سختیِ ایام ہی میرے لیئے سامان عیش　　　سنگ در کو بھی سمجھتا ہوں میں زانوے حور کا

اصلاح ؎

سختیِ ایام ہے میرے لیئے سامان عیش　　　خشت بالیں کو سمجھتا ہوں میں زانوے حور کا

بجائے "سنگ در" کے "خشت بالیں" بنایا سنگ در سے زانوے حور کو اس قدر مناسبت نہ تھی سنگ در پر سر پٹکنے کے لیئے زیادہ مستعمل ہی اور خشت بالیں تو اِن معنی کے لیئے سانچے ہی میں ڈھلی ہوئی ہے۔

آتش ؎

درماں سے اور درد ہمارا ہوا دوچند　　　مرہم سے زخم سینہ میں ناسور پڑ گیا

اصلاح ؎

درماں سے اور درد ہمارا ہوا دوچند　　　مرہم سے داغ سینہ میں ناسور پڑ گیا

اُستاد نے بجائے "زخم" کے "داغ" بنایا داغ سے کسقدر شعر میں ترقی پیدا ہوگئی زخم و داغ مین جو نازک فرق ہے وہ ماہرین فن ہی خوب سمجھ سکتے ہین۔ اُستادانہ اصلاح ہے۔

آتش ؎

داغِ دل خونِ جگر ہے نعمتِ الوانِ عشق سیر اپنی جان سے ہو جاتے ہین مہمانِ عشق

اصلاح ؎

داغِ دل زخمِ جگر ہے نعمتِ الوانِ عشق سیر اپنی جان سے ہو جاتے ہین مہمانِ عشق

اُستاد نے بجائے "خونِ جگر" کے "زخمِ جگر" بنایا خوانِ نعمت مین پینے کی چیز سے کھانے کی شے زیادہ موزون ہے اسلیئے خون سے زخم بہتر۔

نوٹ۔ یہ اصلاحین مولوی فصیح اللہ صاحب دؔنا فرنگی محلی لکھنوی مرحوم تلمیذ صؔبا لکھنوی سے مولف نے سُنی ہین جنکو صد ہا ایسی اصلاحین یاد تھین افسوس کہ قبل ترتیب "مشاطۂ سخن" اُن کا انتقال ہوگیا۔

میر مستحسن خلیق[1]

میر انیس مرحوم کی نومشقی کا زمانہ تھا ایک مرثیہ مین ایک بند جناب سکینہ کی زبان سے جس کا مفہوم یہ تھا کہ یہ وہ گریہ وزاری کے ساتھ فریاد کر رہی ہین اس بند کا آخری مصرع یہ تھا (ع) شمر خنجر لیئے آتا ہے مرے باپ کے پاس۔

میر خلیق مرحوم نے مذکورہ بالا مصرع سُن کر انیس سے سوال کیا کہ جناب سکینہ کا کیا سن اُسوقت تھا؟ آپ نے جواب دیا کہ ڈھائی یا تین سال کا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایسی صغر سنی مین یہ امتیاز کہ یہ شمر ہے خلاف فطرت ہے اس مصرع کو یون بنا دو۔

[1] اس اصلاح کو مولف نے حکیم عنایت حسین صاحب بارؔق لکھنوی سے سُنا جو ایک ذی علم اور معمر بزرگ ہین۔

(ع) کوئی خنجر لئے آتا مرے باپ کے پاس۔ اللہ اللہ کیا اصلاح دی۔ پختہ مغزان سخن اس "کوئی" کی بلاغت کو ملاحظہ فرمائین اور اس مذاق سلیم کی داد دین،

صاحب آب حیات لکھتے ہین کہ میر انیس مرحوم فرماتے تھے کہ والد میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے۔ مین ایک مرثیہ مین وہ روایت نظم کر رہا تھا کہ جناب امام حسینؑ عالم طفولیت مین سواری کے لیئے ضد کر رہے تھے۔ جناب آنحضرتؐ تشریف لائے اور فرط شفقت سے خود جھک گئے کہ آؤ سوار ہو جاؤ تاکہ پیارے نواسے کا دل آزردہ نہ ہو، اس موقع پر ٹیپ کا دوسرا مصرع کہ لیا تھا۔ ع۔ اچھا سوار ہو جیئے ہم اونٹ بنتے ہین۔ پہلے مصرع کیلئے اُلٹ پلٹ کرتا تھا جیسا کہ دل چاہتا تھا ویسا برجستہ نہ بیٹھتا تھا۔ والد نے مجھے غور مین غرق دیکھکر پوچھا۔ کہ کیا سوچ رہے ہو؟ مین نے مضمون بیان کیا اور جو مصرع خیال مین آئے تھے پڑھے۔ فرمایا یہ مصرع لگادو (زرا زبان کی لطافت تو دیکھو)

جب آپ روٹھتے ہین تو مشکل سے منتے ہین ... اچھا سوار ہو جیئے ہم اونٹ بنتے ہین

خواجہ حیدر علی آتش

میر دوست علی خلیل خواجہ صاحب کے ارشد تلامذہ مین سے تھے ایک مشاعرے مین خلیل نے بلا اصلاح غزل پڑھی آتش کو بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ مشاعرے کے دوسرے دن خلیل خواجہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے یہ چلے ہوے تو بیٹھے ہی تھے۔ پوچھا کہ شب کو مشاعرے مین کیا غزل پڑھی تھی خلیل نے نہایت فخر کے ساتھ یہ مطلع پڑھا ؎

مدت کے بعد آج وہ اے مہرباں ملے ... دل کی کہون جو جان۔ کی مجکو اماں ملے

لے اس لطیفہ کو مولف نے حضرت ناطق لکھنوی سے سُنا جو بیان فرماتے تھے کہ مرزا امیر بیگ لکھنوی سے مین نے سُنا جنکی چشم دید یہ واقعہ تھا۔

سنتے ہی منھ بنا کر یون فرمایا کہ یہ "جُھ جان" آپ کی خالہ کا نام تھا،
خلیل بہت دیر تک سناٹے مین رہے پھر پوچھا کہ آخر کیا ہوتا۔ جواب دیا اس سے
بہتر تو یہی تھا ؎

مدت کے بعد آج وہ اے مہربان ملے ۔۔۔ دلکی کہونگا جان کی مجکو امان ملے

میر وزیر علی صبا مرحوم نے جلاد کبھی۔ بیداد کبھی اِس طرح مین غزل کہی اور خواجہ
آتش مرحوم سے اصلاح لینے آئے۔ خواجہ صاحب کا عام قاعدہ اصلاح کا یہ تھا کہ شاگرد غزل
پڑھتا تھا جو شعر بنانے کا ہوتا تھا بنا دیتے تھے اور جو شعر درست ہوتا اُس پر "ہون"
کہ دیتے تھے اور جو شعر زیادہ پسند آتا اُسکی داد بھی دیتے۔ صبا مرحوم اپنی غزل سُنا رہے تھے
جب یہ شعر پڑھا ؎

فصلِ گُل مین مجھے کہتا ہو کہ گلشن سے نکل ۔۔۔ ایسی بے پر کی اُڑاتا نہ تھا صیاد کبھی

اسپر بھی حسب معمول خواجہ صاحب نے ہون کہکر ٹالنا چاہا مگر میر صاحب نے
کہا حضرت مین نے یہ شعر خونِ جگر کھا کر کہا ہو (مطلب یہ تھا کہ داد دیجیئے) فرمایا پھر پڑھیے
جب اُنھون نے دوبارہ پڑھا آپ نے فرمایا کہ پہلا مصرع یون بنا دیجیئے ؎

پر کتر کر مجھے کہتا ہے کہ گُلشن سے نکل ۔۔۔ ایسی بے پر کی اُڑاتا نہ تھا صیاد کبھی

صبا کے مصرع مین بے پر کے اُڑانے کا کافی ثبوت نہ تھا۔ اب اِن دو لفظون
کے بدل جانے سے شعر مین کسقدر حُسن پیدا ہو گیا اور بے پر کے اُڑانے کا کافی ثبوت
مل گیا۔ سبحان اللہ کیا خوب بنایا۔

صبا ؎

اے صبا جذب یہ جسدم دلِ ناشاد آیا ۔۔۔ اپنی آغوش مین وہ بانیِ بیداد آیا

اصلاح ؎

اے صبا جذب یہ جسدم دلِ ناشاد آیا ۔۔۔ اپنی آغوش مین اُڑ کر وہ پریزاد آیا

اس اصلاح سے مطلع مین کتنی ترقی پیدا ہوگئی۔صبا کی مناسبت سے اُڑ کر وہ پر نزاد آیا۔کیا خوب بنایا۔

صبا ؎

جانب دشت جو مین چاک گریبان نکلا
کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان نکلا

اصلاح ؎

گھر سے وحشت مین جو مین چاک گریبان نکلا
کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان نکلا

"گھر سے وحشت مین" یہ ٹکڑا اُستادانہ رکھدیا۔جس سے مطلع کتنا بلند ہوگیا۔اب باہم دونون مصرعون مین کس قدر ربط پیدا ہوگیا۔قیس و فرہاد کے لئے وحشت ہی کا لفظ مناسب تھا۔

صبا ؎

کسی نے بات نہ پوچھی ملال لیکے چلے
لحد مین ساتھ ہم اپنا کمال لیکے چلے

اصلاح ؎

کبھی نہ قدر ہوئی یہ ملال لیکے چلے
لحد مین ساتھ ہم اپنا کمال لیکے چلے

کمال کیلئے قدر ہی کی ضرورت تھی "یہ" کا لفظ بھی بڑھایا جب تک یہ کا لفظ نہ ہوتا شعر کا صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا۔اور جو مغالطہ صبا کے شعر مین پیدا ہوتا تھا کہ ملال ہی کو کمال سے تعبیر کیا ہے وہ اَب نہ رہا۔

صبا ؎

نہ جیب مین نہ گریبان مین تار باقی ہے
یہ سُن رہا ہون کہ فصل بہار باقی ہے

اصلاح ؎

نہ جیب کا ہے نہ دامن کا تار باقی ہے
جنون کا جوش ہے فصل بہار باقی ہے

پہلے مصرع مین "جیب و گریبان" کے بجائے "نہ جیب کا ہے نہ دامن کا" بنایا۔

دوسرے مصرع مین جنون کا جوش بڑھایا۔ جیب و دامن کے چاک کرنے کے لیئے جوش جنون کی ضرورت تھی اور فصل بہار مین جوش جنون کا ہونا لازمی ہو۔ اِس اصلاح سے شعر مین کس قدر ترقی ہوگئی،

صبا ؎

ہزار بار قیامت اُٹھائی نالون نے
مگر ہنوز شبِ انتظار باقی ہے

اصلاح ؎

ہزار بار قیامت گزر گئی ہمپر
مگر ہنوز شبِ انتظار باقی ہے

قیامت گزر گئی ہمپر۔ اِس ٹکڑے نے شعر کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا! سبحان اللہ

صبا ؎

فصل گُل اے صبا جب آتی ہے
ہم کو سودا ضرور ہوتا ہے

اصلاح ؎

اے صبا جب بہار آتی ہے
ہم کو سودا ضرور ہوتا ہے

صبا کے پہلے مصرع مین تعقید تھی۔ اصلاح سے انتہائی بے ساختگی اور فصاحت پیدا ہوگئی۔ اور تعقید کا عیب بھی رفع ہوگیا۔

لکھنؤ کے ایک معرکۃ الآرا مُشاعرے مین حُسنِ اتفاق سے آتش و ناسخ مع اپنی شاگردون کے تشریف لائے۔ میان مصحفی اُستاد آتش مرحوم سے بھی وعدہ تھا مگر وہ ابھی مشاعرے مین نہ آئے تھے۔ مشاعرہ شروع ہوا ایک نومشق کم سن لڑکے نے ایک مطلع پڑھا وہ مطلع یہ تھا ؎

جس کم سُخن سے مین کرون تقریر بول اُٹھے
مجھ مین کمال وہ ہے کہ تصویر بول اُٹھے

اِس پر مُشاعرے کی چھتین اُڑ گئین اور ناسخ مرحوم نے کئی بار اِس مطلع کو پڑھوایا

نوٹ یہ اصلاحین مولوی فصیح اللہ صاحب فا فرنگی محلی لکھنوی سے مولف کو ملین۔

اور اس لڑکے کی خلاف معمول بے حد داد دی۔ اس کے پڑھ لینے کے بعد مشاعرے مین میان مصحفی بھی تشریف لائے۔ اہل بزم تعظیم کے لیئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور صدر مین آپکو جگھ دی شیخ صاحب نے اپنے دلمین یہ عزم کر لیا کہ جب اُستاد مصحفی کی باری آئے تو مین ان کو نیچا دکھاؤن۔ چنانچہ جب سب کے آخر مین شمع گردش کرتی ہوئی انکے سامنے آئی۔ ناسخ نے کہا کہ اُستاد آپ کے تشریف لانے کے قبل (لڑکے کی طرف اشارہ کرکے) اس لڑکے نے ایسا بیمثل مطلع پڑھا جسکی تعریف مین زبان قاصر ہے۔ مصحفی نے کہا ہان میان پڑھا ہوگا۔ کہا کہ میری خواہش ہے کہ آپ بھی سُن لین یہ کہکر اشارہ کیا اور انکے ایک شاگرد نے اُستاد مصحفی کے آگے سے شمع اُٹھا کر اس لڑکے کے سامنے رکھ دی اور لڑکے کو مخاطب ہوکر کہا کہ میان زرا اپنا مطلع اُستاد کو بھی سُنا دو اُسنے پھر وہی مطلع پڑھا۔ آتش مرحوم اپنے اُستاد کے آگے سے شمع اُٹھوا لینے پر آگ ہوگئے۔ اور ناسخ سے مخاطب ہوکر کہا کہ کیا ایک غلط مطلع پر اس قدر ناز کیا جاتا ہے۔ تصویر کا کم سخن ہونا دور از قیاس ہے۔ اُسیوقت صلاح دے کر لڑکے سے مخاطب ہوکر کہا کہ میان اسے یون پڑھو ؎

جس بزبان سے مین کرون تقریر بول اُٹھو　　مجھ مین کمال وہ ہے کہ تصویر بول اُٹھے

آتش مرحوم کی اس جودت طبع پر میان مصحفی دل مین اُچھل پڑے۔ اور شیخ صاحب صورت تصویر خاموش ہوگئے۔ فی البدیہہ ایسی صلاح دینا واقعی آتش ہی ایسے اُستاد کا حصہ تھا۔

ایک مشاعرے مین خواجہ آتش مرحوم نے طرح کی غزل مین یہ مطلع پڑھا ؎

سُرمہ منظور نظر ٹھرا جو چشم یار کو　　نیل کا گنڈا پنھایا مردم بیمار کو

شیخ ناسخ بھی شریک بزم تھے۔ نیل کا گنڈا سُن کر کہا کہ کیا خوب۔ نیل کا گنڈا پنھایا مردم بیمار کو۔ پھر ارشاد ہو۔ آتش فوراً سمجھ گئے کہ یہ تعریف طعن سے کی گئی اُسیوقت

نوٹ۔ یہ صلاح عام طور سے مشہور اور اہل لکھنؤ کی زبانون پر ہے۔

دوسرے مصرع پر اصلاح دے کر دوبارہ یون پڑھا ؎

سرمۂ منظورِ نظر ٹھرا جو چشمِ یار کو — نیلگون گنڈا پنھایا مردمِ بیمار کو

فوراً سرِ بزم معترض کے اعتراض کو سمجھکر دفعتاً اصلاح دینا آتش کے خیالات کی تیزی اور شوخیِ طبع کی ایک ایسی مثال ہی جس سے زیادہ کسی دوسرے شاعر مین نہین ہوسکتی

نواب سید محمد خان صاحب رند لکھنوی تلمیذ خواجہ آتش مرحوم کا شعر یہ تھا۔

پھر لیچلا ہی دل مجھے بُتخانے کی طرف — اَب ساکنانِ کعبہ ہمارا اسلام ہی

اصلاح ؎

پھر کھینچتی ہی اُلفتِ بُت دیر کیطرف — لو ساکنانِ کعبہ ہمارا اسلام ہے

"پھر کھینچتی ہی اُلفتِ بُت" اِس ٹکڑے کی کیا تعریف ہوسکتی ہی۔ رند کے پہلے مصرع مین اسکی وضاحت نہ تھی کہ کیون دل بُتخانے کی طرف لیچلا۔ اصلاح سے یہ بات پیدا ہوئی کہ اُلفتِ بُت دیر کی طرف کھینچتی ہی۔ دوسرے مصرع مین لو ساکنانِ کعبہ ہمارا اسلام ہی۔ اُستادِ کامل نے "لو" کا لفظ ایسا رکھدیا کہ بلاغتِ زبان کا سکّہ بٹھا دیا جس کے دو پہلو اور دونون پُرلطف یعنی ساکنانِ کعبہ لو ہمارا اسلام ہی اور دوسرا پہلو ظاہر ہی کہ ایسے موقع پر "لو" کا لفظ کیسا برمحل ہی اور محاورہ مین کس قدر ڈوبا ہوا ہی۔ جیسے لو ہم جاتے ہین لو وہ آگئے وغیرہ وغیرہ[1]

پنڈت دیا شنکر نسیم لکھنوی مصنف گلزار نسیم تلمیذ خواجہ آتش کا شعر یہ تھا ؎

قلیان پیئے مشکبو دھوان دھار — بیڑے چکھے پان کے مزیدار

اصلاح ؎

قلیان پیئے مشکبو دھوان دھار — بیڑے چکھے بہت مزیدار

خواجہ آتش کی یہ اصلاح نسیم نے قبول نہ کی اور مثنوی مین اپنا ہی شعر رہنے دیا۔

[1] یہ اصلاح خواجہ محمد اصغر صاحب اصغر لکھنوی سے مؤلف کو ملی۔

اِس شعر پر مولانا عبدالحلیم شرر نے بھی اُردوے معلّٰی علی گڈھ مین اعتراض کیا تھا جسکا جواب پنڈت برج نرائن چکبست نے نہایت قابلیت سے دیا ہی۔ مگر مولف کے خیال ناقص مین صرف بڑے کہدینا کافی تھا۔ پان کے بیڑے بھی کہتے ہین جسکی کئی مثالین چکبست نے پیش کی ہین۔ مگر اصل اعتراض مولانا کا چکھے اور چکھے پر تھا (چکھے) کی جگہ (چکھے) بقول مولانا شرر غیر فصیح ہی نہین غلط ہی جسکی تردید مین پنڈت صاحب تحریر فرماتے ہین کہ "اس موقع پر لفظ (غلط) کن معنی مین استعمال کیا ہی۔ ظاہر ہی کہ سودا وغیرہ نے (چکھا) برابر نظم کیا ہی" مگر باوجود کوشش کے کوئی شعر میر یا سودا کا مثال مین پیش نہ کرسکے۔ اِس لفظ کا غیر فصیح ہونا تو خود بھی تسلیم کرتے ہین۔ مگر مین کہتا ہون کہ واقعی غلط ہے۔

رند ؎

کب تک ڈٹے رہوگے بتو نکی گلی مین رند ۔۔۔ تلوار کھینچو بھیڑ سے ہٹے راستہ ملے

اصلاح ؎

کب تک ڈٹے رہوگے بتو نکی گلی مین رند ۔۔۔ تلوار کھینچو بھیڑ سے چھٹے راستہ ملے

دوسرے مصرع مین اُستاد نے بجائے "ہٹے" کے "چھٹے" بنایا جس سے شعر مین کس قدر ترقی پیدا ہوگئی۔ تلوار کھینچنے کی مناسبت سے "چھٹے" کا لفظ کس قدر موزون بنایا گیا۔

رند ؎

مرگیا خاک ہوا گو مرا مدفن نہ رہا ۔۔۔ تیر اکھٹکا بھی تو برق شرر افگن نہ رہا

اصلاح ؎

جل گیا خاک ہوا گو مرا مدفن نہ رہا ۔۔۔ خوف تیرا بھی تو برق شرر افگن نہ رہا

نوٹ۔ یہ اصلاحین مولوی فصیح اللہ صاحب قائم مرحوم فرنگی محلی تلمیذ صبا مرحوم سے مولف کو ملین۔

پہلے مصرع مین بجائے "مرگیا" کے "جل گیا" برق شرر افگن کی مناسبت سے بنایا دوسرے مصرع مین بجائے "تیر اکھٹکا" کے "خوف تیر ابھی" بنایا جس سے مصرع مین سلاست اور روانی پیدا ہوگئی۔ یہ محل "کھٹکے" کا نہین تھا بلکہ خوف ہی کا تھا جو اُستاد کامل نے بناکر مطلع کو بلند کر دیا۔

شیخ امام بخش ناسخ[1]

فتح الدولہ بہادر برق ایک دن اپنے اُستاد شیخ ناسخ مرحوم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب برق مرحوم کا کلام اصلاح سے مستغنی ہوچکا تھا اور اِن کی اُستادی کے ڈنکے لکھنؤ مین بج رہے تھے۔ اُستاد نے پوچھا کہ آجکل کوئی نئی غزل کہی ہو برق نے کہا جی ہان۔ کل شب کو ایک مُشاعرے مین مزار مین، بہار مین، (اسطرح مین) ایک غزل پڑھی تھی جسکا ایک شعر مُشاعرے مین بہت پسند کیا گیا اور اہلِ بزم نے بے انتہا داد دی، شیخ صاحب نے کہا بھئی ہمین بھی سُناؤ۔ آپ نے نہایت فخر کے ساتھ یہ شعر پڑھا ؎

اُس گل نے ایک رات جو پہنا تو بس گیا بوئے گلاب آتی ہو موتی کے ہار مین

شیخ صاحب سُن کر چُپ ہوگئے۔ برق کا دل تڑپ اُٹھا کہنے لگے کیا حضرت اسمین کوئی نقص ہو کہ آپ خاموش ہوگئے۔ فرمایا ہان بھئی یہی سوچ رہا ہون۔ اول تو گلاب کے لغوی معنی عرق گل کے ہین، دوسرے گلاب کے پھولونکا ہار سوائے اُن لوگون کے جو کسی مندر یا مٹھ کے پوجاری ہون کوئی اور نہین پہنتا مین نے تو کسی شریف مرد آدمی کو

[1] اس اصلاح کو مولف نے حکیم عنایت حسین صاحب بارق لکھنوی سے سُنا جو ایک ذی علم اور معمر بزرگ ہین وہ فرماتے تھے کہ مین نے اس اصلاح کا ذکر حکیم مسیحا تلمیذ ناسخ مرحوم سے سُنا جن کے سامنے یہ اصلاح دی گئی،

گلاب کے پھولون کا ہار پہنے نہین دیکھا اِن اعتراضون کے بعد فرمایا کہ سامنے کی بات ہو دوسرے مصرع کو یون بنا دو مصرع بو موتیئے کی آتی ہو موتی کے ہار مین + اللہ اللہ کیا اصلاح دی ہو۔ موتی اور موتیئے سے جو مناسبت ہو ظاہر ہو۔ بقول ناسخ مرحوم جب گلاب ہندی ہو تو مصرع ثانی مین اضافت کیسی؛ یہ نقص بھی اِس اصلاح سے رفع ہوگیا۔

خواجہ وزیر ؎ غضب ہوا کہ کسی سنگ دل پہ دل آیا + الٰہی خیر کہ شیشہ گرا ہے پتھر پر

اصلاح ؎ غضب ہوا کہ بُتِ سنگ دل پہ دل آیا + خدا بچائے کہ شیشہ گرا ہے پتھر پر

پہلے مصرع مین سنگ دل کی رعایت سے بُت کا لفظ اور دوسرے مصرع مین بجائے "الٰہی خیر" کے "خدا بچائے" بنا دیا حالانکہ الٰہی خیر سے بھی وہی مفہوم ادا ہوتا تھا مگر خدا بچائے نے ایک قسم کی دلاویزی پیدا کر دی اور الٰہی کی "ی" دب کر ادا ہوتی تھی یہ نقص بھی رفع ہوگیا

وزیر ؎ جانور جو ترے صدقے مین رہا ہوتا ہو + اے شہِ حسن وہ چھٹتے ہی ہما ہوتا ہو

اصلاح ؎ جو پرندہ ترے صدقے مین رہا ہوتا ہو + اے شہِ حسن وہ چھٹتے ہی ہما ہوتا ہو

جانور مین چرند پرند دونون آئے جاتے تھے اور صدقہ صرف پرندون ہی پر مخصوص ہو کوّے اور بھنگے صدقے مین چھوڑے جاتے ہین اسلیئے "پرندہ" کا لفظ بنایا گیا۔

وزیر ؎ جو بہرِ صلح کسی دن وہ جنگ جو آیا + بڑھا یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

اصلاح ؎ جو بہرِ صلح بھی وہ تُرکِ جنگ جو آیا + بڑھا یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

تُرکونکی شجاعت اور اُنکی تلوار مشہورِ عالم ہو اِس مناسبت سے تُرکِ جنگجو کیا خوب بنایا جس سے مطلع کی شان دوبالا ہوگئی اور اب یہ مطلع وزیر کے مشہور مطلعون مین سے ہے۔[1]

جناب مہدی حسین خانصاحب بادلکھنوی تلمیذ حضرت ناسخ کا شعر یہ تھا ؎

گُل گلزارِ انگارونکی صورت سے دہکتے ہین + لگادی آگ کسکے آتشِ رخ نے گلستان مین

اصلاح ؎ گُل گلزار انگارونکی صورت سے دہکتے ہین + لگادی آگ کسکے شعلۂ رُخ نے گلستان مین

[1] یہ اصلاحین خواجہ عبدالرؤف صاحب عشرت لکھنوی سے مولف کو ملین وہ بیان فرماتے تھے کہ مین نے تعلق مرحوم مصنف طلسم اُلفت کی زبان سے یہ اصلاحین سنکر نوٹ کر لی تھین۔

آگ لگانے کے لیے "آتش رُخ" سے "شعلۂ رُخ" زیادہ موزون ہی کیونکہ مصرع اولی
مین بھی انگارونکی صورت سے دہکتے ہین کہا گیا ہی بجائے تکرار کے شعلہ کی لپک نے زیادہ ترقی دی۔

آباد ؎ ہجر مین وصل کو ہم یاد کیا کرتے ہین　　شاد اپنا دلِ ناشاد کیا کرتے ہین

اصلاح ؎ ہجر مین وصل کو ہم یاد کیا کرتے ہین　　شاد یونہی دلِ ناشاد کیا کرتے ہین

دوسرے مصرع مین بجائے "اپنا" کے "یونہی" بنا کر مصرع کی معنویت مین اضافہ کر دیا۔
یونہی کے لفظ سے مطلع مین کیسی روانی پیدا ہو گئی۔ اب اِس مطلع کا بیساختہ پن عجب
کیفیت پیدا کر رہا ہے۔

آباد ؎ پانی ہو جائینگے دیکھین گے اگر قامت یار　　سرو دعویٰ نہ کرین باغ مین رعنائی کا

اصلاح ؎ قدِ دلجوے صنم کو جو چمن مین دیکھے　　سرو دعویٰ نہ کرے باغ مین رعنائی کا

ظاہر ہی کہ اصلاح سے شعر مین کس قدر صفائی اور بندش مین کتنی چستی
پیدا ہو گئی۔

آباد ؎ دوستو صحبتِ احباب غنیمت جانو　　سامنا کسکو نہین گور مین تنہائی کا

اصلاح ؎ دوستو صحبتِ احباب غنیمت سمجھو　　سامنا کسکو نہین گور مین تنہائی کا

پہلے مصرع مین بجائے "غنیمت جانو" کے "غنیمت سمجھو" بنایا جس سے شعر مین کسقدر تاثیر پیدا ہو گئی۔

آباد ؎ ایک دن دیکھا تھا تیرے عارضِ شفاف کو　　آنکھ نرگس کی بنی ہی چشمِ حیران باغ مین

اصلاح ؎ ایک دن دیکھا تھا اُسنے عارضِ شفاف کو　　دیدۂ نرگس بنا ہی چشمِ حیران باغ مین

پہلے مصرع مین بجائے "تیرے" کے "اُسنے" زیادہ فصیح ہی دوسرے مصرع کی ترمیم سے
شعر مین سلاست پیدا ہو گئی۔

آباد ؎ تیری دوری سے کسے وحشت نہین اے رشکِ گل　　گل نے ٹکڑے کر دیا اپنا گریبان باغ مین

اصلاح ؎ تیری دوری سے کسے وحشت نہین اے رشکِ گل　　گل نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا گریبان باغ مین

مصرع ثانی مین "اپنا" حشو تھا کیونکہ جب گل کا ذکر آ گیا تو "اپنا" کی کیا ضرورت تھی۔

اس اصلاح سے شعر مین روانی پیدا ہوگئی اور حشو کا نقص بھی رفع ہوگیا۔

آباد ـ لکھنا ہی نور روے صنم آفتاب کا — تار شعاع مہر ہے رشتہ نقاب کا

اصلاح ـ لکھنا ہی نور روے صنم آفتاب کا — خط شعاع مہر ہے رشتہ نقاب کا

"تار شعاع" سے "خط شعاع" نہایت پر لطف ہی اس نازک فرق کو اہل مذاق ہی خوب سمجھ سکتے ہین

آباد ـ نہین پروانے جل جلکر ہوے ہین ڈھیر تربت پر — ہمارے غم نے خاکستر کیا ہی شمع سوزان کو

اصلاح ـ نہین جل جلکے پروانے ہوے کچھ ڈھیر تربت پر — ہمارے غم نے خاکستر کیا ہی شمع سوزان کو

پہلے مصرع مین "کر" غیر فصیح تھا۔ اسلیئے تقدیم و تاخیر سے اس عیب کو رفع کیا۔

آباد ـ چشم اختر پر نظر کرتے ہین راتو نکو جو ہم — یاد آجاتے ہین روزن یار کی دیوار کے

اصلاح ـ دیدۂ انجم رلاتے ہین تصور مین مجھے — پھرتے ہین آنکھو نمین روزن یار کی دیوار کے

اس اصلاح سے شعر مین کسقدر ترقی ہوگئی مضمون وہی ہی مگر چند لفظونکی ترمیم سے مصرعونمین کیسی بے تکلفی اور روانی پیدا ہوگئی اور پہلے مصرع مین جو بھونڈا پن تھا جاتا رہا۔

"پھرتے ہین آنکھو نمین روزن" اس ٹکڑے کی کیا تعریف ہو۔

آباد ـ بجلی ہمارے اس دل بیتاب پر گری — چمکے جو اسکے دانت در آبدار سے

اصلاح ـ بجلی سی گر پڑی دل پر اضطراب پر — چمکے جو اسکے دانت در آبدار سے

آباد کا پہلا مصرع سست اور معمولی تھا "اس" کا لفظ بھی بلا ضرورت تھا۔ اصلاح سے شعر مین صفائی اور بندش مین چستی پیدا ہوگئی اور حشو کا نقص رفع ہوگیا "بجلی سی گر پڑی" اس ٹکڑے کی کیا تعریف ہو واقعی استادانہ اصلاح ہے

آباد ـ جس جا وہ کنگھی کرنے لگے زلف کھول کر — مہکا مکان خام وہ مشک تتار سے

اصلاح ـ جس جا وہ کنگھی کرنے لگے زلف کھول کر — مہکا مکان وہ نکہت مشک تتار سے

آباد کے مصرع ثانی مین "مکان خام" برائے بیت تھا استاد نے نکہت کا لفظ یہان ایسا بنایا جسکی ضرورت تھی

آباد ـ آباد وصف گوہر دندان بہت لکھا — یہ بحر بھر گئی ہے در آبدار سے

اصلاح ؎ آباد وصف گوہر دندان بہت لکھا لبریز ہے یہ بحر دُر آبدار سے

ظاہر ہو کہ اصلاح سے شعر مین کسی قدر صفائی پیدا ہو گئی "لبریز ہے" بہت فصیح ہے

آباد ؎ محبت مصحف عارض سے بڑھ جائے یہ خواہش ہے بہت مین سورۂ اخلاص کو پڑھتا ہون قرآن مین

اصلاح ؎ محبت ہمسے ہو مصحف جالون کو کسی صورت پڑھینگے سورۂ اخلاص کو ہم روز قرآن مین

آباد کا شعر بہت سُست اور معمولی تھا گو مضمون پاکیزہ تھا مگر بندش دلپسند نہ تھی اب اصلاح سے اِس شعر مین کتنا حُسن پیدا ہو گیا۔ قرآن کی مناسبت سے صورت کا لفظ بھی قابل تحسین ہو۔ محبت ہمسے ہو مصحف جالونکو کسی صورت۔ اے سُبحان اللہ کیا خوب بنایا۔

آباد ؎ رگ جان عاشقان خستہ دلکے ہوئے گیسو مین زرا آہستہ شانہ کیجئے زلف پریشان مین

اصلاح ؎ رگ جان عاشقو نکے اے پریرو ہو گیسو مین زرا آہستہ شانہ کیجئے زلف پریشان مین

پہلے مصرع کی بندش خراب تھی اصلاح سے کسی قدر صاف ہو گیا[1]

ایک دن شیخ ناسخ مرحوم کے سامنے کسی نے میر خلیق مرحوم کے مرثیہ کا یہ شعر پڑھا ؎

لیلاٰ پڑھا جبکہ اُسے دودھ پلایا اصغر علی اللہ نگہبان تمھارا

آپ سُنکر مُسکرائے فرمانے لگے کہ نہین میر صاحب نے ہرگز یہ نہ کہا ہو گا۔ صحیح لفظ لایلاف ہو اور پھر دوسرے مصرع مین "اصغر علی" کیسا؟ عرب مین ایسے نام نہین سننے مین آئے، آپ بھول گئے ہون گے میر صاحب نے اِسے یون کہا ہو گا ؎

پڑھ پڑھ کے لایلاف اُسے دودھ پلایا پیارے مرے اللہ نگہبان تمھارا

ناسخ مرحوم کی نازک دماغی مشہور تھی مگر یہ اُس زمانہ کی تہذیب تھی کہ اس غلطی کو میر صاحب سے منسوب کرنے کے بجائے شیخ صاحب نے یہ فقرہ فرمایا کہ آپ بھول گئے میر صاحب نے ایسا کبھی نہ کہا ہو گا۔[2]

[1] یہ اصلاحین حافظ محمد فاروق صاحب تر لکھنوی سے مولف کو ملین جو ایک ردی مین اُنکو دستیاب ہوئی تھین

[2] اِس اصلاح کی نسبت مختلف روایتین مشہور ہین بعض حضرات کہتے ہین کہ سر مجلس ناسخ نے میر صاحب کو ٹوک کر یہ اصلاح دی تھی۔ واللہ عالم بالصواب۔

منشی مظفر علی اسیر

منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی تلمیذ حضرت اسیر مرحوم کا شعر یہ تھا ؎

غضب داغ تو نے دیئے اے فلک — کلیجا گُل نیلوفر ہو گیا

اصلاح ؎ غضب چٹکیان ہین تری اے فلک — کلیجا گُل نیلوفر ہو گیا

جناب امیر کے پہلے مصرع مین کلیجے کے گُل نیلوفر ہونے کا ظاہری ثبوت نہ تھا۔ چٹکیون سے کلیجے کا گل نیلوفر ہونا بالکل ثابت ہو گیا۔ اللہ اللہ کیا اُستادانہ اصلاح دی۔

اسیر ؎ کباب سیخ ہین ہم کروٹین ہر سو بدلتے ہین — جو جل جاتا ہی یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین

اصلاح ؎ کباب سیخ ہین ہم کروٹین ہر سو بدلتے ہین — جل اُٹھتا ہی جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین

"جل اُٹھتا ہی جو" بہت خوب ہی۔ کیونکہ مصرع ثانی مین کئی جیم جمع ہو گئے تھے۔

جناب غضنفر حسین صاحب حکیم خلف اکبر حضرت اسیر مرحوم ؎

گلچین سے دو قصور ہوئے ایک چھوڑ کر — بلبل کا دل شکستہ کیا گُل کو توڑ کے

اَب اصلاح ملاحظہ ہو۔ دوسرے مصرع کو یون بنایا (بلبل کے بال باندھے رگ گل کو توڑ کے) بلبل کے دو قصور جناب حکیم کے مصرع ثانی سے ثابت نہ تھے۔ کیونکہ پھول کے توڑنے ہی سے دل بلبل شکستہ ہو گیا، اسلیئے ایک ہی قصور گلچین کا ثابت ہوتا ہے۔ اور اب اصلاح سے بلبل کے بال باندھے اور رگِ گُل کو توڑا دونون قصورونکی تشریح کر دی گئی۔

میر عابد حسین صاحب عابد سہسوانی ؎

شکوہ ہو شمع سے کیا محفل کی برہمی کا — دل ہی جلا ہوا تھا وقتِ سحر ہمارا

اصلاح ؎ شکوہ ہو شمع سے کیا محفل کی برہمی کا — دل ہی بُجھا ہوا تھا وقتِ سحر ہمارا

اُستاد اسیر مرحوم نے دوسرے مصرع مین بجائے "جلا" کے "بُجھا" بنا دیا وقتِ سحر دل کا بُجھا ہونا بہت لطیف ہی اور شمع سے جو بُجھ جانے کی شکایت تھی وہ واضح ہو گئی۔

عابد ؎ غصہ آیا تھا تم کو موسیٰ پر — طور کو کیون جلا کے خاک کیا
اصلاح ؎ تم کو آیا جلال موسیٰ پر — طور کو کیون جلا کے خاک کیا

چونکہ معشوق حقیقی سے خطاب ہی اسلیئے اُستاد کامل نے بجائے "غصہ" کے "جلال" کتنا پُرشوکت لفظ رکھدیا اِس ایک لفظ سے شعر کس قدر بلند ہو گیا۔ جلال کا کام ہی جلادینا اسلیئے اُسکی اس موقع پر خاص ضرورت تھی۔ بلاغت کی یہ اعلیٰ مثال ہے۔

عابد ؎ تری راہ دیکھنے کا عجب اِک مزا تھا ہم کو — کہ کسی سے وعدہ ہوتا ہمین انتظار ہوتا
اصلاح ؎ تری راہ تکنے کا بھی عجب اِک مرض تھا ہمکو — کہ کسی سے وعدہ ہوتا ہمین انتظار ہوتا

پہلے مصرع مین بجائے "دیکھنے" کے "تکنے" نے کس قدر لطف دیا۔ راہ تکنا خاص محاورہ ہی۔ اور بجائے "مزا" کے "مرض" نے شعر مین کسقدر صحت پیدا کردی۔

عابد ؎ جان حسینون پہ کیون نہ دون عابد — کچھ فرشتہ نہین بشر ہون مین
اصلاح ؎ جان پریون پہ کیون نہ دون عابد — کچھ فرشتہ نہین بشر ہون مین

پہلے مصرع مین بجائے "حسینون" کے پریون بنایا۔ جان مین اعلان نون فصحا ضروری سمجھتے ہین گو لفظ جان بغیر اعلان نون بھی فصیح ہی مگر غیر صحیح چونکہ مصرع ثانی مین فرشتہ اور بشر کا بھی ذکر ہی اس مناسبت سے پریون کا لفظ بھی خوب بنایا گیا۔

عابد ؎ دامن مین گُل نہین ہین ظالم کسی شجر کے — آنکھون سے گر رہے ہین ٹکڑے دل و جگر کے
اصلاح ؎ حوضون مین گُل نہین ہین ظالم کسی شجر کے — آنکھون مین آگئے ہین ٹکڑے دل و جگر کے

پہلے مصرع مین آنکھ کے لئے حوضون کا استعارہ کس قدر لطیف ہی اور پھر دوسرے مصرع مین بجائے "آنکھون سے گر رہے ہین" کے "آنکھون مین آگئے ہین" مطلع کو کسقدر دل آویز کر رہا ہی

عابد ؎ تم نہا کر جو چلے جاؤ تو فرطِ غم سے — ہر حباب آبلۂ سینۂ دریا ہو جائے
اصلاح ؎ تم نہا کر جو چلے جاؤ تو سوزِ غم سے — ہر حباب آبلۂ سینۂ دریا ہو جائے

فرطِ غم سے آبلہ نہین بنتا تھا۔ سوزِ غم سے آبلہ بن گیا۔ اصلاح اِسی کا نام ہے۔

عابدؔ ۔ لبِ خنجر پہ رواں ہیں یہ گلے بسمل کے ۔ حوصلے تو نے نکلنے نہ دیئے قاتل کے
اصلاح ۔ لبِ خنجر پہ نئے ہیں یہ گلے بسمل کے ۔ حوصلے تو نے نکلنے نہ دیئے قاتل کے

اس "نئے" کے لفظ نے مطلع میں معنوی خوبیاں کسقدر پیدا کر دیں۔ یعنی بسمل کو خود آرزوئے قتل ہے ایسی حالت میں اگر بسمل کے یہ گلے ہوتے کہ حوصلے تو نے نکلنے نہ دیئے قاتل کے تو مشرب عاشقی کے خلاف تھے مگر نئے کے لفظ نے بلاغت زبان کا سکہ بٹھا دیا اور اب دوسرے مصرع کا مفہوم بھی پہلے مصرع سے ادا ہو گیا۔

عابدؔ ۔ ہوں وہ عاشق کہ مری بعد مری تربت پہ ۔ آرزوئیں مری روتی ہیں گلے مل مل کے
اصلاح ۔ ہوں وہ عاشق کہ مری بعد مری تربت پہ ۔ حسرتیں روئینگی آپس میں گلے مل مل کے

مصرع ثانی میں بجائے "آرزوں" کے "حسرتیں" اور بجائے "مری روتی ہیں" کے "روئینگی آپس میں" بنایا۔ اس اصلاح سے اوّل تو شعر میں تاثیر پیدا ہو گئی۔ دوسرے یہ کہ مصرع اولی کا یہ ٹکڑا کہ "میرے بعد مری تربت پر" زمانہ مستقبل کی خبر دیتا ہے مگر مصرع ثانی میں "روتی ہیں" زمانہ حال دکھاتا ہے اب "روئینگی آپس میں" اس ٹکڑے سے پہلے مصرع سے دوسرا مصرع کسقدر دست و گریبان ہو گیا اور پہلے مصرع میں جو کہا گیا تھا اُس دعوے کی تائید کس خوبی سے پیدا ہوئی۔ واقعی ایسی اصلاحیں دنیا ایسے ہی باکمال اُستاد کا کام ہے۔

عابدؔ ۔ مرے ارماں یوں پوسے کیئے سوزِ محبت نے ۔ جلا جب دل تو دلسے حسرتیں نکلیں دھواں بنکر
اصلاح ۔ مرے ارماں یوں پوسے کیئے سوزِ محبت نے ۔ پھنکا جب دل تو دلسے حسرتیں نکلیں دھواں بنکر

اُستاد نے مصرع ثانی میں بجائے "جلا" کے "پھنکا" بنایا۔ جلنے اور پھنکنے میں جو نازک فرق ہے اُسے کچھ اہل مذاق ہی سمجھ سکتے ہیں جلنے میں امکان تھا کہ کچھ باقی رہ جائے اور پھنکنے سے یہ ظاہر ہوا کہ دل بالکل جل گیا اب یہاں ایک نازک بات یہ پیدا ہو گئی کہ حسرتیں اُسوقت تک نہ نکلیں جب تک کہ دل بالکل نہ جل گیا۔ اصلاح اسی کا نام ہے۔

شاہ محمود احمد صاحب۔ شریف رودولوی تلمیذ حضرت اسیر مرحوم کا یہ شعر تھا ؎

آئینہ پیش رو ہی تو شانہ ہی ہاتھ مین آنکھون مین ہے حضور کے سُرمہ لگا ہوا

حضرت اسیر مرحوم یہ شعر سُن کر مُسکرائے اور فرمایا کہ یہ شعر تو اس شعر کا جواب ہے ؎

دندان تو جملہ در دہانند چشمان تو زیر ابروانند

یہ کہکر پہلے مصرع کو یون درست کیا ؎

عشاق پر گریگی ضرور آج برقِ طور آنکھون مین ہی حضور کے سُرمہ لگا ہوا

شریف ؎ اُس سبزہ خط نے میری لحد پر چڑہائی دوب سنگِ مزار مین اثر کہُربا ہوا

صلاح ؎ یہ جذب عشق سبزۂ خط تھا کہ بعد مرگ سنگِ مزار مین اثر کہُربا ہوا

شریف کا پہلا مصرع بہت سُست اور معمولی تھا صرف رعایت لفظی کی بھرمار تھی یعنی سبزۂ خط کے لیئے دوب لائے تھے اب اصلاح سے شعر اچھا خاصا ہوگیا۔

شریف ؎ رویا جو مین فقیر کبھی اپنے حال پر تختِ روان کی طرح مرا بوریا ہوا

صلاح ؎ رویا جو مین فقیر کبھی اپنے حال پر تختِ روان کی طرح روان بوریا ہوا

مصرع ثانی مین بجائے "مرا" کے "روان" بنایا صرف ایک لفظ کے بدل دینے سے شعر اُڑ چلا۔ چونکہ مصرع اولی مین رونے کا ذکر ہی اسی رونے سے بوریا روان ہوا

شریف ؎ عبث پھرا کیئے عشاق تیری آوارہ تری گلی مین جو آتے تو وہ بھی پھل جاتے

صلاح ؎ عبث پھرا کیئے عشاق تیرے آوارہ تری گلی مین جو آتے تو کچھ وہ پھل جاتے

شریف کے مصرع ثانی مین "بھی" کا ثبوت نہ تھا "کچھ" کا لفظ بنا کر اُستاد نے شعر کو صحیح کر دیا۔

شریف ؎ کہتا ہی عشق قبر مین مجکو اُتار کر اُلفت کی راہ طے ہوئی منزل یہی ہی

سلہ اس اصلاح سے اب یہ شعر کس قدر بلند ہوگیا۔

اصلاح ؎ کہتا ہی عشق قبر مین مجکو اُتار کر — اُلفت کی دیکھ اوّل منزل یہی تو ہی

دوسرے مصرع مین قبر کے لیئے "اوّل منزل" کا ٹکڑا ایسا اُستادانہ رکھ دیا گیا ہی، جس سے شعر مین ترقی پیدا ہو گئی "دیکھ" کا لفظ بھی اہل نظر کے دیکھنے کا ہے۔[1]

جناب حکیم عابد علی صاحب کوثر خیرآبادی تلمیذ حضرت اسیر و جناب امیر مینائی لکھنوی

کوثر ؎ آج پہلو مین جو وہ غیرت خورشید نہین — عشرہ ماہ محرّم ہی مجھے عید نہین

اصلاح ؎ آج پہلو مین جو وہ غیرت خورشید نہین — روز عاشور محرّم ہی مجھے عید نہین

دوسرے مصرع مین بجائے "عشرہ ماہ محرم" کے "روز عاشور محرم" بنایا اول تو یہ کہ عشرہ بفتحتین ہی دوسرے عشرہ ماہ محرّم ظاہر ہی کہ محرّم کے دس دن مین سے ہر دن کو کہہ سکتے ہین مگر "روز عاشور محرم" سے خاص دسوین محرّم کی تخصیص کی گئی ہی جس سے شعر مین کسقدر ترقی پیدا ہو گئی۔

مومن خانصاحب مومن

مومن خان صاحب مومن دہلوی کے ایک شاگرد جنکا نام صاحب آب حیات کو بھی نہ معلوم ہو سکا یہ مطلع لکھا ؎

ہجر مین کیونکر پھرون ہر سو نہ گھبرایا ہوا — وصل کی شب کا سمان آنکھون مین ہے چھایا ہوا

اصلاح ؎ اس طرف کو دیکھتا بھی ہی تو شرمایا ہوا — وصل کی شب کا سمان آنکھون مین ہے چھایا ہوا

اہل مذاق جانتے ہین کہ اِس اصلاح سے زمین شعر کا پایہ آسمان سے مل گیا اور خصوصًا واقعیت کے اظہار نے اثر پیدا کر دیا۔

انھین کے ایک اور شاگرد نے الٰہی بخش کا سجع یہ لکھا تھا (ع) مجھ گنہگار کو الٰہی بخش۔ خانصاحب مرحوم نے یون بنایا (ع) مین گنہگار ہون الٰہی بخش۔

---

[1] یہ اصلاحین جناب واجد حسین صاحب محبت لکھنوی نے لکھکر عنایت کو دین

اس صلاح سے اِس مصرع مین علاوہ فصاحت کے ایک عجیب معنوی اضافہ ہوگیا۔ یعنی خود الٰہی بخش کا یہ کہنا کہ مین گنہگار ہون کس قدر معنی خیز اصلاح ہے۔

(آب حیات)

مرزا اصغر علیخان نسیم دہلوی ؎

اتنا ہوا ہے غم مجھے ردِّ سوال کا ۔۔۔ دریا بہا دیا عرقِ انفعال کا

اصلاح ؎ اسدرجہ ہی قلق مجھے ردِّ سوال کا ۔۔۔ دریا بہا کیا عرقِ انفعال کا

پہلے مصرع مین بجائے "اتنا ہوا ہی غم" "اسدرجہ ہی قلق" مین کیسی سلاست ہی اور دوسرے مصرع مین بجائے "بہا دیا" کے "بہا کیا" بنا یا زمانہ کی قید کے لحاظ سے اب دونون مصرعون مین کسقدر ربط پیدا ہوگیا۔

نسیم ؎ اللہ رے تردّدِ خاطر شبِ فراق ۔۔۔ تودہ بنا ہوا ہون مین گردِ ملال کا

اصلاح ؎ اللہ رے تردّدِ خاطر شبِ فراق ۔۔۔ تودہ بنا دیا مجھے گردِ ملال کا

"تردّدِ خاطر کی کثرتین" اِس ٹکڑے نے تودہ بنا دیا۔ اِس اصلاح سے اب شعر مین ترقی اور روانی دونون پیدا ہوگئین۔ سبحان اللہ کیا اُستادانہ اصلاح ہے۔

نسیم ؎ زمین پر لوٹنے پائین نہ آنسو دیکھنا اے دل ۔۔۔ یہ نورِ دیدہ ہمنے آنکھ کے پردے مین پالے ہین

اصلاح ؎ زمین پر لوٹنے پائین نہ آنسو اے دلِ نادان ۔۔۔ یہ نورِ دیدہ ہمنے آنکھ کے پردے مین پالے ہین

زمین پر لوٹنے کیلیئے دلِ نادان کی تخصیص قابل داد ہی ایک لفظ نادان کا ہی جس سے شعر مین ترقی پیدا ہوگئی۔[1]

---

[1] یہ اصلاحین منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی سے سُن کر خواجہ عشرت لکھنوی نے نوٹ کر لی تھین اُن سے مولف کو دستیاب ہوئین۔

شیخ ابراہیم ذوق

ذوق مرحوم نے ایک مشاعرے مین چال کے نکال کے اسطرح مین غزل پڑھی اُن کے اُستاد شاہ نصیر مرحوم بھی موجود تھے مطلع تھا ؎

نرگس کے پھول بھیجے ہین بٹوے مین ڈال کے — ایما یہ ہے کہ بھیجدے آنکھین نکال کے

شاہ صاحب نے فرمایا میان ابراہیم پھول بٹوے مین نہین ہوتے یون کہو (ع) نرگس کے پھول بھیجے ہین دونے مین ڈال کے ۔ ذوق نے کہا حضرت گستاخی معاف دونے مین رکھنا ہوتا ہی ڈالنا نہین ہوتا زیادہ مناسب یون ہوگا ؎

بادام دو جو بھیجے ہین بٹوے مین ڈال کے — ایما یہ ہے کہ بھیجدے آنکھین نکال کے

جناب ذوق مرحوم کو ایک دن بیٹھے بیٹھے نہ جانے کیا خیال آیا۔ حافظ ویران بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ لوجی ۳۲ برس کی مشق کے بعد آج اصلاح دینی آئی ہی حافظ صاحب نے کہا وہ کیونکر؟ کہنے لگے کہ ایک دن شاہ نصیر مرحوم کسی شاگرد کو اصلاح دے رہے تھے اُس غزل کا ایک مصرع یہ تھا (ع) کھاتی کمر ہے تین بل اک گدگدی کے ساتھ ابتدائے مشق تھی اتنا خیال مین آیا کہ یہان کچھ اور ہونا چاہیئے۔ آج وہ نکتہ حل ہوا حافظ ویران نے پوچھا کہ حضرت پھر کیا؟ فرمایا کمر کو اوپر ڈال دو عرض کی کہ پھر کیونکر؟ کہا یہ مصرع لگادو ؎

بل ہے کمر کہ زلف مسلسل کے پیچ مین — کھاتی ہی تین تین بل اک گدگدی کے ساتھ

جناب ذوق مرحوم ایک دن دیوان خاص مین کھڑے ہوئے تھے۔ نواب حامد علیخان بہادر نے جو دہلی کے عمائدین مین سے تھے خواجہ وزیر مرحوم کا یہ مطلع سنایا ؎

جانور جو تری صدقے مین رہا ہوتا ہی — اے شہ حسن وہ چھٹتے ہی ہما ہوتا ہی

ذوق مرحوم نے سُن کر فرمایا کہ صدقے مین اکثر کوا چھوڑاتے ہین اس لیئے

زیادہ تر مناسب یون ہے ؎

زاغ بھی گر تری صدقے مین اُڑا ہوتا ہے
اے شہ حُسن وہ چھُٹتے ہی ہما ہوتا ہے[1]

مرزا اسد اللہ خان غالب

ہزہائنس نواب یوسف علی خان بہادر ناظم والیٔ رام پور خلد آشیان کا شعر یہ تھا۔

ناظم ؎ آج وہ لے گیا دل چھین کے میرا مجھ سے
جسکو مٹی کے کھلونے پہ مچلتے دیکھا

اصلاح ؎ دلکے لینے مین یہ قدرت اُسے اللہ نے دی
جسکو مٹی کے کھلونے پہ مچلتے دیکھا

"یہ قدرت اُسے اللہ نے دی" اِس ٹکڑے کی کیا تعریف ہو سکتی ہے۔ اس اصلاح سے شعر مین معنوی خوبیان کس قدر ترقی کر گئین ایک ایک لفظ گویا جواہر کا ٹکڑا ہے۔ اللہ اللہ اصلاح پر بھی یہ قدرت۔

ناظم ؎ گر نہین تیری کرامت تو کیا ہے ساقی
ہمنے ساغر کو تری بزم مین چلتے دیکھا

اصلاح ؎ ہے یہ ساقی کی کرامت کہ نہین جام کے پاؤن
اور پھر سبنے اُسے بزم مین چلتے دیکھا[2]

لے سبحان اللہ کیا اصلاح دی۔ ساقی کی کرامت کا کیسا بدیہی ثبوت ہے مطلب کہ جام کے پاؤن نہین اور پھر سبنے اُسے بزم مین چلتے دیکھا بغیر پاؤنکے چلنا ناممکن تھا مگر یہ ساقی کی کرامت ہے کہ بزم مین جام بے پاؤن کے چل رہا ہے۔ یہ اصلاح نہین اسے اعجاز کہتے ہین۔

---

[1] اس مطلع کے متعلق مختلف روایتین مشہور ہین بعض حضرات فرماتے ہین کہ اسیر ناسخ مرحوم کی اصلاح تھی جسے ہمنے پہلے صفحہ مین لکھدیا منشی احمد علی صاحب شوق قدوائی تلمیذ حضرت اسیر مرحوم فرماتے ہین کہ یہ مطلع اسیر مرحوم کے سامنے پڑھا گیا اور میری زبان سے بجائے "جانور" کے "پرندی" کا لفظ نکل گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

[2] یہ اصلاحین مولوی محمد انعام اللہ خانصاحب عارف منصرم کمشنری لکھنؤ سے مولف کو مین وہ بیان فرماتے تھے کہ مولوی عبدالرحیم صاحب رامپوری سے یہ اصلاحین مین نے سُنی تھین۔

مولوی عبدالرزاق صاحب شاکر ؎

مردم چشم سیہ جب نظر آتا ہی ترا بیٹھ جاتا ہی مرے دلمین سویدا ہوکر

اصلاح ؎ نظر آتی ہے جہان مردمکِ چشم سیاہ بیٹھ جاتی ہو مرے دلمین سویدا ہوکر

مردم یعنی آنکھ کی پتلی مونث ہی شاکر مذکر لکھ گئے دوسرے معشوق کی قید اس موقع پر زیادہ ضروری نہ تھی لفظ "جہان" سے قید معشوق جاتی رہی اور عمومیت پیدا ہوگئی یہ اپنا اپنا مذاق ہے۔

مردان علی خان رعنا ؎

گزرا ہی مرا نالہ در چرخ کہن سے تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جاکے وطن سے

اصلاح ؎ گزرا ہی مرا نالۂ دل چرخ کہن سے تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جاکے وطن سے

رعنا کے مصرع اولیٰ مین "در" زائد تھا اسلیئے بجائے اسکے مرزا صاحب نے "دل" بناکر مطلع کو درست کیا۔ (عود ہندی)

شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالی ؎

عمر شاید نہ کرے آج وفا سامنا ہے شب تنہائی کا

فخر المتاخرین حضرتِ غالب نے یون بنایا ؎

عمر شاید نہ کرے آج وفا کاٹنا ہے شب تنہائی کا

اُستاد نے دوسرے مصرع مین بجائے "سامنا" کے "کاٹنا" بناکر شعر کو بلند تر کر دیا۔ اِس موقع پر کاٹنا ہی زیادہ پُر لطف و معنی خیز ہی کیونکہ یہ لفظ عمر اور شب دونون مین مشترک ہے ایک لفظ کے بدل جانے سے کسقدر خوبی بڑھ گئی۔

لہ یہ اصلاح مولانا نجیب اللہ صاحب فرنگی محلی لکھنوی سے سُنی تھی جنھون نے خود مولانا حالی کی زبان سے سُنا تھا۔

مفتی میر عباس[ؔ ۱]

جناب مفتی میر محمد عباس اعلی اللہ مقامہ لکھنؤ کے مشہور ادیب و مجتہد تھے ایک دن انکی خدمت مین ذوالفقار الدولہ مصاحب سُلطان عالم واجد علی شاہ اختر اُردو کا ایک نوحہ لیکر آئے اور کہا حضور اس پر اصلاح دیدین مفتی صاحب نے فرمایا کہ بھئی مین اُردو کیا جانون جب اُنھون نے بیحد اصرار کیا تو کہا اچھا پڑھیئے ذوالفقارالدولہ نے جب یہ شعر پڑھا ؎

شاہ جب مرنے چلے رن مین تو زینب نے کہا
اک لحد پہلو مین ہو بھائی بہن کیواسطے

فرمایا کہ پہلا مصرع یون بدل " وقت رخصت شاہ سے زینب نہ اتنا کہ سکین " وقتِ رخصت کو کس قدر تنگ ثابت کردیا کہ جناب زینب اپنے حسرتِ دل کا اظہار بھی نہ کرنے پائین پہلی صورت مین آرزو کے ظاہر ہونے سے شعر زیادہ درد انگیز نہ تھا۔ اسکے علاوہ شعر کی شرعی پہلو سے بھی حفاظت کی۔[۱]

میر انیس مرحوم مفتی صاحب کو ایک مرتبہ اپنا ایک نو تصنیف مرثیہ سُنا رہے تھے جب یہ مصرع پڑھا۔ "جب حملہ ور امام کریم النفس ہوئے" مفتی صاحب نے تامل فرمایا اور میر صاحب سے کہا کہ بجائے اِس مصرع کے یون لکھ دیجئے تو خوب ہو مصرع

جب حملہ ور امام مسیحا نفس ہوئے

میر انیس کے مصرع مین جو نقص تھا اُسکو کس حسن سے رفع کردیا۔ [۱]
(حیاتِ دبیر)

---

[۱] مفتی صاحب مرحوم کی سوانحمری حضرت عزیز لکھنوی لکھ رہے ہین جسمین سے یہ اصلاح نقل کی گئی مولف نے اس کتاب کو جستہ جستہ کہین کہین سے سنا ہے۔ تیار ہونے پر یہ کتاب بےمثل ہو گئی۔

میر ببر علی انیس

میر نواب مونس مرحوم نے ایک مرثیہ جس کا مطلع یہ تھا "پھولا شفق سے چرخ پہ جب لالہ زار صبح" بڑی محنت اور کاوش سے چھ مہینے مین کہا اور میر انیس مرحوم کو یہ کہکر سنایا کہ اس مرثیئے مین اگر ایک اصلاح بھی آپ دیدین تو مین مرثیہ دیدون۔ آپ نے فرمایا کہ مین مرثیہ لے لون گا انھون نے کہا جی ہان اس شرط کے بعد کہا اچھا پڑھیئے۔ مونس نے پڑھنا شروع کیا جب صبح کی سینری کا موقع آیا تو مونس نے یہ بند پڑھا ؎

وہ پھولنا شفق کا وہ مینائے لاجورد
مخمل سی وہ گیاہ وہ گل سبز سرخ زرد
رکھتی تھی دیکھکر قدم اپنا ہوائے سرد
یہ خوف تھا کہ دامن گل پر پڑے نہ گرد

میر انیس مرحوم نے کہا ٹھہر جایئے۔ یہ چپ ہو گئے۔ پھر سوال کیا کہ ان چارون مصرعون مین اگر کہین کوئی سقم ہو تو تین گھنٹے کا وقت دیا جاتا ہی اسے خود درست کر لیجیئے مونس نے ہرچند بہت غور کیا اور تین گھنٹے کامل اسی کو سوچا کیئے مگر انھین کوئی غلطی محسوس نہ ہوئی مجبور ہو کر کہا کہ میری نظر مین چارون مصرع صحیح ہین کوئی نقص نہین معلوم ہوتا تب آپنے فرمایا کہ تیسرے مصرع مین آپ کہ گئے ہین کہ رکھتی تھی دیکھکر قدم اپنا ہوائے سرد۔ ہوا کے آنکھین نہین ہوتین پھر وہ کیا دیکھکر قدم رکھ سکتی ہی اس مصرع کو یون بنا دو "رکھتی تھی پھونک کر قدم اپنا ہوائے سرد" مونس نے سر جھکا کر عرض کی کہ واقعی جائے استاد خالی است۔ لے سبحان اللہ کیا اصلاح دی پھونک کر قدم رکھنا کتنا پیارا محاورہ ہی اور پھر ہوا کے لیئے کیسا برمحل ہی۔ میر مونس کو مرثیہ دینا پڑا اور اب یہ مرثیہ میر انیس مرحوم کے مرثیو نمین شامل ہے۔

ل‍ہ اس اصلاح کا ذکر مین صاحب برادر کوچک مولوی سید سبط حسین مجتہد لکھنؤ سے مولف نے سنا۔ وہ بیان فرماتے تھے کہ مین نے اپنے بزرگون سے سنا ہی یہ روایت بہت صحیح ہی۔

مونس ۵ عرق گل اُسے دینا تھا مناسب صیاد — چیخنے چیخنے بلبل کی زبان سوکھ گئی

اصلاح ۵ رخ گل دھوکے پلانا تھا تجھے ای صیاد — چیخنے چیخنے بلبل کی زبان سوکھ گئی

اللہ اللہ کیا اصلاح دی "رخ گل دھوکے پلانا تھا" اس ٹکڑے کی تعریف مین زبان اور قلم دونون قاصر ہین کیونکہ عرق گل اُسوقت تک بلبل کو ملنا ناممکن ہی جب تک گل کا عرق نہ کشیدہ ہو اور کوئی عاشق چاہے وہ مرہی کیون نہ جائے اپنے معشوق پر یہ ستم روا نہ رکھے گا۔ مونس کے مصرع مین جو نقص تھا اُسکو کس حسن سے رفع کیا۔

میر خورشید علی نفیس مرحوم خلف میر انیس مرحوم کے مرثیہ مین جسکا مطلع یہ تھا۔ "دشت غربت مین وطن سے شہ دین جاتے ہین" اسی بند کا آخر مصرع یہ تھا۔ (مصرع) "قطب دین نیر افلاک برین جاتے ہین" اس مصرع کو میر انیس مرحوم نے یون بنایا۔ (ع) "خاک ہونے کے لئے عرش نشین جاتے ہین" گو نفیس مرحوم کا مصرع بھی نفیس تھا مگر اس اصلاح سے یہ بند زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔ مناسبت الفاظ کے علاوہ معنوی خوبیان بھی ملاحظہ ہون جسکی داد سوائے دل کے زبان نہین دے سکتی اللہ اللہ (ع) "خاک ہونے کے لئے عرش نشین جاتے ہین"

میر نفیس مرحوم نے مدینے سے رخصت ہوتے وقت حضرت علی اکبر کو مخاطب کرتے ہوئے جناب صغرا کی زبان سے یہ مصرع فرمایا تھا (ع) "سہرا باندھے ہوئے تم قبر پہ آنا بھائی" اس مصرع کو جناب انیس مرحوم نے یون بنایا (ع) "سہرا لٹکائے ہوئے قبر پہ آنا بھائی"

سہرا باندھے ہوئے قبر پہ آنا گویا خوشی کی دلیل تھی "سہرا لٹکائے" مین ایک غم کی صورت پیدا ہوگئی، نفیس مرحوم کے مصرع مین "تم" کا لفظ بھی بلا ضرورت تھا اس اصلاح سے یہ نقص بھی رفع ہوگیا۔[1]

---

[1] یہ اصلاحین جناب مصحف حسین صاحب تعلقدار نواب گنج بارہ بنکی سے سُنکر درج کی گئین۔

انیس مرحوم کے ایک مرثیہ کا مصرع یہ تھا (ع) "جوڑا کمان مین ابن مظاہر نے اپنا تیر" اس مصرع کو نظر ثانی کے وقت خود ہی یون بنایا (ع) "جوڑا کمان مین ابن مظاہر نے جھک کے تیر" پہلے مرحوم کے مصرع مین اوّل تو اپنا کا الف دبتا تھا اور یہ کسی قدر ناگوار تھا۔ دوسرا نقص یہ تھا کہ اپنے کمان مین دوسرے کا تیر تو جوڑتے نہین تیسرے "اپنا" حشو تھا۔ چوتھے تیر اندازی کی ادا بھی اس مصرع مین نہین تھی۔ جناب انیس نے ایک لفظ "جھک کے" سے یہ چارون خوبیان اس مصرع مین پیدا کردین[۵۱]۔

مرزا سلامت علی دبیر

منشی محمد اسمٰعیل منیر شکوہ آبادی کا مطلع یہ تھا ؎

موئے خط عارض تابان پہ ہین آتے جاتے
حبشی ملک سلیمان مین دبے جاتے

اصلاح ؎ موئے خط عارض تابان پہ ہین آتے جاتے
مورچے ملک سلیمان مین دبے جاتے

دبیر مرحوم نے دوسرے مصرع مین بجائے "حبشی" کے "مورچے" کا لفظ بنا کر مطلع کو بلند سے بلند تر کر دیا۔ مناسبت الفاظ کے علاوہ حسن بیان کتنا پیارا اور خوش اسلوب ہو گیا۔ اس مورچے کا لفظ اُستاد کامل نے ایسا رکھ دیا کہ جسکی داد دینے سے زبان و قلم دونون قاصر ہین ایسی ہی ترقیان یہ بتاتی ہین کہ اصلاح کس قدر ضروری چیز ہے۔ اس ایک لفظ کے بدل دینے سے مطلع مین جو حُسن پیدا ہو گیا وہ مذاق سلیم پر مخفی نہین۔ فی الحقیقت ایسی اصلاحین "مشاطۂ سخن" کی جان ہین[۵۲]۔

---

[۵۱] اس اصلاح کو جناب جاوید لکھنوی سے مولف نے سُنا جناب جاوید نے میر نفیس مرحوم سے سُنا تھا

[۵۲] اس اصلاح کو مولف نے جناب ذاکر نبیرہ مرزا اوج خلف دبیر مرحوم سے سُنا وہ بیان فرماتے تھے کہ مین نے مولوی عبدالقوی صاحب بنارسی جو ایک معمر اور قابل بزرگ ہین اُن سے سُنا۔

مرزا اصغر علی خان نسیم دہلوی

مرزا مچھو بیگ عاشق لکھنوی ؎

اُٹھ جائیگا وہ غیرتِ گل جبکہ چمن سے مُرجھائے ہوئے پھول گلستان مین رہ گئے

اصلاح ؎ جائیگی بہار آپ کے ہمراہ چمن سے مُرجھائے ہوئے پھول گلستان مین رہ گئے

عاشق کے مصرع مین پھولون کے مُرجھانے کا کابل ثبوت نہ تھا اصلاح سے صرف پہلے مصرع مین روانی اور ترقی ہی نہین پیدا ہوئی بلکہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ معشوق کے ہمراہ چمن سے بہار جائیگی اور جب چمن سے بہار رخصت ہوئی تو مُرجھائے ہوئے پھول یقینی گلستان مین رہین گے۔

جناب شیفتہ لکھنوی[1] ؎

گستاخ ہوئے ہاتھ جنون جوش پر آیا پابوسی وحشی کو گریبان اُتر آیا

اصلاح ؎ گستاخ ہوئے ہاتھ جنون جوش پر آیا پابوسی دامن کو گریبان اُتر آیا

اُستاد نسیم مرحوم نے دوسرے مصرع مین بجائے "وحشی" کے "دامن" بنا کر مطلع کو کتنا بلند کر دیا۔ صرف ایک لفظ کی ترمیم سے مطلع مین کیسا حُسن پیدا کر دیا پابوسی دامن کو گریبان کا اُترنا کتنی پُرلطف بات ہے۔

جناب عبداللہ خان مہر لکھنوی ابتدا مین میر ناصر علی صاحب سفیر شاگرد ناسخ مرحوم کے شاگرد تھے مگر بعد کو مرزا اصغر علی خان نسیم دہلوی کے سامنے زانوے ادب تہ کیا۔ تھوڑے ہی دنون کی مشق مین مہر ایسا چمکے کہ اپنے پچھلے اُستاد کے اُستاد شیخ ناسخ پر بھی آوازے کسنے لگے اور علانیہ کہنے لگے ؎

قدر دانِ فکرِ عالی سے یہ پوچھو مہر تم کون کہتا ہے کہ ناسخ ہمسے بہتر ہو گیا

---

[1] یہ اصلاحین منشی محمد اصغر صاحب اصغر لکھنوی سے مولف کو ملین۔

جب یہ غزل مرزا صاحب کے سامنے پیش ہوئی آپ مقطع کو دیکھکر مسکرائے پھر کچھ دیر غور کرنیکے بعد اسکو بالکل کاٹ کر مندرجہ ذیل مقطع درج کر دیا ؎

جان دو دن اس شکر تاثیر محبت مین تہر | میری بیچینی سے وہ بیدد مضطر ہو گیا

یہ بھی ایک اخلاقی اصلاح تھی اسلیئے اُردوئے معلّٰی ماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ع سے انتخاب کی گئی۔ تہر ؎

خط آیا آمدِ خطِ رخسار یار کا | لکھا مٹائیے ورقِ انتشار کا

اصلاح ؎ خط آئے آمدِ خطِ رخسار یار کا | لکھا کہین مٹے ورقِ انتشار کا

تہر کے پہلے مصرع مین "آیا" کا الف دب کر نکلتا ہی اور دوسرے مصرع کا اسلوب بیان اچھا نہین ہے۔ اِن دونون کمزوریوان کو اُستاد نے کس حسن سے رفع کیا۔ بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ سلاست الفاظ و نفاست بیان کے متعلق کوئی نکتہ ایسا نہین ہی جسکو مرزا صاحب نے بصورت اصلاح شاگرد کو نہ بتایا ہو۔

تہر ؎ اسدرجہ ہی ہر مرغ چمن غفت مین صیاد | ہر موجِ رگِ گُل پہ ہی زنجیر کا دھوکا

اصلاح ؎ اسدرجہ ہین سب مرغ چمن غفلت مین صیاد | ہر موجِ رگِ گُل پہ ہی زنجیر کا دھوکا

تہر کے پہلے مصرع مین "ہے" اور "ہر" کا تلفظ ایک ساتھ ثقیل ہی۔ نیز "ہر" دونون مصرعون مین اچھا نہین معلوم ہوتا ثقل تلفظ سے مرزائے مرحوم کو سخت نفرت تھی جہان کہین اس کا شائبہ بھی پاتے فوراً درست مثلاً۔

تہر ؎ مُسکرانے کا مری زخم کے ایما یہ ہے | ایسا نازک تھا تو کیون قتل کو جلاد آیا

اصلاح ؎ مُسکرانے کا مرے زخم کے ایما یہ ہے | اس نزاکت پہ عبث قتل کو جلاد آیا

دوسرے مصرع مین "ایسا نازک تھا تو کیون" کے بجائے "اس نزاکت پہ عبث" بنایا۔ تہر کے دوسرے مصرع مین ثقالت تھی جسے اِس اصلاح سے رفع کیا۔ اسے سبحان اللہ۔ تہر ؎

گرم مضمون سُنکے میری ٹھہرینگے کیا سردِ طبع
پھر جب نکلا کہان پھر ماہ کامل کا پتا

اصلاح ؎ گرم مضمون سُنکے مری کیا ٹھہرتے سردِ طبع
پھر جب نکلا کہان پھر ماہ کامل کا پتا

"ٹھہرینگے کیا" مین ثقل تھا بجائے اُسکے "کیا ٹھہرتے" کس قدر فصیح ہے۔

نسیم ؎ گر زلف کی لہر آئے نہانے مین مجھے شوخ
ہر موجۂ دریا پہ ہو زنجیر کا دھوکا

اصلاح ؎ زلفونکی تری لہر نہانے مین گر آئے
ہر موجۂ دریا پہ ہو زنجیر کا دھوکا

پہلا مصرع جو بدلا گیا اُسکی خاص وجہ یہ ہی کہ معشوق کے لیئے شوخ کا لفظ بغیر اُس یا دہ کے لکھنا ناجائز ہے۔

نسیم ؎ باغ مین غنچہ دہن آیا ہے
پھولی پھرتی ہی صبا کیا باعث

اصلاح ؎ باغ مین ہوگا وہی غنچہ دہن
پھولی پھرتی ہی صبا کیا باعث

اِس شعر کی اصلاح سے بھی یہی ثابت ہی کہ غنچہ دہن کا لفظ بغیر وہ یا اُس کے پہلے مصرع مین نسیم نے کہا ہی۔ حضرتِ نسیم کے نزدیک معشوق کے لیئے بغیر وہ یا اُس کے نظم کرنا ایک قلم غیر فصیح کیا ناجائز ہے۔ اور یہی بھی واقعی۔

نسیم ؎ ہنسینگے پھوٹ کر سب آبلے دلکے اب ساقی
شرابِ سُرخ ہوگی خوشۂ بے تاک سے پیدا

اصلاح ؎ ہنسینگے پھوٹ کر سب آبلے دلکے اب ساقی
شرابِ سُرخ ہوگی خوشۂ بے تاک سے پیدا

اُستاد نے پہلے مصرع مین بجائے "پھوٹ کے" "پھوٹ کر" بنایا پھوٹ کے کہنا غلط نہین بلکہ عام طور سے پھوٹ کر سے زیادہ فصیح سمجھا جاتا ہی مگر اِس خاص موقع پر "کر" کا سکون یائے مجہول کی ناتمامی آواز کے مقابلے مین کہین زیادہ خوشگوار ہی۔ اہل نظر اِس اصلاح کو دیکھین اور نسیم کے کمال سخن اور سلامتی مذاق کی داد دین مگر جب اِس شعر پر زیادہ غور کیا جائے تو ایک ذرا سا نقص اصلاح کے بعد بھی نظر آتا ہی وہ یہ کہ پہلے مصرع مین بجائے "اب لے" "کے اگر" "ارے" ہوتا تو اور بھی اِس شعر کی لطافت بڑھ جاتی۔ اَب اِس شعر کو "ارے" کے ساتھ یون پڑھیئے ؎

ہنسین گے پھوٹ کر سب آبلے دلکے ارے ساقی
شراب سرخ ہو گی خوشۂ بے تاک سے پیدا

صرف نکات اصلاح دکھانا مقصود ہین نکتہ چینی منظور نہین۔ (اردوے معلی)

نواب عاشور علیخان عاشور لکھنوی

محمد نعیم خان صاحب نعیم لکھنوی ؎

عجب انداز کی بو یار کے کپڑونسے آتی ہو
بنا بزم عروسی جھوپڑا اُس گل کے گاذر کا

اصلاح ؎ عجب انداز کی بو ملگجے کپڑونسے آتی ہو
بنا بزم عروسی جھوپڑا اُس گل کے گاذر کا

جناب نعیم نے مضمون بلاشبہ اچھوتا لکھا تھا مگر دوسرے مصرع مین اُس گل کے الفاظ موجود تھے تو یار کا لفظ حشو ہوا اِس حشو کو جناب عاشور نے کس حسن سے دور کیا "ملگجے کپڑے" ہی اس شعر کی جان سمجھیے اللہ اللہ ملگجے کپڑونکی بو سے اُس گل کے گاذر (دھوبی) کا جھوپڑا بزم عروسی بن گیا بالکل نیا اور اچھوتا خیال ہو۔ مولف کی نظر سے اِس مضمون کا کوئی شعر اب تک نہین گزرا۔ (از خواجہ عشرت لکھنوی)

آغا حجو ہندی

جناب جاوید لکھنوی بیان فرماتے ہین کہ ایکدن مین اور نواب مہدی حسین صاحب ماہر مرحوم اور نواب منے صاحب شہید آغا حجو صاحب ہندی کی خدمت مین حاضر ہوے پہلے مین نے اپنی غزل سُنائی کسی شعر پر اصلاح کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔ اور نہ کہین غزل بھر مین کوئی لفظ بنایا گیا۔ میرے بعد جناب شہید نے یہ مطلع پڑھا ؎

قیس بیچارہ تو مدفن مین اکیلا ہوگا
قبر پر حضرت لیلی کے بھی میلا ہوگا

آپ سُنکر مسکرائے اور فرمایا کہ "کیا حضرت لیلی کیا آپکی دادی تھین" اِس فقرہ کا کہنا تھا کہ سبکو بے اختیار ہنسی آگئی مگر پاس ادب سے کھُل کر نہ ہنس سکے۔ بیچارے شہید تو

سناٹے مین آ گئے۔ کہا کہ پھر کیا ہونا چاہیئے۔ آپ نے کہا بھئی دوسرے مصرع کو یون بنادو
"قبرِ لیلیٰ پہ بھی اِک دھوم کا میلا ہوگا"

سید بندہ کاظم جاوید لکھنوی ؎

محتسب بحث نہ کر اس سے نہین کچھ حاصل رنگ نیرنگ مین عالم کے ہی شامل میرا
اصلاح ؎ مجکو پروا نہین کچھ آئے خزان جائے بہار رنگ نیرنگ مین عالم کے ہی شامل میرا

اس اصلاح سے شعر مین کسقدر ترقی پیدا ہو گئی۔ ایسا بیمثل مصرع لگایا کہ اس سے بہتر اب اس مصرع پر مصرع ناممکن ہے۔ مصرع کہنا تو آسان ہے مگر مصرع پر مصرع لگانا سخت مشکل ہے۔ ہاے یہی نہین آتا۔

جاوید (مصرع) عقبِ شاہ صفین تھین یہی کہتی تھی نظر۔
اصلاح (مصرع) عقبِ شاہ صفین تھین صفتِ سلکِ گہر۔

سلکِ گہر اُستاد نے یہ ٹکڑا جواہر کا رکھدیا صفونکے لیئے سلکِ گہر موتیونکی لڑی ہے۔ اے سبحان اللہ ؎

قدردان گوہرِ سخن کے ریاض منہ مرا موتیون سے بھرتے ہین
(از جاوید لکھنوی)

میر بادشاہ علی بقا خلف صبا لکھنوی

محمد جعفر خانصاحب شیدا لکھنوی ؎

دیکھ لین گے وہ کسطرح سر بزم مجھے انکی آنکھونمین جو تِل بھر بھی مروت ہوگی
اصلاح ؎ دیکھ لین گے وہ کنکھیون ہی سے محفل مین مجھے انکی آنکھونمین جو تل بھر بھی مروت ہوگی

کنکھیون سے دیکھنا ایک خاص ادا ہے جو دل عاشق مین تیر بنکر کھٹک جاتی ہے محفل تھی اور یہ خوف تھا کہ معشوق اپنے عاشق کو دیکھے تو ایسا نہ ہو اہل محفل کی نگاہین پڑین جس سے سر محفل ایک قسم کی رسوائی ہو اسلیئے یہان کنکھیون ہی سے دیکھنا ایک خاص لطف دیتا ہے" (از اصغر لکھنوی)

منشی امیر احمد امیر مینائی رح

جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر حضرتِ جلیل جانشین امیر مینائی رح

زنگت یہ رُخ کی اور یہ عالم نقاب کا
دامن میں کوئی پھول لیئے ہو گلاب کا

اصلاح ؎ زنگت یہ رُخ کی اور یہ عالم نقاب کا
دامن میں تم تو پھول لئے ہو گلاب کا

بادی النظر میں کوئی اصلاح کی جگہ اصل مطلع میں نہ تھی مگر دوسرے مصرع میں جو ترمیم کی گئی، اُس سے ایک پیارا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ گیا "دامن میں تم تو" اسے توبہ یہ الفاظ ہیں یا کلیجے کے ٹکڑے واقعی ایسی اصلاحیں دینا اُستاد عدیم النظیر حضرت امیر مینائی ہی کا حصہ ہے

لسان الملک حضرتِ ریاض ؎

نسیم آئی ہی شمع مزار گل کرنے
وہ اُسکے آنیسے پہلے ہی بجھ گئی ہوگی

اصلاح ؎ نسیم اَب آئی ہی شمعِ مزار گل کرنے
وہ اُسکے آنیسے پہلے ہی بجھ گئی ہوگی

صرف ایک لفظ "اَب" کے اضافہ نے اِس شعر کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا سبحان اللہ

ریاض ؎ ہنگام نزع گریہ یہاں بیکسی کا تھا
آپی بتائیں کون یہ موقع ہنسی کا تھا

اصلاح ؎ ہنگام نزع گریہ یہاں بیکسی کا تھا
تم ہنس پڑے یہ کون سا موقع ہنسی کا تھا

دوسرے مصرع میں "تم ہنس پڑے" یہ ایک ٹکڑا جو اہر کا رکھ دیا جو کہ محاورے میں ڈوبا ہوا ہی۔ ریاض کے مصرع میں ہنسنے کا کافی ثبوت نہ تھا اِس سے ہنسنے کا ثبوت شعر میں پیدا ہوگیا۔ اصلاح کیا دی موتی پرو دیئے۔ اُستادی اِسی کا نام ہی کہ ایک ٹکڑے کے بدل دینے سے شعر کس قدر بلند ہوگیا۔

ریاض ؎ زرا رو کو تمنا کو تم اپنی
یہ میرے جان کے پیچھے پڑی ہے

اصلاح ؎ تمنا کو تم اپنی منع کردو
یہ میرے جان کے پیچھے پڑی ہے

حضرت ریاض کے مصرع میں ایک خفیف سا پہلو خلاف مذاق پیدا ہوتا تھا

یعنی یہ کہ تمنا سے پرہیز کرنے کا شائبہ تھا اصلاح سے یہ نقص رفع ہو گیا اور اب یہ مفہوم پیدا ہوا کہ جان جو کہ خاص تمھاری امانت ہے اُسکی کاہک تمنا نہ ہو۔ اِس اصلاح سے شعر مین جو ادبی خوبیان پیدا ہو گئین وہ بیان مین نہین آسکتین۔

ریاض ؎ لے اُڑے گیسو پریشانی مری آئینے لے بیٹھے حیرانی مری

اصلاح ؎ لے اُڑے گیسو پریشانی مری آئینے لے بھاگے حیرانی مری

دوسرے مصرع مین بجائے "لے بیٹھے" کے "لے بھاگے" بنایا "لے بیٹھے" مین ایک ذم کا پہلو تھا اس اصلاح سے یہ نقص رفع ہو گیا اور پہلے مصرع مین "لے اُڑے" تھا اسلئے "لے بھاگے" اُس کے مقابل مین خوب ہے۔

جناب مضطر خیر آبادی ؎

داغ ہین سیکڑون پنہان دلمین طرفہ پھولا ہے گلستان دلمین

اصلاح ؎ سیکڑون داغ ہین پنہان دلمین طرفہ پھولا ہے گلستان دلمین

الفاظ وہی ہین مگر لفظون کے اُلٹ پھیر نے مطلع مین کیسی روانی اور حسن پیدا کر دیا اِدھر تو تعقید رفع ہوئی اُدھر کم مشقی کے عیب کا پردہ رہ گیا۔

شاہزادہ مرزا ولی الدین فدا خلف صاحب عالم شاہزادہ مرزا رحیم الدین حیا دہلوی

؎ بتو پچھتاؤ گے ویران کرکے خانہ دلکو یہ وہ کعبہ نہین جو گر کے ہو تعمیر کے قابل

اصلاح ؎ بتو پچھتاؤ گے ڈھا کر ہمارے کعبۂ دلکو یہ وہ کعبہ نہین جو گر کے ہو تعمیر کے قابل

فدا کے شعر مین ویران کرنیسے دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا کیونکہ پہلے مصرع مین "ویران کرکے" ہے اور دوسرے مصرع مین کہا جاتا ہے کہ "یہ وہ کعبہ نہین جو گر کے ہو تعمیر کے قابل" ویرانی کے ساتھ انہدام لازم نہین اور اسکی ضرورت تھی تعمیر کے قابل وہی عمارت ہوتی ہے جو ڈھادی جاتی ہے اب اِس مصرع سے "بتو پچھتاؤ گے ڈھا کر ہمارے کعبۂ دل کو"

دوسرے مصرع کے مفہوم کا ثبوت ہوگیا۔

ہم اپنے مخدوم و محترم دوست جناب سید زاہد حسین صاحب زاہد رئیس سہارنپور کا کس زبان سے شکریہ ادا کرین کہ موصوف نے ہماری ناچیز استدعا پر خاص توجہ فرماکر اپنے کلام باعث نظام پر حضرت امیر مینائی رح کی وہ اصلاحین روانہ فرمائین جن پر حضرت اقدس کے قلم کے لکھے ہوئے نوٹ ہین جو مشاطۂ سخن کے لئے ایک خوش نما زیور اور سخن سنجون کے لئے ایک دلچسپ منظر ہین۔

زاہد ؎ یارب بتان ہند جو ہین سخت جان ہین | انکے جگر بنائے ہین دل سل تراش کے
اصلاح ؎ ایسے جو سنگدل ہین الٰہی بتان ہند | انکے جگر بنائے ہین دل سل تراش کے

بیان مین زور روانی آگئی اور سنگ دل سے مضمون مصرع ثانی کا ثبوت قوی ہوگیا

امیر فقیر ۱۸۸۶ء

زاہد ؎ اسطرح محفل مین کیون آئی کہ رسوائی ہوئی | بال بکھرے مستی چھوٹی آنکھ شرمائی ہوئی
اصلاح ؎ کیون بھری محفل مین یون آئی کہ رسوائی ہوئی | بال بکھرے ۔ الخ

سلاست بیان کی غرض سے بدلا گیا اور کوئی سقم نہین تھا۔

زاہد ؎ اف وہ جوبن ابھرا ابھرا چال اٹھلائی ہوئی | ابلی پڑتی ہے جوانی جوش پر آئی ہوئی
اصلاح ؎ اف تیرا جوبن یہ ابھرا چال اٹھلائی ہوئی | ابلی پڑتی ہے ۔ الخ

سلاست بیان کی غرض سے بدلا گیا اور کوئی سقم نہین تھا طرح دامن گلچین ۱۸۸۶ء

زاہد ؎ گل مین جو تمسا ناز نہین ہے نہین سہی | اچھا بگڑتے کیون ہو تمھین نازنین سہی
اصلاح ؎ نازک جو تمسے پھول نہین ہین نہین سہی | اچھا بگڑتے الخ

گل کی صفت نازک چاہیئے اور تمسا ناز نہین کی جگہ تمہارا سا نازنین چاہیئے۔

زاہد ؎ تم کہتے ہو کہ زاہدونکا کام کیا یہان | یون ہی تو مین بھی نہ ہون زاہد نہین سہی
اصلاح ؎ تم کہتے ہو کہ کام یہان زاہدونکا کیا | یون سہی ۔ الخ

زاہد ون کا نون دبتا تھا اسلیئے بدلا گیا۔ امیر فقیر۔ اپریل ۱۸۸۶ء

زاہد ۔ دمِ بوسہ ہوئی خواہش یہانتک — کہ ہمنے لب تو لب چوسی زبان تک

اصلاح ۔ دمِ بوسہ بڑھی خواہش یہانتک — کہ ہمنے لب۔ الخ

مضمون مابعد کی ترقی بڑھی سے خوب ظاہر ہوتی ہی۔

زاہد ۔ نہ بڑھ لے آہ جاکر لامکان تک — خدا سے ڈر بس اب آگے کہانتک

اصلاح ۔ ٹھہر لے آہ جاکر لامکان تک — خدا سے۔ الخ

ٹھہر مین زیادہ سلاست ہے (طرح پیام یار) امیر فقیر اکتوبر ۱۸۸۶ء

اسی زمین مین ایک مطلع ہمین لسان الملک حضرت ریاضؔ کا یاد آگیا جو آسمان تک پہنچ گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

بڑھی اس دل کی بیتابی کہان تک — ہمین ہم ہین زمین سے آسمان تک

زاہد ۔ جب پوچھا دھیان کیا بالکل مرا جاتا رہا — بولے جھنجھلا کر کہ ہان جاتا رہا

اصلاح ۔ جب کہی کیا دھیان بالکل ہی مرا جاتا رہا — بولے۔ الخ

روانی کے لیے بدل دیا ہے۔

زاہد ۔ آہ ہمسے دوستون نے دشمنی کی اسقدر — دشمنون کی دشمنی کا سب گلہ جاتا رہا

اصلاح ۔ دوستون نے دوست بنکر دشمنی کی اسقدر — دشمنون کی۔ الخ

بیان مین سلاست اور بندش مین ذرا چستی آگئی اور الفاظ کا تناسب بھی ٹھیک ہو گیا۔ (طرح پیام یار) فروری ۱۸۸۸ء

زاہد ۔ تقاضا ہی کہ اک دل اور دو اور اُسپہ یہ طرہ — کہین سے لا کے دو چوری کئے جا ہو کہین ڈھونڈھو

اصلاح ۔ تقاضا ہی کہ اک دل اور دو ہم نیکے چھوڑینگے — کہین سے۔ الخ

(اُسپہ یہ طرہ) کا مقام نہین ہی دوسرے مصرع مین اسی (اک دل اور دو) کا تکملہ ہی اُسپر جداگانہ مضمون سے ترقی نہین ہی مصرعۂ اولیٰ کی ترمیم سے معشوقانہ ضد اور

مچلنے کا اظہار ہو گیا۔

زاہد سہ گیا جو وقت اُسے سمجھو گیا پھر کر نہیں آتا ۔ بناؤ گی بناؤ گی کہیں دیکھو کہیں ڈھونڈھو

اصلاح سہ گیا جو وقت وہ پھر کر نہیں آتا نہیں آتا ۔ بناؤ گے بناؤ گے الخ

مصرعۂ ثانی میں جو (بناؤ گے) کی تکرار مفید تاکید ہو اُسکے مقابل مصرعۂ اولیٰ میں (نہیں آتا) کی تکرار زیادہ مناسب و موزون ہے۔ امیر فقیر۔ ۱۲۔ نومبر ۱۸۹۹ء

زاہد سہ صد اس لطف کے کیا لطف ہی یارب تیرا ۔ اپنے ہر بندے کو دو وقت برابر دینا

اصلاح سہ صد اس دین کے کیا دین ہی یارب تیری ۔ اپنے ہر بندے کو الخ

چونکہ دوسرے مصرع میں برابر دینے کا بیان ہی اسلیئے پہلے مصرع میں بھی دین کی تعریف زبان و تناسب الفاظ کے لحاظ سے مستحسن و مطبوع ہے۔ امیر فقیر۔ اپریل ۱۸۹۹ء

زاہد سہ یہ ضعف ہے کہ پاؤں مراب تو راہ میں ۔ اُٹھتا ہی ہاتھ رکھ کے سرِ دوش نقش پا

اصلاح سہ یہ ضعف ہے کہ پاؤں مراب قدم قدم ۔ اُٹھتا ہے۔ الخ

تناسب الفاظ کے علاوہ قدم قدم دوسرے کے دوش پر ہاتھ رکھکر اُٹھنا غایت ضعف کو ظاہر کرتا ہے۔

زاہد سہ روزی گری پڑی انکو پہنچتی ہی اُنکے گھر ۔ ہر میرے آبلوں کا لہو نوش نقش پا

نوش کا قافیہ خوب کہا ہی ماشاء اللہ اور مصرع بھی خوب لگا یا سبحان اللہ خورد و نوش زیادہ مستعمل ہی فقط نوش اس محل پر زبان نہیں اور کوئی عیب بھی نہیں مضمون بہت اچھا ہی اور معنًا درست ہی لہٰذا رہنے دیجیئے[۱]

زاہد سہ زاہد نے نقش پائے صنم کو مٹا دیا ۔ کچھ ایسے ہوش اُڑے نہ رہا ہوش نقش پا

اصلاح سہ زاہد نے نقش پائے صنم کو مٹا دیا ۔ کچھ شوق سجدہ میں نہ رہا ہوش نقش پا

---

[۱] چونکہ منشی صاحب قبلہ کو زبان میں تامل ہی اس لیئے جو صاحب احتیاط زیادہ کریں انکو اسکی تقلید لازمی نہیں (مؤلف)

نقش پائے صنم کے مٹانے کی علت پوشیدہ تھی شوق سجدہ نے ظاہر کردیا اور احترام نقش پا اور پرستش بیخودی شوق بھی ثابت ہو گئی۔ امیر فقیر ۲۶ فروری ۱۸۹۱ء

زاہد ؎ بدن مین آگ بھڑک جائے جس سے وہ شے لا دو آتشہ کوئی کھنچوا کے ساقیا مے لا

اصلاح ؎ بدن مین ۔ الخ دو آتشہ کوئی سرجوش ساقیا مے لا

ترکیب ذرا اور تیز ہو گئی۔ امیر فقیر ۲۶۔ جولائی ۱۸۹۱ء

زاہد ؎ ہاتھ تک اُسکے جو ہو دسترس جام شراب کیون نہ اُس ہاتھ سے ہو پھر ہوس جام شراب

اصلاح ؎ ہاتھ تک الخ کیون نہ میخوارونکو ہو پھر ہوس جام شراب

دوسرے مصرع مین (ہاتھ سے) کی جگہ (میخوارونکو) بنادیا ہی کیونکہ لطف اِسی قدر مے نوشی مین ہی کہ جب جام شراب کو یہ فخر حاصل ہی کہ اُسکے ہاتھ تک پہنچا ہی تو ایسے جام شراب کی ہوس میخوارونکو کیون نہو اور جب (اُس ہاتھ) کہیئے گا تو جام شراب کے اُس ہاتھ تک پہنچنے کا کیا فائدہ رہیگا۔

زاہد ؎ قافلے ہوش کے رخصت ہوئے میخوارونسے شب جو میخانے مین کھڑکا جرس جام شراب

اصلاح ؎ قافلے ہوش کے الخ گُنگے میخانے مین شور جرس جام شراب

جرس کا کھڑکنا فصحا نہین کہتے اسلیئے بدلا گیا۔ امیر فقیر ۲۰۔ جنوری ۱۸۹۲ء

زاہد ؎ ساقیا لاکھ پلا جام پس جام شراب نہ مٹے گی نہ مٹے گی ہوس جام شراب

اصلاح ؎ ساقیا لاکھ الخ نہ مٹی ہی نہ مٹے گی ہوس جام شراب

(نہ مٹے گی نہ مٹے گی) سے محض زمانہ آئندہ پایا جاتا تھا اب گزشتہ و حال و آئندہ سب زمانے آگئے۔

زاہد ؎ چاٹتا رہتا ہی پیالے ہی کو میخانے مین بن گیا شیخ تو بالکل مگس جام شراب

اصلاح ؎ کیا بُری چاٹ ہی چاٹے ہی چلا جاتا ہی بن گیا شیخ تو الخ

مصرعہ اول مین پیالے کی چندان ضرورت نہ تھی معہذا بندش بھی زیادہ چست ہو گئی
امیر فقیر ۱۲۔ فروری ۱۸۹۳ء

زاہد ؎ شہرت سے نزاکت کے یہ دھوکا ہی انھین بھی | جھک جھک کے وہ خود اپنی کمر دیکھ رہے ہین

اصلاح ؎ شہرت سے نزاکت کے یہ دھڑکا ہی انھین بھی | جھک جھک کے ۔ الخ۔

اس محل پر دھوکے سے دھڑکا زیادہ موزون ہی۔ (طرح پیام یار) امیر فقیر ۱۲۔ فروری سنہ ۱۸۹۳ء

زاہد ؎ کم نہین دردِ مے صاف سے ساقی ہرگز | شیشۂ قلب پہ زنگ ہوس جام شراب

اصلاح ؎ دُردِ مے عالم مستی مین نظر آتی ہی | شیشۂ قلب پہ گردِ ہوسِ جام شراب

مے صاف مین دُرد کہان۔ اور زنگ کو آئینے سے علاقہ ہی نہ شیشے سے۔

زاہد ؎ مست و مدہوش سے امید ہدایت ہے عبث | رہنما کب ہے صدائے جرس جام شراب

اصلاح ؎ کیا خراباتنشینونسے ہدایت کی امید | رہنما کب ہے الخ

جام تو دوسرونکو مست کرنیوالا ہی خود مست و مدہوش نہین۔ امیر فقیر ۲۵۔ اگست سنہ ۱۸۹۳ء

زاہد ؎ وفور سوزش دل سے بدن مین آگ لگی | یہ آگ گھر کی جو پھیلی وطن مین آگ لگی

اصلاح ؎ بڑھی جو قلب کی سوزش بدن مین آگ لگی | یہ آگ گھر کی الخ

روانی ترکیب کی وجہ سے بدلا گیا معہذا سوزش قلب کا بڑھنا آگ پھیلنے کے لیے زیادہ موزون ہے۔ امیر فقیر ۔۲۲۔ جون سنہ ۱۸۹۴ء

زاہد ؎ عرق جبین بتِ شعلہ رنگ پہ یون ہی | عیان ہو آگ مین جیسے طلائے خام کی بوند

اصلاح ؎ عرق جبین الخ | بھڑکتی آگ مین جیسے طلائے خام کی بوند

"عیان ہوتے" سے "بھڑکتی آگ مین" زیادہ گرمی و زور ہے۔

زاہد ؎ ہوا ہو سرد مجھے سوزِ دل شرار جلے | پڑی اگر کوئی ابرِ سیاہ فام کی بوند

مینہ کی بوند۔ پانی کی بوند درست مگر ابر کی بوند مستعمل نہین۔ امیر فقیر ۳۰۔ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء

تحریر مابعد۔ ابر کی بوند بے شک شعرا نے اور شاہ نصیر اور داغ نے کہا ہی۔ اس سے یہ غلط نہین کہا جا سکتا لیکن اپنی اپنی پسند ہی زبانون پر مستعمل نہونیسے میری طبیعت اسکو پسند نہین کرتی اور اگر آپ اپنے کلام مین لکھنا چاہتے ہین تو چندان مضائقہ بھی نہین۔

زاہد ؎ جگر کو گرمیٔ بنتِ عنب نے پھونک دیا
حلال کر دیگی زاہد کو یہ حرام کی بوند

اصلاح ؎ جگر کو گرمی الخ
حلال کر گئی زاہد کو یہ حرام کی بوند

کر دے گی۔ کی بجائے اول کا گرنا ناپسند کر کے اسکی جگہ (کر گئی) بنانا ٹھیک ہے

امیر فقیر۔ ۱۹۔ستمبر ۱۸۹۵ء

زاہد ؎ پٹک پٹک کے نہ سر عندلیب مر جائے
صبا قفس مین نہ پیغام بہمن دے لا

اصلاح ؎ پٹک پٹک کے الخ
صبا چمن مین نہ پیغام بہمن دے لا

بہمن و دے خزان کے مہینے ہین شعر کے معنی اس صورت مین بھی درست ہو سکتے ہین۔ مگر ماہہاے بہار اگر ہوتے تو وہ بلبل کی بیتابی کے واسطے زیادہ تر مناسب ہوتے جیسا کہ شعرا کہا کرتے ہین اب بجائے قفس کے چمن کر دیا گیا ہے اس صورت مین مطلب یہ ہوگا کہ بلبل جو چمن مین مصروف عیش بہار ہے اُسکو آکر پیام خزان نہ سنا مبادا اسی تاب پٹک پٹک کر مر جائے۔ امیر فقیر ۱۲۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء

زاہد ؎ سنگِ درِ حرم پہ اُسے جا کے کیا رکھین
جو سر کہ کھا چکا ہے ترے سنگ در کی چوٹ

اصلاح ؎ سنگِ درِ حرم پہ اُسے کیا جھکائیے
جو سر کہ۔ الخ

(رکھین) مین اب تخفیف کاف کو فصحا خلاف فصاحت جانتے ہین۔

زاہد ؎ خالق جو عمر دے تو قویٰ بھی عطا کرے
بلعیم کیطرح سہ نہ کرے دوش و سر کی چوٹ

تمھارے اس شعر کے معنی مین نہین سمجھا کہ بلعیم کیطرح دوش و سر کی چوٹ کیا چیز ہے یہ مضمون غالبًا کسی قصّہ سے متعلق ہوگا جو مجھے معلوم نہین۔ امیر فقیر ۴ مارچ ۱۸۹۶ء

تحریر مابعد۔ بلعیم باعور کا حال جو تمنے لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک بڑا عالم و عابد تھا جو بڑھاپے اور کثرت زہد و عبادت سے ایسا نحیف و ضعیف ہو گیا تھا کہ تلامذہ اُسکو پوٹلی مین باندھ کر دوش و سر پر لیئے پھرا کرتے تھے انشا نے بھی اپنے مقطع مین کہا ہے۔

انشا ؎ حاسد تو ہے کیا چیز کرے قصد جو انشا
تو توڑ دے جھٹ بلعیم باعور کی گردن

مین نے دیکھا اب وہ شعر بے تکلف رکھنے کے قابل ہے۔ امیر فقیر ۱۹ اپریل ۱۸۹۶ء

زاہد ۔ وہ جو رنگ رنگ کے قصر تھے وہ عمارتین جو عجیب تھین
وہان خراب ہین کھنڈر پڑے نہ وہ نقش ہین نہ نگار ہے

اصلاح ۔ وہ جو رنگ رنگ کے الخ
کھنڈر اب وہان نظر آتے ہین نہ وہ نقش ہین نہ نگار ہے

الفاظ ہندیہ مین سے آخر کا حرف گرتا ہے بیچ کا حرف نہین گرتا فلہذا وہان کی تصحیح کردی گئی۔

زاہد ۔ تری بات کا بت بیوفا کوئی کیا یقین کرے بھلا
کبھی اُس سے وعدہ وعید مین کبھی اس سے قول و قرار ہے

قرار بمعنی اقرار عربی و فارسی مین تو نہین ملتا البتہ بغیر واو عطف قول قرار کو جسطرح آپ نے اُردو کر لیا ہے اسکا مضائقہ نہین۔

زاہد ۔ جنھین شوق نام و نشان تھا یہی ذکر تھی یہی دہیان تھا
انھین یون فلک نے مٹا دیا نہ نشان ہے نہ مزار ہے

اصلاح ۔ جنھین شوق تھا کہ نشان رہے کوئی یادگار مکان رہے
انھین یون الخ

اضافت کی حالت مین اعلان نون جائز نہین۔ امیر فقیر ۱۴ جولائی ۱۸۹۷ء

زاہد ۔ ارم ہو حرم ہو و یا دیر ہو
ہمین صرف ذوقِ نظر چاہیئے

اصلاح ۔ ارم ہو حرم ہو کہ بتخانہ ہو
ہمین صرف الخ

"دیا اب" بالکل متروک ہے اس جگہ صرف یا بولتے ہین یا کاف سے کام لیجئے جو یا کے معنی مین آتا ہے۔

زاہد ۔ حقیقت ہی ہے فی الحقیقت مجاز
نگاہِ حقیقت نگر چاہیئے۔ گر دیدۂ حق نگر چاہیئے

یہ دونون مصرعے اچھے ہین مگر تناسب الفاظ کے لحاظ سے مصرعۂ اول اولیٰ ہے۔

امیر فقیر ۱۴ جولائی ۱۸۹۷ء

زاہد ۔ حیران ہون اللہ عجب ذات ہے تیری
پوشیدہ نگاہون سے بھی اور نور نظر بھی

اصلاح ۔ حیران ہون الخ
پوشیدہ نگاہون سے بھی اور پیش نظر بھی

نگاہون سے پوشیدہ کے مقابل پیش نظر چاہیئے نور نظر ہونیسے سامنے نہونا تو پایا گیا۔

زاہد ؎ شب ہو چکی پیری کی نمایاں ہی سحر بھی — اُٹھو کہین زاہد کہ ہی درپیش سفر بھی

اصلاح ؎ شب ہو چکی ۔ الخ — بیدار ہو زاہد کہ ہی درپیش سفر بھی

بیدار ہو کہنا زیادہ مناسب مقام ہی اور اُٹھو کے ساتھ کہین کچھ بے ضرورت بھی تھا ۔

زاہد ؎ تھا کون جو سنکر مری مرنے کو نہ رویا — ہان ایک وہ کافر کہ ہوئی آنکھ نہ تر بھی

اصلاح ؎ تھا کون الخ — ہان ایک وہ کٹّر کہ ہوئی آنکھ نہ تر بھی

بیدردی اور سنگدلی کٹّر کہنے سے زیادہ واضح ہو گئی معہذا آنکھ کی بھی صفت ہی ۔

زاہد ؎ گو خوش ہون یہ سنکر کہ ہی تمسے بھی محبت — نشتر سے سوا کر گئی ہی کام "مگر" بھی

اصلاح ؎ گو خوش ہون یہ سنکر تمہین مجھسے بھی ہی "الفت" — نشتر سے ۔ الخ

بندش زرا صاف ہو گئی اسلیئے بدل دیا ورنہ اور کوئی عیب نہ تھا ۔ شعر ہذا کی ردیف نے کیا لطف دیا ہے ۔ بارک اللہ ۔

زاہد ؎ وہ کہہ کے "مگر" چپ ہم اقرار ہوئے ہین — کچھ کم نہین انکار سے انکی یہ "مگر" بھی

اصلاح ؎ وہ چپ ہم اقرار "مگر" کہہ کے ہوئے ہین — کچھ کم نہین ۔ الخ

قافیے نے کیا لطف دیا ہے ۔ سبحان اللہ ۔

زاہد ؎ مرغان گلستان پہ بلا کچھ تو ہے آئی — سونا ہی چمن پھرتے ہین اُڑتے ہوئے پر بھی

اصلاح ؎ مرغان گلستان پہ بلا آئی ہی کچھ تو — سونا ہی چمن ۔ الخ

تقدیم و تاخیر سے ترکیب زرا صاف ہو گئی ۔

زاہد ؎ دھڑکا شب تار ایک لحد کا ہی نہین ہے — سنتے ہین کہ اس شب کی قیامت ہے سحر بھی

اصلاح ؎ دھڑکا شب تار ایک لحد ہی کا نہین ہے — سنتے ہین ۔ الخ

(ہی) کلمہ انحصار لحد کے بعد چاہیئے ۔ سبحان اللہ کیا شعر ہوا ہی ۔ امیر فقیر ۳۰ ۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء

زاہد ؎ یون عیان تر دامنی سے پاکدامانی ہوئی — مے بھی پی تو جامۂ احرام مین چھانی ہوئی

اصلاح ؎ یون بہم تردامنی سے پاکدامنی ہوئی — مئے بھی پی تو جامۂ احرام مین چھانی ہوئی

تردامنی و پاکدامنی کا اکٹھا ہونا عیان ہونیسے زیادہ لطیف ہے۔

زاہد ؎ ہے اگر غیرت نہ آئیگی حیا پھر وصل مین — رات اِس نا خواندہ مہانکی وہ مہانی ہوئی

اصلاح ؎ با حیا ہے تو نہ آئیگی حیا پھر وصل مین — رات اِس ۔ الخ

ترکیب زرا صاف ہو گئی اور لفظی تناسب بھی ہو گیا۔

زاہد ؎ دیکھی جو ٹی جو کروٹ مین تو یون جلکر کہا — کیون مرے پیچھے پڑی ہو کیون تم دیوانی ہوئی

اصلاح ؎ دیکھی جوٹی جو کروٹ مین تو جھنجھلا کر کہا — کیون مرے الخ

جھنجھلا کر زیادہ مناسب و صاف ہے آمیر فقیر ۲۲ جولائی ۱۸۹۸ء (طرح دامن گلچین)

زاہد ؎ خم مے رکھدیا لا کر اگر مانگی پیالی ہے — خدا رکھے مرے ساقی کو کیا ہی ظرف عالی ہے

اصلاح ؎ خم مے رکھدیا ہے لا کے جب مانگی پیالی ہے — خدا رکھے ۔ الخ

دونون جگہ فعل بھی یکسان ہو گیا اور ترکیب بھی صاف ہو گی۔

زاہد ؎ چڑھاتی جاتی تھی خم کے خم کبھی اور اب یہ حالت ہے — دو اکیطرح پی جاتی فقط آدھی پیالی ہے

اصلاح ؎ چڑھاتے جاتے تھے ۔ الخ — دو اکیطرح پی جاتی کوئی آدھی پیالی ہے

فقط سے کوئی زیادہ اچھا ہے کیونکہ فقط سے تعین مقدار ضمناً ہوتا ہے اور کوئی سے تقریباً۔

آمیر فقیر ۔ ۱۲ ۔ مارچ ۱۸۹۹ء (طرح دامن گلچین)

زاہد ؎ کیا وصف ہو اُس خالق بیچون و چرا کا — یہان درد ہے سُبحانک لا علم لنا کا

یان اور وان یا یہان اور وہان بروزن فاع فصحائے لکھنؤ اب نہین لکھتے لیکن آپ چونکہ دہلی کی زبان پسند کرتے ہین اور اُسی کا اتباع کرتے ہین اسلیئے آپ لکھیئے۔

زاہد ؎ واقف نہین کوئی میرے انداز بیان سے — ہر یہ وہ یہان بولتا ہے اپنا ہی بھاکا

اصلاح ؎ واقف نہین الخ — ہر شخص یہان بولتا ہے اپنا ہی بھاکا

بیان ہو ترکیب زرا صاف ہو گئی۔ آمیر فقیر ۔ ۴ ۔ اپریل ۱۸۹۹ء

زاہد ۔ جب کہتا ہوں بھلا دل تو نہیں کیا دیکھکر | ہنس کے فرماتے ہیں وہ اپنا کلیجا دیکھکر
اصلاح ۔ جب یہ کہتا ہوں الخ | ناز سے کہتے ہیں وہ اپنا کلیجا دیکھکر

اس محل پر ناز زیادہ موزوں ہے

زاہد ۔ پائے خم پر آج زاہد تم ہیں کیوں انسے کہو | آپ یہ سجدہ کدھر کرتے ہیں قبلہ دیکھکر
اصلاح ۔ پائے خم پر حضرت زاہد ہیں خم کہدے کوئی | آپ یہ سجدہ الخ۔

بیان و ترکیب کی صفائی کے لیئے بدل دیا۔

زاہد ۔ تیغ ناحق کھینچتے ہو دم ہی بسمل میں نہیں | ہاتھ روکو کیا ستم کرتے ہو۔ ہاہا۔ دیکھکر
اصلاح ۔ تیغ کیوں تولتے ہو دم ہی بسمل میں نہیں | ہاتھ روکو الخ۔

تولنے میں جو خوبی ہے وہ کھینچنے میں نہیں۔ ماشاءاللہ چشم بدور کیا قافیہ اور کس خوبی سے نظم کیا ہے۔ اب تو آپ زبان اور محاورات خوب ہی لکھتے ہیں۔ امیر فقیر یکم اکتوبر ۱۸۹۹ء

زاہد ۔ مانع ہیں دست قاضی و مفتی کے تحسب | پیدا ہوئے ہیں حلق کے دربان کہو کہو
اصلاح ۔ مانع ہیں یہ شحنۂ و قاضی و محتسب | پیدا ہوئے ۔ الخ۔

مفتی فتویٰ دیدیتا ہے۔ روکنے کے لیئے شحنہ کا ہونا ضروری تھا قافیہ نے پہلوتے کہا ہے۔ بارک اللہ۔ امیر فقیر ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء

زاہد ۔ ادائیں یہ ساقی کی زاہد کو بھائیں | کہ جھٹ توڑ بیٹھا وہ دیندار توبہ

بھانا پسند آنا کے معنی میں فصحائے لکھنؤ نہ بولتے ہیں نہ لکھتے ہیں اگر اہل دہلی بولتے ہیں تو آپ شوق سے لکھیئے تو سچ زبان کا بھی آپ کو بہت خیال ہے۔ امیر فقیر ۲۶۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

حکیم برہم صاحب ایڈیٹر و پبلشر اخبار مشرق گورکھپور۔

برہم ۔ غضب کی شوخیاں کرنے لگی ہے | نظر کس سے ارے ظالم لڑی ہے
اصلاح ۔ غضب کی ۔ الخ | ارے ظالم نظر کس سے لڑی ہے

برہم کا دوسرا مصرع ذرا الجھا ہوا تھا تعقید بھی تھی۔ انھیں الفاظ کو استاد کامل نے کس حسن سے الٹا کہ شعر فصیح تر ہو گیا اور تعقید کا عیب بھی رفع ہو گیا۔

برہم ؎ نکلتی ہی نہین دل سے یہ ظالم — نظر انداز سے ایسی گڑی ہے

اصلاح ؎ نکلتی ہی ۔ الخ — نگاہِ یار کچھ ایسی لڑی ہے

اصل دوسرے مصرع مین اسکا پتا نہ تھا کہ کسکی نظر انداز سے گڑی ہے۔ اب نگاہِ یار سے شعر کا صحیح مفہوم ادا ہو گیا۔ اور باہم دونون مصرعون مین ربط بھی پیدا ہو گیا۔

برہم ؎ دربان سے پوچھتا ہے یہ دشمن کہ سچ بتا — کل تک یہان پڑا تھا وہ بیمار کیا ہوا

اصلاح ؎ دربان سے پوچھتا ہے یہ عیسیٰ نفس بتا — کل تک یہان پڑا تھا جو بیمار کیا ہوا

پہلے مصرع مین "عیسیٰ نفس" کا ٹکڑا بیمار کی مناسبت سے کسقدر موزون ہوا اور دوسرے مصرع مین بجائے "وہ" کے "جو" بنا کر اثبات ردیف کا لطف دوبالا کر دیا۔

برہم ؎ ہو حق کی اب صدا ہے نہ شورِ نشاط ہے — تیرا عروج خانۂ خمار کیا ہوا

اصلاح ؎ ہو حق کی اب صدا ہے نہ جوشِ نشاط ہے — سنسان کیون ہے خانۂ خمار کیا ہوا

پہلے مصرع مین بجائے "شور" کے "جوش" بنایا شورِ نشاط کی ترکیب اچھی نہ تھی شورِ ماتم کہتے ہین۔ نشاط کے لیئے جوش ہی کچھ مناسب ہے دوسرے مصرع مین بجائے "تیرا عروج" کے "سنسان ہے" بنایا "تیرا عروج" کو غلط نہ تھا مگر جب نہ ہو حق کی صدا نہ جوشِ نشاط۔ تو محل سنسان ہی کا تھا جو تضاد عدم تنظیر بنا دیا۔ اہل مذاق زرا غور سے اس اصلاح کو دیکھین اور حضرت کے کمال سخن کی داد دین۔

برہم ؎ پھولو نہین غیر کے تو نہین وہ چلا گیا — باسی گلے کا ہار ترے یار کیا ہوا

اصلاح ؎ پھولو نہین غیر کے تو نہین ٹلگیا کہین — اُترا ہوا گلے کا ترے ہار کیا ہوا

پہلے مصرع مین "وہ چلا گیا" یہ ٹکڑا ثقیل اور مذموم تھا۔ بجائے اسکے "ٹلگیا کہین" کسقدر فصیح ہے۔ اور اس ترمیم سے شعر فصیح اور بامحاورہ ہو گیا۔

برہم ؎ آبرو گر سکے تو قدم نہ بڑھانا اپنی — دیکھکر انکو نہ لے اشک تماشا ہو جانا

اصلاح ؎ آبرو لوٹ سکے قدم نہ بڑھانا اپنی — دیکھکر اُن کو ۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "گر کے" کے "لوٹ کے" بنایا "تو" کا لفظ پہلے مصرع مین زائد تھا۔ "لوٹ کے" سے سلاست اور روانی پیدا ہوگئی اور حشو کا عیب بھی رفع ہوگیا۔

برہم ۔ ہوگئی غیر اُسے دیکھ کے حالت میری جان جاتی ہو کہ آتی ہو طبیعت میری

اصلاح ۔ ہوتی ہی غیر اُسے دیکھ کے حالت میری جان جاتی ہو۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "ہوگئی" کے "ہوتی ہی" کیونکہ دوسرے مصرع مین "جان جاتی ہو" کہا گیا ہی اسلیئے پہلے مصرع مین "ہوتی ہی" بنایا جسنے تقابل کا لطف پیدا کردیا۔

برہم ۔ کسکے حُسن کے پرتو نے کردیا بیتاب جو آج برق سرطور تلملاتی ہے

اصلاح ۔ یہ کسکے حُسن کے پرتو نے کردیا بیتاب جو آج ۔ الخ

اس اصلاح سے شعر مین صفائی پیدا ہوگئی۔

برہم ۔ بہت قریب مگر ہے بہار کا موسم کلی کلی مری دامن کی مُسکراتی ہو

اصلاح ۔ بہت قریب ہو شاید بہار کا موسم کلی کلی مری دامن کی مُسکراتی ہو

اس اصلاح سے شعر مین جو خوبیان پیدا ہوگئین وہ زبان قلم سے ادا نہین ہوسکتین حضرت برہم نے اس شعر مین بہار کا ایک ایسا دلفریب سین دکھایا ہو کہ جسکے لطف کچھ دل ہی اُٹھا سکتا ہو۔ اصلاح نے سونے مین سُہاگے کا لطف دیا ہو۔ اس زمین مین اس سے بہتر شعر نکالنا مشکل ہی نہین بلکہ ناممکن ہو۔ گو "مگر" کے معنی بھی یہان شاید کے ہین۔ مگر "شاید" سے شعر مین جو سلاست اور روانی پیدا ہوگئی وہ محتاج بیان نہین

جناب عابد حسین صاحب عابد سہسوانی۔

عابد ۔ دل کیا دیا ہو پہلو سے نقد وفا دیا ہم خود بگڑ گئے مگر اُن کو بنا دیا

اصلاح ۔ دل کیا دیا خزانۂ نقد وفا دیا ہم خود بگڑ گئے ۔ الخ

نقد وفا کے لیے "خزانہ" کا لفظ گویا جواہر کا تکرار کھدیا۔ جس سے مطلع کی شان دوبالا ہوگئی اور پہلے مصرع مین "پہلو" کا داو بھی گرتا تھا جو کہ ناجائز ہے۔ اصلاح سے

یہ نقص بھی رفع ہو گیا۔

عابد ۔ سبب نہ پوچھو کلیجے پہ داغ کھانیکا — نتیجہ ہے یہ حسینون سے دل لگانیکا

اصلاح ۔ سبب نہ پوچھو الخ — یہ پھل ملا ہے حسینون سے دل لگانیکا

پہلے مصرع مین داغ کا ذکر ہے۔ اِس مناسبت سے دوسرے مصرع مین "پھل" کا لفظ بنایا گیا پھول مین پھل پیدا کرکے تشبیہ کی تجدید کردی۔

عابد ۔ نکلا ہے ابھی میرا جنازہ — یہ بھی کوئی وقت ہے خوشی کا

اصلاح ۔ ہے آنکھون کے سامنے مری لاش — یہ بھی کوئی وقت ہے ہنسی کا

اصلاح مین آنکھون کے سامنے لاش دکھائی گئی ہے اور دوسرے مصرع مین بجائے خوشی کے ہنسی بنایا ہے۔ عابد کے شعر مین خوشی کا ثبوت نہ تھا اور اب ہنسی سے شعر مین یہ معنی پیدا ہوے کہ مری لاش آنکھون کے سامنے ہے اور تم ہنس رہے ہو یہ وقت ہنسی کا نہین ہنسی کا آجانا خلاف فطرت نہین۔ شوخی اور کم سنی کا اقتضا ہے کہ بات بات پر ہنسی آئے اور خوشی کا اظہار اُسوقت تک ناممکن ہے کہ جب تک پہلے مصرع مین سامان خوشی دکھایا جائے۔ اللہ اللہ کیا اُستادانہ اصلاح ہے۔

عابد ۔ نظر اُن سے لڑاکے دیکھ لیا — دلپہ تلوار کھاکے دیکھ لیا

اصلاح ۔ نظر اُن سے لڑاکے الخ — برچھیان دلپہ کھاکے دیکھ لیا

گو تلوار سے بھی نظر کو استعارہ کرتے ہین مگر برچھیون نے شعر پر صیقل کردی۔

عابد ۔ تھام کر ہم جگر کو بیٹھ گئے — تمنے جب آنکھ اُٹھاکے دیکھ لیا

اصلاح ۔ ہم کلیجا پکڑکے بیٹھ گئے — تمنے جب الخ

پہلے مصرع کی تبدیلی نے جو خوبیان پیدا کردین ہین اُن کا لُطف دل ہی اُٹھاتا ہے اگر اظہار کیا جاے تو شاید کمی کا اظہار ہو۔

عابد ۔ بدگمان کیون ہوئے تو دیکھ نہ لو داغ وفا — چاک کرتے ہین ابھی ہم جگر و دل اپنا

اصلاح ۔ بدگمان کیون ہوئے لو دیکھو نہ لو داغ وفا   ہم ابھی چاک کئے ڈالتے ہین دل اپنا

جناب عابد کے پہلے مصرع مین داغِ وفا کے دکھانے کا ذکر کیا گیا ہو اور دوسرے مصرع مین جگر و دل کے چاک کرنے کو کہا ہو۔ داغِ وفا کا تعلق صرف دل کے لیئے بہت ہی موزون ہو جگر کی ضرورت نہ تھی - اس اصلاح سے یہی عیب نہین رفع ہوا بلکہ شعر مین روانی بھی پیدا ہو گئی -

عابد ۔ رکھنا اچھی طرح دیکھو یہ نہ کھوئی جائے   دیتے ہین اپنی نشانی تمھین ہم دل اپنا

اصلاح ۔ کھو نہ دینا کہین لے جان یہ عہد کر لو   دیتے ہین - الخ

اصل پہلے مصرع مین طرح کی ”ح“ تقطیع سے گر رہی تھی - اس لیئے اصلاح دیگئی جس سے یہ نقص بھی رفع ہو گیا اور ضعف نظم کا بھی جاتا رہا -

عابد ۔ خبر کچھ ایسی سنائی ہو جاکے حیرت ناک   کہ نامہ بر انھین وہ نامہ بر کو دیکھتے ہین

اصلاح ۔ بہم ہوئی ہو خدا جانے گفتگو کیسی   کہ نامہ بر الخ ۱

اس اصلاح سے شعر مین کسقدر بلاغت پیدا ہو گئی - بہم ہوئی ہو خدا جانے گفتگو کیسی اس مصرع نے شعر مین ایک خاص حُسن پیدا کر دیا - اب اِسکی معنوی خوبیان ملاحظہ ہون - خدا جانے نامہ بر نے کیا کہا اور پھر اُسکا جواب کسی نے کیا دیا کہ ایکدوسرے کو دیکھ رہے ہین وہ منظر دکھایا گیا ہو جو اکثر مشاہدے مین آتا رہتا ہے -

عابد ۔ تری گلی سے پھرا ہو اُسی گھڑی ہو تم   پھرا ہو انتظر نامہ بر کو دیکھتے ہین

اصلاح ۔ تری گلی سے یہ کیا دیکھکر پھرا ہے کہ ہم   پھرا ہوا - الخ

پہلا مصرع اُلجھا ہوا تھا اب ”تری گلی سے یہ کیا دیکھکر پھرا ہی“ اِس ٹکڑے نے شعر مین کیا کیا معنی پیدا کر دیئے - اِس اصلاح سے شعر مین معنویت پیدا ہو گئی -

عابد ۔ اپنی ہم آبرو نہین دل کی تم آرزو نہین   داغِ دلِ عدو نہین پھر بھی ہمین مٹائے کیون

اصلاح ۔ عزتِ آبرو نہین حسرتِ آرزو نہین   داغِ دلِ عدو - الخ

عزت و آبرو نہین حسرت و آرزو نہین اِس انداز بیان کا کیا کہنا جسکی داد دینے سے زبان قاصر ہے۔

عابد ۔ داب دینے سے غرض لاش ہماری یا ؤ | دیر کی خاک سہی کعبہ کی مٹی نہ سہی

اصلاح ۔ ہاے غرض لاش کو پیوند زمین ہونیسے | دیر کی ۔ الخ

جناب عابد کے پہلے مصرع مین "داب دینے" کا ٹکڑا ذم کا پہلو لیئے ہوئے تھا۔ "پیوند زمین" نے شعر مین بلاغت و فصاحت پیدا کر دی اور ذم کا نقص بھی رفع ہو گیا۔

عابد ۔ نزع کے وقت کوئی غیر نہ پہچانیگا | موت کے پردے مین کر جاؤ عیادت میری

اصلاح ۔ نزع کے وقت الخ | موت کے بھیس مین کر جاؤ عیادت میری

اُستاد عدیم النظیر نے بجائے "پردے" کے "بھیس" کا لفظ ایسا برمحل رکھدیا کہ جس کی جسقدر تعریف کیجاے کم ہے۔

عابد ۔ یہی غمخوار ہے اپنا شب تنہائی مین | داغ کو ہمنے کلیجے سے لگا رکھا ہے

اصلاح ۔ یہی دلسوز ہے اپنا شب تنہائی مین | داغ کو الخ

اُستاد نے پہلے مصرع مین بجائے "غمخوار" کے "دلسوز" بنایا داغ کے لیئے "دلسوز" کس قدر صرف بامحل ہے ایک لفظ کے بدلنے سے شعر شعر ہو گیا۔ فی الحقیقت اصلاح اِسی کا نام ہے۔

عابد ۔ دفن کرکے مجھے ہٹ جاؤ کہ تمسے پہلے | نوحہ گر میری لحد پر سے ارمان ہونگے

اصلاح ۔ دفن کرکے مجھے ہٹ جاؤ کہ تمسے چھپکر | نوحہ گر میری الخ۔

پہلے مصرع مین بجائے "تمسے پہلے" کے "تمسے چھپ کر" بنا کے شعر کو بلند تر کر دیا۔ تمسے چھپ کرنے جو لطف دیا اُسکے مزے کچھ دل ہی اُٹھاتا ہے اللہ اللہ کیا اصلاح دی ہے عام قاعدہ ہے کہ جب کسی سوگوار کے سامنے کوئی روتا ہے تو اُسکا غم تازہ ہو جاتا ہے مرنیوالے کی یاد کلیجے مین چٹکیان لے لے کر بے چین کر دیتی ہے اسلیئے معشوق سے خطاب ہے

کہ تم ہٹ جاؤ تمسے چھپکر مرے ارمان نوحہ گر ہون گے یا یہ کہ میری قبر پر کسی کا رونا تمھاری خلاف ہوگا اسلیے چھپ کر رونا مقصود ہی اور اسکے علاوہ کئی معنوی صورتین پیدا ہوتی ہین لفظ کیا ہی معنوی طلسم ہی جسمین نیرنگ معانی کا ہجوم ہی - واقعی اصلاح نہین اعجاز ہے -

عابد ۔ جسنے پہلو سے دل چُرایا تھا اب وہ آنکھین چرائے جاتا ہی
اصلاح ۔ اسنے پہلو سے دل چُرایا تھا یہ جو آنکھین چُرائے جاتا ہی

اصلاح کیا دی تصویر کھینچ دی اب زبان کی لطافت اور شعر مین جو بیساختہ پن پیدا ہوگیا اسے بھی ملاحظہ فرمائیے -

عابد ۔ دل کے دینے مین نہ جھگڑا ہی نہ قصا کوئی بس غرض یہ ہی کہ چھوڑے نہ تقاضا کوئی
اصلاح ۔ دل کے دینے مین - الخ بات اتنی ہی کہ چھوڑے نہ تقاضا کوئی

دوسرے مصرع مین بجائے "بس غرض یہ ہی" کے "بات اتنی ہی" بنادیا - اب بات بن گئی -

عابد ۔ غُسل و تکفین کو ہم بعد فنا یہ سمجھے یار نہلاتے ہین پوشاک بدلنے کیلیے ۱
اصلاح ۔ دم تکفین جو دیا غُسل تو ہم یہ سمجھے یار نہلاتے ہین پوشاک بدلنے کیلئے

اصل مصرع کسی قدر اُلجھا ہوا تھا اسی مضمون کو اُوستاد نے اپنے الفاظ مین نظم کردیا

عابد ۔ گر میان وصلت کی یاد آمین جو فرقت مین کبھی دل جلانیکو ہماری داغ حرمان ہوگئین
اصلاح ۔ ہجر مین جب یاد آئین جس کی وہ گرمیان دل جلانیکو ہماری آہ سوزان ہوگئین

پہلے مصرع مین "وصلت" کا لفظ یدلا جسے بعض اساتذہ نے غیر فصیح سمجھ کر متروک کر دیا ہی دوسرے مصرع مین بجائے "داغ حرمان" کے "آہ سوزان" کہنا موزون ہی کیونکہ داغ حرمان دل جلانے کے لیئے ناکافی تھا اور آہ سوزان نے دل کا جلانا ثابت کر دیا -

عابد ۔ دیکھتے ہی جلوہ رخسار حیران ہوگئین آتے ہی آگے ترے دیوانی پریان ہوگئین
اصلاح ۔ دیکھتے ہی الخ تیرا سایہ پڑتے ہی دیوانی پریان ہوگئین

دوسرے مصرع مین پریونکی مناسبت سے سایہ کا لفظ بنایا گیا جس سے بندش مین

چُستی اور مطلع مین روانی پیدا ہو گئی۔

عابد ؎ طرّہ وجیغہ و سر پیچ ہین طرفہ لیکن — طرہ خوبی مین ہو اُن تینونکے اوپر سہرا

اصلاح ؎ طرّہ وجیغہ و سرپیچ ہین سب چوٹی کے — دلکے لینے مین مگر طرّہ ہو سب پر سہرا

پہلے مصرع مین "ہین طرفہ لیکن" کے بجائے " ہین سب چوٹی کے" بنایا" اور دوسرے مصرع مین "تینونکے اوپر" مین رکاکت اور ذم کا پہلو بھی تھا اسلیئے بدلا گیا جس سے شعر بہت صاف ہو گیا اور ذم کا پہلو بھی نکل گیا۔

عابد ؎ نہین ہلتا یہ ہوا سے ترے رُخ پر سہرا — پڑھ رہا ہو سبق مصحفِ اطہر سہرا

اصلاح ؎ نہین ہلتا یہ الخ — پڑھ رہا ہو سبق مصحفِ انور سہرا

دوسرے مصرع مین بجائے " اطہر" کے " انور" بنایا مصحف کی صفت اطہر تحصیل حاصل مگر لفظ انور مصحف پر نورٌ علیٰ نور ہو گیا۔

عابد ؎ نامہ ہمارا دیکھ کے لُٹنے عتاب مین — قاصد کا سر اُتار کے بھیجا جواب مین

اصلاح ؎ نامہ ہمارا ۔ الخ — قاصد کے ہاتھ کاٹ کے بھیجے جواب مین

سر اُتارنا گو غلط نہ تھا۔ مگر قاصد کے ہاتھ کا قصور تھا۔ کیونکہ وہ خط ہاتھ مین لایا تھا اسلیئے دوسرا مصرع یون بدلا گیا " قاصد کے ہاتھ کاٹ کے بھیجے جواب مین" اب اس سے شعر مین صفائی پیدا ہو گئی۔

جناب حکیم عابد علی صاحب کوثر خیر آبادی ؎

بندِ محرم کے نہ کس کر باندھو — دیکھو یہ فتنے اُبھر آئین گے

اصلاح ؎ بندِ محرم کے الخ — اور یہ فتنے اُبھر آئین گے

دوسرے مصرع مین بجائے " دیکھو" کے " اور" بنایا جس سے شعر مین کسقدر ترقی پیدا ہو گئی

کوثر ؎ کہا جو اُنسے عنایت کبھی ہو گی — بگڑ کے بولے اگر جان پر بنی ہو گی

اصلاح ؎ کہا جو ۔ الخ — تو ہنس کے بولے کہ جب جان پر بنی ہو گی

دوسرے مصرع کی ترمیم سے مطلع مین کسقدر صفائی پیدا ہوگئی اور لفظ "جب" سے پہلے مصرع کا صحیح مفہوم ادا ہوگیا۔

کوثر ۔ مری خوشی سے عدو کو ملال تھا پہلے مری ملال سے اُس شوخ کو خوشی ہوگی

اصلاح ۔ مجھے ملال سے اپنے ملال ہو تو یہ ہے کہ میرے رنج سے اغیار کو خوشی ہوگی

اِس اصلاح سے شعر مین ایک خاص ادا پیدا ہوگئی "مجھے ملال سے اپنے ملال ہو تو یہ ہے" اِس مصرع کی فصاحت و بلاغت کا کیا کہنا۔ دوسرے مصرع مین "اُس شوخ کو خوشی ہوگی" کا تو کچھ بھلا نہ معلوم ہوتا تھا "اغیار کو خوشی ہوگی" بہت خوب ہے۔

کوثر ۔ لحد پہ چادرِ گل نت نئی پڑی ہوگی ہماری قبر دُلہن کیطرح سجی ہوگی

اصلاح ۔ لحد پہ چادرِ گل روز اِک نئی ہوگی ہماری قبر ۔ الخ

اصلاح سے روانی اور فصاحت پیدا ہوگئی۔

کوثر ۔ کسر نہ رونے مین اے چشم تر اُٹھا رکھنا زرا جو تھم گئے آنسو تو کرکری ہوگی

اصلاح ۔ جھپک نہ جائے مری آنکھ ابر تر سے کہین زرا جو تھم گئے آنسو بری ہنسی ہوگی

ابر تر سے آنکھ کا تقابل مزہ دے گیا۔ مصرع ثانی مین بجائے "کرکری" کے "ہنسی" خصوصاً رونے کے مقابلہ پر کس قدر پُر لطف ہے۔

کوثر ۔ خدنگِ ناز کے ٹھہرے دل و جگر طالب جو تیر آئیگا کیا کیا کشاکشی ہوگی

اصلاح ۔ خدنگِ ناز کے طالب ہین دل جگر دونون بڑے مزے کی کشاکش مین دل لگی ہوگی

اصلاح سے پہلا مصرع صاف ہوگیا دوسرے مصرع مین کوثر صاحب کہہ گئے تھے "جو تیر آئیگا کیا کیا کشاکشی ہوگی" خدنگ ناز جب پہلے مصرع مین موجود ہی تو تیر کا ذکر بیکار ہی اسلیئے یہ مصرع نہایت عمدہ بنایا گیا کہ "بڑے مزے کی کشاکش مین دل لگی ہوگی" "دل لگی" کے لفظ نے اِس شعر کو اور دل آویز کر دیا۔

کوثر ۔ کبھی تو بیٹھینگے زانو دبا کے خلوت مین وہ دن بھی آئیگا نسے کھُلی ملی ہوگی

اصلاح ؎ کبھی تو پیچ سے اُٹھے گا شرم کا پردہ کبھی تو اُنکی مری بے تکلفی ہوگی

مضمون وہی ہی مگر اُستاد نے اپنے الفاظ مین کس حُسن سے نظم کر دیا۔

کوثر ؎ مری طرح مری شمعِ لحد بھی روتی ہی تمام عمر مین شاید کبھی ہنسی ہوگی

اصلاح ؎ مری۔ الخ۔ مجھے تو یاد نہین ہی کبھی ہنسی ہوگی

پہلے سے اَب شعر مین کس قدر ترقی پیدا ہوئی۔

کوثر ؎ ہماری ہاتھون نے لُوٹی ہی وصل کی دولت ضرور شرم و حیا اُنکی کوستی ہوگی

اصلاح ؎ شرارتون سے جلایا ہی وصل میں اُسکو ضرور اُن کی حیا ہم کو کوستی ہوگی

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین معنویت پیدا ہوگئی دوسرے مصرع مین شرم و حیا قریب المعنی ہین صرف حیا کافی ہی "ہمکو کوستی ہوگی" اِس ٹکڑے سے شعر مین صفائی پیدا ہوگئی۔

کوثر ؎ نہوگا گوشۂ دل مہمان سے خالی سدھاریگا جو الم غم کی چھاؤنی ہوگی

اصلاح ؎ نہوگا گوشۂ الخ سدھاریگی جو خوشی غم کی چھاؤنی ہوگی

دوسرے مصرع مین "سدھاریگا جو الم" کے بجائے "سدھاریگی جو خوشی" کس قدر فصیح ہی الم کا استعمال اِس موقع پر اچھا نہ تھا خوشی ہی کا محل اچھا معلوم ہوتا ہی۔

کوثر ؎ یاس و حسرت درد و غم رنج و الم اے فلک اتنی مصیبت ایکدم کیواسطے

اصلاح ؎ یاس و حسرت الخ اے فلک اتنے مصائب ایکدم کیواسطے

دوسرے مصرع مین بجائے "اتنی مصیبت" کے "اتنے مصائب" بنایا جس سے پہلے مصرع کا صحیح مفہوم ادا ہوگیا کیونکہ پہلے مصرع مین یاس و حسرت درد و غم وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہی۔

کوثر ؎ جسقدر تقدیر مین ہی وہ پہنچتا ہی ضرور سعی لاحاصل تلاش بیش و کم کیواسطے

اصلاح ؎ جسقدر الخ سعی لاحاصل ہی رزقِ بیش و کم کیواسطے

دوسرے مصرع مین "تلاش" کا لفظ زائد تھا۔ اسلیئے اُستاد نے بجائے اُسکے "رزق"

کا لفظ بنا کر شعر کو درست کر دیا۔

کوثر ؎ اقرارِ وصل پر وہ ڈھٹائی سے کہتے ہین — سوہان روح ہو گیا اقرار کیا ہوا
اصلاح ؎ جب عہدِ وصل یاد دلاتا ہون مین اُنھین — کہتے ہین مری چڑ ہوئی اقرار کیا ہوا

ظاہر ہی کہ اِس اصلاح سے شعر مین ایک حُسن پیدا ہو گیا دوسرے مصرع مین "سوہان روح" معشوق کے لیئے اچھا نہ تھا۔ چڑ کا لفظ اس موقع کے لیئے خاص طور سے موزون ہی

کوثر ؎ کِسکی خدنگِ ناز نے گھائل کیا تجھے — ہر دم کراہتا ہی دلِ زار کیا ہوا
اصلاح ؎ کِسکی خدنگ الخ — کیون تو کراہتا ہی دلِ زار کیا ہوا

اصلاح سے اثبات ردیف کا لطف دو بالا ہو گیا۔

کوثر ؎ نظارۂ جمال سے غش کھا کے گر پڑے — تم کو خبر نہین سرِ دربار کیا ہوا
اصلاح ؎ موسیٰ نقاب اُٹھتے ہی غش کھا کے گر پڑے — پوچھا تو ہوتا طالبِ دیدار کیا ہوا

اصل شعر بہت اُلجھا ہوا تھا۔ کون غش کھا کے گر پڑا اس کا پتا نہ تھا۔ اِس اصلاح سے پہلا مصرع بہت صاف ہو گیا اور دوسرے مصرع نے تو قیامت ہی ڈھا دی "پوچھا تو ہوتا طالبِ دیدار کیا ہوا" اب یہ شعر زمین سے آسمان پر پہنچ گیا

کوثر ؎ آنکھوں سے مثلِ باغِ ارم چھپ گیا ہو — کھُلتا نہین ہی آج درِ یار کیا ہوا
اصلاح ؎ خلوت ہی کس سے لاؤ تو خبر اے نگاہِ شوق — کھُلتا نہین جو آج درِ یار کیا ہوا

پہلے مصرع پر جو اصلاح دیگئی ہی اُسکا حُسن ذرا اہل نظر دیکھین نگاہِ شوق کی رسائی کہانتک دکھائی گئی۔ نگاہِ شوق کو اساتذہ نے یہانتک تو کہا ہی آتش مرحوم فرماتے ہین "نگاہِ شوق رخنہ کرتی ہی دیوار آہن مین" دوسرے مصرع مین "جو" کے لفظ سے ردیف نے کیا لطف دیا۔ اللہ اللہ کیا اصلاح دی۔

کوثر ؎ چسکا پڑی شراب کا واعظ کو تو کہون — بندہ نواز برسونکا انکار کیا ہوا
اصلاح ؎ توبہ کیطرح ٹوٹ پڑے مے پہ شیخ جی — وہ اتقا کا پاس وہ انکار کیا ہوا

صلاح مین پہلے مصرع کی بلاغت ملاحظہ ہو "تو بہ کیطرح شیخ کا مے پر ٹوٹ پڑنا" اِس ٹکڑے کی کیا تعریف ہو معنوی خوبیان کسقدر پیدا ہوگئین۔ دوسرا مصرع بھی خوب بنایا گیا اب باہمی دونون مصرعون مین کسقدر ربط پیدا ہوگیا۔

کوثر ۔ ہم گڑ چکے زمین مین تو آئے وہ پوچھنے ہردم کراہتا تھا جو بیمار کیسا ہوا

صلاح ۔ جب دم نکل چکا تو کہا اُس مسیح نے اب کیون کراہتا نہین بیمار کیا ہوا

صلاح سے شعر مین ترقی ہی نہین ہوئی بلکہ مصرعۂ ثانی مین جان پڑ گئی "کیا ہوا" اب اِس ردیف نے کیا لُطف دیا۔ اِئے اب کیون کراہتا نہین بیمار کیا۔

کوثر ۔ بادہ کشی کی تاک مین ہے رندِ مے فروش زاہد سے پوچھو خرقہ و دستار کیا ہوا

صلاح ۔ کیا کر دیا لباس تقدس بھی رہن مے زاہد سے پوچھو جبّہ و دستار کیا ہوا

پہلے مصرع مین "لباس تقدس" کا ٹکڑا اِس شعر کے لئے خلعت فاخرہ بنگیا اور مصرع ثانی مین بجائے "خرقہ" کے "جبّہ" لباس تقدس کا کافی ثبوت بنکر شعر کو کتنا دلاویز کر رہا ہی۔ ایک نازک بات یہ ہی کہ خرقہ کے ساتھ جو دستار ہی اُسکے ساتھ فعل تذکیری یعنی "کیا ہوا" کانون کو بھلا نہین معلوم ہوتا۔ اور جبّہ کے ساتھ لفظ دستار اِسقدر لپٹا ہوا ہی کہ گویا پورا ٹکڑا بحالت تذکیر ہوگیا یہ ایک عجیب و غریب اصلاح ہی جس کا لطف ہر ایک نہین اُٹھا سکتا۔

کوثر ۔ نگاہ مہر سے وہ وصل کا انکار کرتے ہین یہی میٹھی چھُری عاشق کے حق مین زہر قاتل ہی

صلاح ۔ نگاہِ لطف اُنکی دیکھکر کہتا ہی دل مجھ سے یہی میٹھی چھُری۔ الخ

اصل مصرع مین نگاہِ مہر سے انکار وصل کرنا ایک ناممکن امر تھا کیونکہ جب انکار تو پھر مہربانی کہان رہی اب صلاح سے یہ نقص رفع اور حُسن پیدا ہوگیا نگاہِ لطف کو پہلے میٹھی چھُری کہا اور پھر اُسی کو زہر قاتل بنایا۔ اِن دونون کا ثبوت پہلے مصرع سے ثابت کر دیا گیا کیونکہ نگاہِ لطف اُن کی دیکھکر کہتا ہی دل میرا۔ دل کا کہنا بھی

مزے کی بات ہی دیکھنے والے دیکھین اور ایسی اصلاحون سے سبق حاصل کرین۔

کوثر — تھکے ماندے مسافر قافلہ چھوٹا کمر ٹوٹی ۔ گھٹا گھنگھور اندھیری رات کالے کوسون منزل ہی

اصلاح — تھکا ماندا مسافر راہ گیسو مین مرا دل ہی ۔ گھٹا گھنگھور۔ الخ

مصرع ثانی کی مناسبت سے "راہ گیسو" بنا کر مطلع کر دیا گیا اب گھٹا گھنگھور اور کالی رات دونون سے مناسبت پیدا ہو گئی۔ اور یہ کمزوری بھی رفع ہو گئی کہ جب کمر ہی ٹوٹ گئی تو ماندگی کا اظہار کیا۔

کوثر — فنون ساحری مین سامری شاگرد خاص اسکا ۔ لگاوٹ مین وہ چشم فتنہ زا استاد کامل ہی

اصلاح — فنون ساحری۔ الخ ۔ فسونسازی مین چشم فتنہ زا استاد کامل ہی

مصرع ثانی مین "لگاوٹ" کا یہ محل نہ تھا "فسونسازی" سے مضمون مصرعۂ ثانی کا ثبوت قوی ہو گیا۔

کوثر — کہین خود قیس بنکر نالہ و فریاد کرتا ہی ۔ پہنکر حسن کا جامہ کہین لیلی محمل ہی

اصلاح — کہین ہوتا ہی سرگرم فغان قیس حزین بنکر ۔ پہن کر۔ الخ۔

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین سلاست پیدا ہو گئی اور دونون مصرع برابر کے ہو گئے۔

کوثر — بشکل وامق محزون کبھی دل تنگ و نالان ہے، ۔ برنگ عارض عذرا کبھی وہ زیب محفل ہی

اصلاح — بشکل وامق نالان کبھی ہوتا ہی فریادی ۔ برنگ عارض۔ الخ

اس اصلاح سے شعر مین سلاست پیدا ہو گئی۔

کوثر — چھپانا راز الفت تاڑنیوالون سے مشکل ہی ۔ گواہ درد فرقت خود مری بیتابی دل ہی

اصلاح — چھپانا۔ الخ ۔ گواہ درد الفت خود مری بیتابی دل ہی

دوسرے مصرع مین بجائے "فرقت" کے استاد کامل نے "الفت" کا لفظ ایسا ترقی خیز رکھ دیا کہ جس کے مزے کچھ دل ہی اٹھاتا ہی۔ چونکہ پہلے مصرع مین راز الفت کا ذکر ہی اسلیے دوسرے مصرع مین بھی درد الفت ہی کو گواہ بیتابی دل بنایا۔

کوثرؔ ؎ ایمان سمجھ کے مصحفِ رُخ کو لیا جو چوم　　　انصاف کیجئے مین گنہگار کیا ہوا
اصلاح ؎ قرآن سمجھ کے بوسۂ عارض اگر لیا　　　انصاف کیجئے۔ الخ۔

پہلے مصرع مین ”مصحف رُخ“ کے بجائے ”عارض“ اور ”ایمان“ کی بجائے ”قرآن“ کیا خوب بنایا۔

مولوی برکت اللہ صاحب رضاؔ فرنگی محلی لکھنوی۔

رضاؔ ؎ ہر گلی کوچے ترے ظلم کا شہرا ہوگا　　　ایسا قاتل تو مری قتل سے رسوا ہوگا
اصلاح ؎ اُنگلیان اُٹھینگی وہ شہر مین شہرا ہوگا　　　ایسا قاتل الخ

جناب رضاؔ کا پہلا مصرع زرا سُست تھا ”اُنگلیان اُٹھینگی وہ شہر مین شہرا ہوگا“ اس سے صفائی اور روانی پیدا ہو گئی۔

حکیم محمد افتخار علی صاحب جگرؔ بسوانی۔

جگرؔ ؎ خوش نصیبی ہی جو لبریز ہوا ساغرِ عمر　　　لب بلب ہوتے ہی ساقی تری پیمانے سے
اصلاح ؎ خوش نصیبی الخ۔　　　لب بلب ہو کے چھلکتے ہوئے پیمانے سے

پہلے مصرع مین ہی ”لبریز ہوا ساغرِ عمر“ اس مناسبت سے چھلکتے ہوئے پیمانے سے کیا خوب بنایا۔

جگرؔ ؎ کسی بت کے یہ خستہ حالو نمین ہی　　　جگر ہی تو اللہ والو نمین ہے
اصلاح ؎ کسی بت کے آشفتہ حالو نمین ہی　　　جگر ہی الخ

پہلے مصرع مین بجائے ”خستہ حالون“ کے ”آشفتہ حالون“ بنایا ایک لفظ کے بدلنے سے مطلع مین کتنی ترقی پیدا ہو گئی ”یہ“ کا لفظ بھی پہلے مصرع مین بلا ضرورت تھا کیونکہ دوسرے مصرع مین ”جگر ہی تو اللہ والون مین ہی“ کہا گیا ہی اس اصلاح سے یہ نقص بھی رفع ہو گیا ہے۔

جگرؔ ؎ تمھارے سامنے تو ہم انگوٹھی پہنے لیتے ہین　　　ہمین فرقت مین یہ ظالم نشانی مار ڈالیگی
اصلاح ؎ تمھارے۔ الخ　　　مگر فرقت مین یہ ظالم نشانی مار ڈالیگی

پہلے مصرع مین جب ہم کا لفظ موجود ہی تو دوسرے مصرع مین "ہمین" حشو تھا بجائے اُسکے حضرت نے "مگر" بناکر مصرع کو چُست کر دیا اب اِس اصلاح سے حشو کا نقص بھی رفع ہو گیا

جگر ۔ جاگا ہو نین تو پوچھ رہا ہون ہر ایک سے — جو ہمکنار خواب مین تھی وہ کدھر گئی

اصلاح ۔ چونکا ہو نین تو پوچھ رہا ہون ہر ایک سے — جو ہمکنار الخ

خواب دیکھکر انسان چونک پڑتا ہی۔ اِس محل پر بجائے "جاگا" کے "چونکا" ہی نہایت موزون ہے۔

جگر ۔ اُٹھنے کو روز حشر اُٹھے میری آہ سے — او سونیوالے تو نہ اُٹھا خوابگاہ سے

اصلاح ۔ اُٹھنے کو لاکھ حشر اُٹھے میری آہ سے — او سونیوالے ۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "روز" کے "لاکھ" بنایا جس سے شعر مین کسقدر زور پیدا ہو گیا۔

جگر ۔ کیون دیکھتے ہو سوے فلک وہم ہی مجھے — بجلی چُرا نہ لے کہین شوخی نگاہ سے

اصلاح ۔ کیون دیکھتے ہو سوئے فلک مُسکرا کے تم — بجلی چُرا ۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "وہم ہی مجھے" کے "مُسکرا کے تم بنایا" "مُسکرانے سے اُستاد عدیم النظیر حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ نے ایک نئی بجلی بنا دی جو جناب جگر کے وہم مین بھی نہ تھی۔ اور پھر دوسرے مصرع "مین بجلی چُرا نہ لے کہین شوخی نگاہ سے ۔ اللہ اللہ "مُسکرا کے تم" اِس ٹکڑے سے دو بجلیون کا تصادم کیا قیامت ڈھا رہا ہی واقعی ایسی ہی اصلاحین خدائے سخن منشی امیر احمد امیر مینائیؒ کی اُستادی اور کمال فن کا پتا دیتی ہین۔

جناب ضمیر حسن خان صاحب دلؔ شاہجہان پوری۔

دلؔ ۔ دلِ صد چاک مین دیکھا رُخِ روشن اُنکا — ہمنے نظارہ کیا ہی پسِ چلمن اُنکا

اصلاح ۔ دلِ صد چاک مین دیکھا الخ — ہمنے نظارہ کیا ڈالکے چلمن اُنکا

چلمن ہندی۔ ترکیب فارسی کی متحمل نہ تھی۔ اسلئے دوسرا مصرع بدلا گیا "ہی" بھی زائد تھا۔

دل ۔ جسکی قسمت مین لکھی ہو وہ نہین مٹ سکتی بل نکلجائے تری زلف کا ممکن ہی نہین

صلاح ۔ جسکی خلقت مین لکھی ہو وہ نہین مٹ سکتی بل نکل جائے الخ

پہلے مصرع مین بجائے "قسمت" کے اُستاد نے "خلقت" بنا کر شعر مین ترقی پیدا کر دی۔ اس موقع پر "خلقت" ہی نہایت موزون تھا۔

دل ۔ جان و دل ناز کو نہ دین گے ہم مستحق نصف کی ادا بھی ہے

صلاح ۔ جان و دل دونون دو نہ غمزے کو مستحق نصف الخ۔

پہلے مصرع مین اصلاح سے صفائی پیدا ہو گئی لطف بیان بڑھ گیا معشوق کو مخاطب کرنا مزہ دے گیا۔

دل ۔ دل کی اُمید بر نہین آتی موت آتی نظر نہین آتی

صلاح ۔ دل کی الخ ہم کو آتی نظر نہین آتی

ہمکو آتی نظر نہین آتی۔ اس تکرار نے شعر مین ترقی پیدا کر دی۔

دل ۔ قیس پہنچا ہے دور ناقہ سوار گرد بھی اب نظر نہین آتی

صلاح ۔ قیس کیا دیکھتا ہی ناقے کو گرد بھی۔ الخ

اصل مصرع زرا اُلجھا ہوا تھا اسلوب بیان بھی اچھا نہ تھا اب اس مصرع سے "قیس کیا دیکھتا ہی ناقے کو" شعر مین صفائی اور روانی پیدا ہو گئی دوسرا مصرع گویا اسی مصرع کا محتاج تھا

دل ۔ مجھ سے بیمار پر یہ ظلم و ستم تجکو اے چارہ گر نہین آتی

صلاح ۔ مجھ سے بیمار پر یہ ظلم افسوس تجکو اے الخ

پہلے مصرع مین بجائے "ستم" کے "افسوس" بنایا جس سے معنوی خوبیان ترقی کر گئین

دل ۔ نکلجائین گے اسطرح میرے ارمان کوئی آہ بن کر کوئی جان ہین کر

صلاح ۔ نکلجائین گے رفتہ رفتہ سب ارمان کوئی آہ۔ الخ

"رفتہ رفتہ سب ارمان" یہ ٹکڑا اُستاد انہ رکھدیا۔ "اسطرح میرے ارمان" مین

یہ بات کہاں مطلب یہ کہ دل میں ارمانوں کی کثرت ہی رفتہ رفتہ سب نکل جائیں گے کوئی آہ بن کر کوئی جان بنکر۔

دل ۔ یہ داغ کہتا ہی میں بھی ہوں کوئی چیز ضرور ۔ جو دلمیں رکھتے ہیں عاشق چھپا چھپا کے مجھے

اصلاح ۔ یہ درد کہتا ہی میں بھی ہوں کوئی چیز ضرور ۔ جو دل میں الخ

بجائے "داغ" کے مصرعۂ اولی میں "درد" بنایا داغ سے سوا درد کو چھپنے سے مناسبت ہے اور ایک عجیب عاشقانہ انداز ہے۔

دل ۔ آبلوں کو پھوٹنے کا شوق ہے ۔ ٹوٹتے رہتے ہیں نوکِ خار پر

اصلاح ۔ آبلوں کو الخ ۔ ٹوٹ کر گرتے ہیں نوکِ خار پر

دوسرے مصرع میں بجائے "ٹوٹتے رہتے ہیں" کے "ٹوٹ کر گرتے ہیں" بنایا ٹوٹ کر گرنا ایک محاورہ ہی اس اصلاح سے شعر کی روانی بھی بڑھ گئی اور ایک محاورہ بھی نظم ہو گیا۔

دل ۔ شمع تھی بالیں پہ وہ بھی ہی خموش ۔ کون روتا ہے ترے بیمار پر

اصلاح ۔ شمع تھی۔ الخ ۔ کون اب روئے ترے بیمار پر

"اب روئے" نے شعر میں جان ڈال دی "کون روتا ہی" اسکے معنی کچھ اور تھے اور "کون اب روئے ترے بیمار پر" اسکے معنی روشن ہیں مطلب یہ کہ شمع بھی بالیں پہ خاموش یعنی بجھی ہوئی ہی اب کون ترے بیمار پر روئے اس اصلاح سے شعر میں بے تکلفی اور بیساختگی پیدا ہو گئی۔

دل ۔ میخانے میں واعظ نے جو توڑے خم و ساغر ۔ شیشہ کیطرح دل بھی مرا ٹوٹ گیا ہی

اصلاح ۔ میخانے میں واعظ نے جو پٹکا ہی زمیں پر ۔ شیشہ کی۔ الخ

پہلے مصرع میں بجائے "خم و ساغر" کے "پٹکا ہے زمیں پر" بنایا توڑنے اور پٹکنے کا نازک فرق اس اصلاح میں دکھایا گیا ہی۔ جسے اہل مذاق ہی خوب سمجھ سکتے ہیں۔ چونکہ مصرعۂ ثانی میں "شیشہ کیطرح" موجود ہی اسلیئے "پٹکا ہے زمیں پر" اسکی ضمیر شیشہ

کی طرف راجع ہی - ان اصلاحون مین جسقدر نزاکتین ہین اُن کے سمجھنے کے لیئے ناظرین کرام اپنی نکتہ نوازی اور نکتہ سنجی کو بھی لازمی سمجھین اگر مولف سے کوئی نکتہ رہ جائے تو خود غور فرمائین -

دل ؎ جو کچھ تھا یہان پہلے ہی وہ لیگیا غمزہ
اِک جان ہی باقی تھی تو وہ نذر ادا ہی

اصلاح ؎ جو کچھ - الخ
اِک جان ہی باقی تھی وہ اب نذر ادا ہی

دوسرے مصرع مین "تھی تو وہ" کے بجائے "تھی وہ اب" بنایا جس سے مصرع ثانی مین جو رکاکت تھی جاتی رہی -

جناب سید تصدق حسین صاحب قرار شاہجہانپوری -

قرار ؎ دل جل بجھا ہی سوز تپ غم عیان نہین
یارب یہ کیسی آگ ہی جسمین دھوان نہین

اصلاح ؎ دل جل بجھا ہی الخ
کس غضب کی آگ ہی جسمین دھوان نہین

دوسرے مصرع کی ترمیم سے کتنی ترقی پیدا ہوگئی - آگ کے لیئے "کس غضب کی" کہنا آتش بیانی کی دلیل ہے -

قرار ؎ بیحد دبا رہے ہین ہمین تختۂ لحد
ہم جانتے ہین نہ زمین پر آسمان نہین

اصلاح ؎ کیا کیا دبا رہے ہین ہمین تختۂ لحد
ہم جانتے ہین الخ

پہلے مصرع مین بجائے "بیحد" کے "کیا کیا" بنایا اِس ایک لفظ کے بدل دینے سے شعر مین کتنی ترقی پیدا ہوگئی -

قرار ؎ تری ناوک دلانے یہ نہ کہہ کچھ خطا کی
جو ہی دلنشین عاشق وہ جگر کے پار ہوتا

اصلاح ؎ تری ناوک دانے یہ نہ کہہ کہ کچھ کمی کی
جو ہے - الخ

پہلے مصرع مین بجائے "خطا" کے "کمی" بنایا اِس "کمی" نے قوت جذب دل کا اظہار کردیا - یعنی باوجود اسکے کہ ترے ناوک ادانے کوئی کمی نہین کی مگر یہ جذب دل کا اثر تھا کہ وہ جگر کے پار نہ ہوسکا -

قرار ۔ حلق پر خنجر وہ پھیرین گے قرار یون تری حسرت نکالی جائیگی

اصلاح ۔ حلق پر الخ دل کی حسرت یون نکالی جائیگی

دوسرے مصرع مین بجائے "یون تری" کے "دل کی" بنایا حسرت کا تعلق دل سے ہے اسلئے دوسرا مصرع بدلا گیا۔

قرار ۔ جان کر زلف پریزاد کا مائل مجکو چھوڑے بیٹھے ہین اسیرانِ سلاسل مجکو

اصلاح ۔ جان کر گیسوئے پرپیچ کا مائل مجکو گھیرے بیٹھے ہین اسیرانِ سلاسل مجکو

اصل شعر کسی قدر اُلجھا ہوا تھا "زلف پریزاد" کے بجائے پہلے مصرع مین "گیسوئے پُرپیچ" بنایا۔ اب پہلے مصرع مین زلف پُرپیچ مشبہ اور دوسرے مصرع مین سلاسل مشبہ بہ ہے اور بجائے "چھوڑے بیٹھے" کے "گھیرے بیٹھے ہین" یہ ٹکڑا بھی زلف پرپیچ سے کس قدر لپٹا ہوا ہی اب اِس شعر کی صفائی اور روانی کا کیا کہنا۔

قرار ۔ ٹپکتا ہے نگاہِ شرمگین سے اُٹھائیگی کوئی فتنہ زمین سے

اصلاح ۔ ٹپکتا ہے اُٹھیگا اب کوئی فتنہ زمین سے

دوسرے مصرع مین "اُٹھائیگی" کے بجائے "اُٹھیگا اب" بنایا جس سے بیان و ترکیب زرا صاف ہوگئی۔

قرار ۔ احباب چارہ ساز بنے ہین شبِ فراق تبدیل ہو نہ صورتِ زخمِ جگر کہین

اصلاح ۔ ہمدرد چارہ ساز بنے ہین شبِ فراق تبدیل ہو۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "احباب" کے "ہمدرد" بنایا کیونکہ صورت زخم جگر کی تبدیلی جو عاشق کو گوارا نہین ہی اِسی صورت مین زیادہ ہوتی ہی جبکہ ہمدرد چارہ ساز بن جائین۔ یا چارہ ساز ہمدرد ہو جائین۔ ہمدردی ایک ایسی صفت ہی جسمین احتمال تبدیلی زخم جگر بہ نسبت احباب کے زیادہ ہی عجیب و نازک اصلاح ہے

مکرمی ضمیر حسن خان صاحب دلؔ شاہجہانپوری بیان فرماتے ہین کہ حضرت

شاہ حافظ احمد حسن صاحب احمد مرحوم شاہجہانپوری نے ایک مرتبہ میرے ذریعہ سے کچھ اپنا کلام حضرت کی خدمت میں بھیجا جسمیں ایک مسدس اُردو سر مد شاہ کی فارسی غزل پر تھا۔ اُس مسدس کا ایک بند یہ تھا۔

سحر ہے اُن کی نگاہِ شرمگین جو ہوئی غارت گر ایمان و دین
شعلۂ حُسنِ نگار نازنین سوخت بیوجہم تماشا را ببین
کشت بیجرم مسیحا را ببین

ان مصرعوں کو مولانا خیال اور جناب احسان شاہجہانپوری نے بھی سُنا تھا اور بیحد داد دی تھی مگر جب منشی صاحب قبلہ کی نظر سے یہ مسدس گزرا آپنے جو نوٹ اس پر تحریر فرمایا وہ دیکھنے کی چیز ہے ایسی نازک بات بتائی کہ خیال اور احسان کے ذہن میں بھی نہ آئی آپنے تحریر فرمایا کہ اِس مطلع میں قافیہ تماشا و مسیحا اور ردیف "را ببین" ہے۔ پس ایسی حالت میں اگر اس مطلع پر اُردو کے مصرعے لگائے جائیں گے تو فارسی کے مطلع میں ایطا کا عیب پیدا ہو جائیگا۔ جناب خیال مرحوم نے منشی صاحب قبلہ کا نوٹ دیکھکر کہا کہ واقعی جائے اُستاد خالی است۔

جناب لطافت مرحوم خلف امانت مرحوم

جناب عباس حسین صاحب فصاحت لکھنوی سے

وہ گھر میں اپنے بیٹھے ہیں عاشق پہ تنگ ہے اے چرخ دیکھ جور و جفا کا یہ ڈھنگ ہے

اصلاح ــ وہ گھر میں جھکے بیٹھے ہیں عاشق پہ تنگ ہے اے چرخ سیکھ جور و جفا کا یہ ڈھنگ ہے

جناب لطافت نے پہلے مصرع میں بجائے "اپنے" کے "جھکے" بنایا اور دوسرے مصرع میں بجائے "دیکھ" کے "سیکھ" بناکر مطلع کو نہایت دلفریب کر دیا۔ "وہ گھر میں جھکے بیٹھے ہیں" واہ کیا انداز بیان ہے جھکے بیٹھنا و اظہار رد شنی اُن کا ہی اُس پر طرہ۔ اے چرخ سیکھ اِس ٹکڑے نے مطلع کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا۔ سبحان اللہ۔

نوٹ۔ بجائے "پہ تنگ" کے "سے تنگ" مستعمل ہے جو کہ فصیح تر ہے۔ (مولف)

منشی محمد اسمٰعیل منیر شکوہ آبادی

قبل اسکے کہ ہم اپنے محترم دوست عالیجناب سید محمد نوح صاحب شہیر تعلقدار و آنریری مجسٹریٹ مچھلی شہری کے کلام پر حضرت منیر کی اصلاحیں درج کریں۔ اُن کا گرامی نامہ بجنسہ نقل کئے دیتے ہیں اسمیں بھی کچھ نہ کچھ کام کی باتیں ناظرین کو مل ہی جائیں گی۔ گو "مشاطۂ سخن" "مرقع ادب" نہیں کہ اسمیں خطوط بھی درج کیئے جائیں مگر اس خط میں اصلاح ہی کے متعلق چند سطریں لکھی گئی ہیں۔ اسلیئے اس خط کا درج کرنا مولف کے خیال میں ضروری ہے۔

خط

مچھلی شہر ۲۶۔ اگست ۱۹۱۷ء

دل گم گشتہ مرا آج اُسے کیا یاد آیا ٭ ٹوہ لینے جو اِدھر ناوکِ بیداد آیا

نہ جگر سینے میں باقی ہے نہ دل پہلو میں ٭ اب میں تیر نظر یار کو کیوں یاد آیا

کرم گستر صفدر۔ کارڈ بعد مدت آیا اتنی ہی یاد فرمائی کا شکریہ۔ اصلاح اساتذہ کا بصورت کتاب شائع کرنا آپ کی حُسن ایجاد و ذہن نقّاد کا نتیجہ ہے۔ عمدہ تجویز ہے۔ دنیائے ادب میں یہ پہلی کتاب ہو گی۔

جناب اُستادی اعلی اللہ مقامہ کے خطوط و مسودہ اصلاحی اب موجود نہیں زمانہ اصلاح کو چالیس برس سے زیادہ گزرا۔ زبانی کہاں تک یاد رہ سکتا ہے پھر بھی جو اسوقت قید حافظہ میں ہے اُسے لکھتا ہوں۔

غزل پر اصلاح بہت کم ہوئی یا کم ہوتی تھی اسے یقینی یاد رکھیئے کہ ایام شاگردی میں زیادہ سے زیادہ شاید میری دس غزلوں پر اصلاح کی نوبت آئی تھی۔ ہاں فن کے متعلق روزانہ کتابت فنِ آموزگاری قواعد وغیرہ وغیرہ کی ہدایتیں اور تعلیمیں جاری

رہتی تھین۔ یہ اُنھین مرحوم کا فیض فنِ آموزی ہی کہ زمرۂ شعرا مین میرا بھی نام داخل کیا جاتا ہی۔ صدہا ترکات و قیود پر جناب مرحوم کی جلیسی جامعیت و ہمہ گوئی بھی محتاج بیان نہین۔ اصلاح کا طریقہ یہ تھا کہ معمولی کہنے والون کو شرف شاگردی بھی حاصل نہین ہو سکتا تھا۔ ہان جو خوش گو تھے۔ اُنھین بھی ابتدا غزل کا اصل مسودہ واپس نہ جاتا تھا بلکہ اصلاحی اشعار اور عطیہ شعر علیحدہ کاغذ پر کسی سے صاف کرا کے بھجوا دیتے تھے جب اعتماد ہو جاتا تھا اور دیکھ لیتے تھے کہ اِس مین کچھ مادہ قابلیت آ گیا ہے تو اصلاح کم ہونے لگتی تھی اور اصل کاغذ پر اصلاح بھیجدی جاتی تھی۔

حقیر شہیر

شہیر ؎ شوخیٔ رفتار ناز لے فتنہ قامت دیکھنا ٹھوکرین کھاتی ہی اُٹھنے پر قیامت دیکھنا

اصلاح ؎ رتبۂ حُسنِ خرام اے فتنہ قامت دیکھنا دیتی ہی تعظیم اُٹھ اُٹھ کر قیامت دیکھنا

"رتبۂ حُسن خرام" نے جو آفت ڈھائی اور مطلع کو بلند کیا وہ شوخیٔ رفتار ناز مین کہان اور پھر دوسرے مصرع مین دیتی ہی تعظیم اُٹھ اُٹھ کر قیامت دیکھنا اللہ رے رُتبہ حسن خرام جسکی تعظیم اُٹھ اُٹھ کر قیامت دے رہی ہے۔

شہیر ؎ وہ محبت سے کسیکا وقت رخصت دیکھنا وہ مرا پھر اکے مُنھ با چشم حسرت دیکھنا

اصلاح ؎ وہ لگاوٹ سے کسیکا وقت رخصت دیکھنا وہ مرا سوئے فلک لے چشم حسرت دیکھنا

پہلے مصرع مین بجائے "محبت" کے "لگاوٹ" کا لفظ کتنا برمحل ہی محبت کی نظر اور لگاوٹ کی نظر مین جو نازک فرق ہی وہ کچھ اہل مذاق ہی جانتے ہین۔ دوسرے مصرع مین "وہ مرا سوئے فلک لے چشم حسرت دیکھنا" کیسے مزے کی بات ہی۔ ادھر کسی کا وقت رخصت لگاوٹ کی نظر سے دیکھنا۔ اور مرا سوئے فلک دیکھنا ایسا منظر ہی جو بالعموم محبت بھری نگاہون سے گزر چکا ہوگا اور پھر چشم حسرت کو مخاطب کرنا بھی ایک لطیف خیال ہی۔ مولف کی رائے ناقص مین ایک اور خوبی اِس

اصلاح سے پیدا ہوگئی وہ یہ کہ جب معشوق نے نگاہِ محبت سے دیکھا تو صدمہ کم ہونا چاہیئے یعنی صرف رخصت کا رنج اب لگاوٹ نے حسرت و اندوہ سے معمور کر دیا اصلاح اسی کا نام ہے)

شعر ؎ ہنستے ہیں غیر دنسے ہیں وہ مجکو جلانیکیلئے ۔ یار و ہیں برق تبسم کی شرارت دیکھنا
اصلاح ؎ گر میاں غیر دنسے ہیں میرے جلانیکیلئے ۔ یار کے برقِ تبسم کی شرارت دیکھنا

پہلا مصرع سست تھا مگر اب "گر میاں غیر دنسے ہیں" اس ٹکڑے نے جلانے کا ثبوت دیدیا اسکے علاوہ ایک محاورہ بھی نظم ہوگیا دوسرے مصرع میں "یار" کا لفظ بے ضرورت سمجھکر کامل فن استاد نے "یار کے برق تبسم کی شرارت دیکھنا" بنا کر شعر کو پر لطف کر دیا۔

شعر ؎ قبر کو ٹھکراتے ہیں وہ ہائے جائے فاتحہ ۔ بعد مرن بھی ہے یہ مجھ سے کدورت دیکھنا
اصلاح ؎ فاتحہ کی جگہ ٹھکراتے ہیں وہ تربت مری ۔ بعد مرن بھی یہ ہے مجھ سے کدورت دیکھنا

اصلاح سے شعر میں سلاست اور روانی پیدا ہوگئی۔

شعر ؎ یہ کیا ممکن کسیکا طائرِ جان اس سے بچ جائے ۔ بچھایا تیغ قاتل نے بھی ایسا جال جوہر کا
اصلاح ؎ تلاش اس آب و دانے کی ہے سب طائرِ جانکو ۔ بچھاتی کیوں نہیں ہے تیغ قاتل جال جوہر کا

پہلے شعر معمولی تھا اب اس آب و دانے کے لطیف استعارے نے پہلے مصرع میں کیسی دلاویزی پیدا کر دی اور دوسرے مصرع میں بھی پہلے کے بہ نسبت صفائی اور روانی پیدا ہوگئی۔

شعر ؎ گلا کٹنے سے رہ جائے نہ آئے قاتل نزاکت سے ۔ مجھے ڈر ہے کہیں دم چڑھ نہ جائے تیرے خنجر کا
اصلاح ؎ گلے پر میرے پہلے ہی پہل چلتا ہے اے قاتل ۔ مجھے ڈر ہے الخ

پہلے مصرع کے بدلنے سے شعر میں جو نزاکت پیدا ہوگئی اسکی کیا تعریف ہو سکتی ہے پہلے ہی پہل خنجر قاتل کا گلے پر چلنا اسکا احتمال ہوتا ہے کہ کہیں اسکا دم چڑھ نہ جائے مطلب یہ کہ ابھی سے اے قاتل ترا خنجر سفاکی اور قتل میں مشاق نہیں ہے۔ اسلیئے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اسکا دم چڑھ نہ جائے۔ اللہ اللہ اتنی تکلیف بھی قاتل کے خنجر کی بسمل کو گوارا نہیں۔

اُستادانہ اصلاح ہے۔

شہیر ؎ جھانکنے پر عاشقوں کے خون تھے ہوتے مدام　　دیدۂ جلاد تیر اروزنِ دیوار ہے
اصلاح ؎ جھانکنے پر الخ　　دیدۂ مریخ تیر اروزنِ دیوار ہے

دوسرے مصرع مین بجائے "دیدۂ جلاد" کے "دیدۂ مریخ" کا ایسا اُستادانہ تکرار رکھدیا جس سے شان اُستادی ظاہر ہوتی ہے اب عاشقوں کے خون ہونیکا کافی ثبوت پیدا ہوگیا۔ گو دیدۂ جلاد سے بھی وہی مفہوم ادا ہوتا تھا مگر دیدۂ مریخ سے اور ترقی ہوگئی۔

شہیر ؎ پی پی دعائین دیتے ہین تیرے قتیل ناز　　آبِ حیات ہے تری خنجر کی دھار مین
اصلاح ؎ لب تشنگان ذبح کا کیونکر نہ ہو ہجوم　　آبِ سبیل ہے تری خنجر کی دھار مین

پہلے مصرع مین "پی پی" مین جو ثقالت تھی اُسے کس حُسن سے رفع کیا۔ لب تشنگان ذبح کا کیونکر نہ ہو ہجوم۔ اس سے بندش مین چُستی آگئی۔ معنوی خوبیان پیدا ہوگئین۔

شہیر ؎ نچوڑے جب نہا کر بال اُسنے میرے دلبر نے　　دکھایا ابر گیسو نے ترشح ابرِ گوہر کا
اصلاح ؎ عرق آلودہ ہے ایک ایک بال اُس حور پیکر کا　　دکھایا۔ الخ۔

پہلے مصرع مین "اداسے نچوڑنے" کی تخصیص بلاضرورت سمجھکر پہلوانِ سخن حضرتِ منیر نے مصرع بدلدیا۔ ظاہر ہے کہ اس اصلاح سے شعر کسی قدر صاف ہوگیا۔

شہیر ؎ نہین معلوم مرغِ نامہ بر پر کیا وہان گذری　　ہمارے آنسوؤن مین رنگ ہے خونِ کبوتر کا
اصلاح ؎ خبر پائی جو مرغِ نامہ بر کے ذبح ہونے کی　　ہمارے آنسوؤن۔ الخ

"مرغ نامہ بر کے ذبح ہونے سے" آنسوؤن مین رنگ خونِ کبوتر کا ہونا ثابت کردیا گیا گو یہی مفہوم جناب شہیر کے مصرع سے بھی پیدا ہوتا تھا مگر اصلاح سے صاف ہوگیا۔

شہیر ؎ فقیر عشق کو کیا اس سے بڑھکے حاجت ہے　　گلیم کہنہ پھٹا بوریا غنیمت ہے
اصلاح ؎ فقیر عشق۔ الخ۔　　چٹائی ٹوٹی پھٹی کملی بھی غنیمت ہے

مصرع ثانی مین ترمیم اسوجہ سے کی گئی کہ پھٹا بوریا خلاف محاورہ ہے۔ ٹوٹا یا شکستہ بوریا صحیح ہے۔

میر الطاف حسین صاحب ثریاؔ منشی منیر مرحوم کے ارشد تلامذہ مین تھے اور بڑے کُہن مشق اور نازک خیال شاعر تھے اِس شعر پر اِن کو بڑا ناز تھا ؎

پڑ رہے ہین دور سے پھندے کمندِ حُسن کے　　　خود بخود کچھ دل کھنچا جاتا ہی اپنا سوئے دوست

جسنے سُنا بیحد داد دی مگر جب اُستاد منیر مرحوم کے سامنے یہ شعر پڑھا آپنے اُسے یون بنایا ؎

پڑ رہے ہین دور سے پھندے کمندِ حُسن کے　　　خود بخود یا دل کھنچا جاتا ہی اپنا سوئے دوست

دوسرے مصرع مین بجائے "کچھ" کے اُستاد کامل نے "یا" کا لفظ رکھدیا کیونکہ لفظ کچھ سے شعر بے معنی ہوا جاتا ہی یعنی جب خود بخود دل کھنچتا ہی تو کمندِ حُسن کے پھندے بیکار ہوئے جاتے ہین۔ اسلیئے بجائے کچھ کے "یا" کا لفظ اُستاد نے ایسا معنی خیز رکھدیا کہ جسکی داد سوائے دل کے زبان کیا دیسکتی ہی۔ سبحان اللہ

جناب مولوی عبد الرحیم صاحب کلیمؔ لکھنوی ؎

بنائی کس لیئے مسجد قریب بتخانہ　　　ضرور نیتِ زاہد مین کچھ فتور آیا

اصلاح ؎ بنائی کس لیئے مسجد قریب میخانہ　　　ضرور نیتِ۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "بتخانہ" کے "میخانہ" بنایا جس سے فتور کے معنی کسقدر چسپان ہوگئے

کلیمؔ ؎ وہ حال ہی کہ جو لاکھو مین کہہ نہین سکتا　　　نہ پوچھ داورِ محشر گناہ کا باعث

اصلاح ؎ وہ راز ہی کہ جو لاکھو مین کہہ نہین سکتا　　　نہ پوچھ۔ الخ۔

پہلے مصرع مین بجائے "حال" کے "راز" بنایا جس سے شعر مین کتنی ترقی پیدا ہوگئی حال تو صورت سے بھی ظاہر ہو سکتا ہی مگر راز بغیر کہے نہین کھُل سکتا۔ عمدہ اصلاح ہے۔

کلیمؔ ؎ پیر مغان دکھائے کرامات کچھ اگر　　　بہنے لگے جہان مین دریا شراب کا

اصلاح ؎ ہو جائے نام کو جو تجھے شوق میکشی　　　بہنے لگے۔ الخ

پہلا مصرع خوب بنایا۔ کرامات پیر مغان معشوق کی شوق میکشی پر صدقے۔ اللہ اللہ

کلیمؔ ؎ زمین کوئے جانان کو پہنچکر آسمان پایا　　　مقابل مہر و مہ سے ہو گیا نقشِ قدم میرا

پہلا مصرع یون بنایا یقینی منزل مقصود پہ مین آکے پہنچا ہون جس سے صفائی پیدا ہوگئی۔

نواب فصیح الملک داغ دہلوی

اعلیٰ حضرت ہز ہائنس میر محبوب علی خان بہادر آصف سلطان دکن خلد آشیان کا مطلع تھا ؎

چہرے سے اُنکے رنگ جو ٹپکا عتاب کا ۔ کیا ہو چلا ہی رنگ گلابی نقاب کا

اصلاح ؎ چھپتا نہین چھپائے سے جبر اعتاب کا ۔ ہوتا چلا ہی رنگ گلابی نقاب کا

جس شان کا شاہانہ مطلع تھا اُسی مرتبہ کی اصلاح بھی دی اب اس مطلع کی تعریف مین زبان وقلم دونون قاصر ہین - اللہ - اللہ - چھپتا نہین چھپائے سے جبر اعتاب کا اور پھر اُسپر یہ قیامت "ہوتا چلا ہی" اِس اُستادانہ ٹکڑے کی داد کیا دی جاسکتی ہے۔ زمانہ کی قید نے اس مطلع کو آسمان پر پہنچا دیا ایسی اُستادانہ اصلاح دینا واقعی فصیح الملک حضرت داغ ہی ایسے کہنہ مشق اُستاد کا حصہ ہی۔ اصلاح کیا دی موتی پرو دیئے۔[1]

جناب سید علی احسن صاحب احسن مارہروی ؎

دیکھنے کے لیئے آیا ہی زمانہ اُسکو ۔ اک تماشا ہی مسافر بھی سفر سے پہلے

اصلاح ؎ دیکھنے کے لیے آتا ہی زمانہ اُسکو ۔ اک تماشا ہی - الخ

پہلے مصرع مین بجائے "آیا" کے "آتا" بنا دیا - احسن کے مصرع مین "آیا ہی" نے آنیوالو کی آمد کو ختم کر دیا تھا جس سے اگرچہ شعر کا مطلب پورا حاصل ہوتا ہی مگر کوئی خاص لطف نہ تھا اور "آتا ہی" سے آنے والون کی کوئی حد مقرر نہین ہوسکتی اور وہی تماشا عمدہ ہوتا ہی جس کے مشتاق بڑھتے چلے جائین ایک لفظ کے بدلنے سے شعر مین کس قدر لطف پیدا ہوگیا۔

[1] مولف کو یہ اصلاح مولوی محمد انعام اللہ خان صاحب عارف منصرم کمشنری لکھنؤ سے ملی۔ جنھون نے خود اپنے اُستاد داغ مرحوم سے سُنا تھا۔

احسن ؎ نہین اُٹھتین نہین ملتین نہین کھلتین آنکھین — شرم ہی نشہ ہی یا نیند تھین آئی ہی

اصلاح ؎ نہین کھلتین نہین اُٹھتین نہین ملتین آنکھین — شرم ہی۔ الخ

اس اصلاح سے شعر مین کسقدر بلاغت پیدا ہوگئی۔ احسن کے پہلے مصرع مین تینون باتین موجود تھین مگر ترتیب نہ تھی کھلنا مقدم ہی۔ اُسکے بعد اُٹھنا اور پھر ملنا۔ اس ترتیب سے واقعیت پیدا ہوگئی جو کہ پہلے نہ تھی۔

احسن ؎ کسی دن بیخودی مین جا پڑی تھی اُنکے سینے پر — بس اتنی سی خطا پر ہاتھ کچلے اُنسے پتھر سے

اصلاح ؎ کسی دن بیخودی مین جا پڑا تھا اُنکے سینے پر — بس اتنی سی خطا پر ہاتھ کچلا اُنسے پتھر سے

پہلے مصرع مین "جا پڑے" کی جگہ "جا پڑا" اور دوسرے مصرع مین "کچلے" کے بجائے "کچلا" بنایا اب اس اصلاح سے بیخودی پورے طور سے ثابت ہوگئی ورنہ حالت بیخودی مین دونون ہاتھون کا سینے پر جا پڑنا عین ہوشیاری سمجھی جائیگی۔

احسن ؎ بات دلکی نہ کہو بزم مین احسن اُن سے — وہ لڑائی کو ہین تیار کہا اور ہوئی

اصلاح ؎ شامت آجائیگی احسن جو کہا کچھ منھ سے — وہ لڑائی۔ الخ

اصل مصرع مین بات دلکی بزم مین کہنے کو کہا گیا تھا۔ اس خصوصیت کی چندان ضرورت نہ تھی کیونکہ دوسرے مصرع مین یہ کہا جاتا ہی کہ "وہ لڑائی کو ہین تیار کہا اور ہوئی" جبکہ وہ لڑائی ہی پر آمادہ ہی تو پھر اسکی کیا ضرورت کہ وہ دل ہی کی بات سُن کر لڑینگے زبان سے کوئی بات نکلی اور لڑائی رکھی ہی۔ اس اصلاح سے زبان کا لطف بڑھ گیا اور زوائد بھی رفع ہوگئے۔

احسن ؎ خدا پرسش کریگا حشر مین ساری خدائی سے — بھلائی کی بھلائی ہوگی بُرائی کی بُرائی سے

اس مطلع پر فصیح الملک حضرت داغ مرحوم نے یہ لطیف جملہ لکھکر واپس کیا کہ "آپ غزل کہ رہے ہین یا وعظ" مطلب یہ کہ مطلع رنگ تغزل سے باہر ہے اس لیئے غزل مین نہ رہنا چاہیئے۔

احسن ۔ ڈیوڑھی کی خیر کہہ کے لگائی جو اک صدا — گھر سے نکل ہی آئے سمجھ کے گدا مجھے

اصلاح ۔ اس در کی خیر کہہ کے لگائی جو اک صدا — گھر سے ۔ الخ

اس در کی خیر کہہ کے لگائی جو اک صدا۔ یہ مصرع کس قدر محاورے مین ڈوبا ہوا ہے۔ جنھین زبان کا مزا ہے وہ اس اصلاح کی داد دین گے۔ اور حضرت داغ مرحوم کے کمال سخن اور سلامتی مذاق پر وجد فرمائین گے۔ واقعی اصلاح اسی کو کہتے ہین۔

احسن ۔ ہمارے قتل پر بیداد وکد ہر بار کیسی ہے — ارادہ ہے تو بسم اللہ یہ تکرار کیسی ہے

اصلاح ہمارے قتل پر الخ — ارادہ ہے تو بسم اللہ کر تکرار کیسی ہے

احسن کے دونون مصرعون مین "یہ" کانونکو بھلا نہ معلوم ہوتا تھا اسلئے دوسرے مصرع مین بجائے "یہ" کے "کر" بنایا جو نہایت فصیح ہے یعنی ارادہ ہے تو بسم اللہ کر تکرار کیسی ہے۔

احسن ۔ رکھا ہے کیا ہے حضرت دل باغ عشق مین — آکر ٹٹول لیجئے رنج و محن کے پھول

اصلاح ۔ رکھا ہے ۔ الخ — حسرت کے اسمین پھل ہین تو رنج و محن کے پھول

ٹٹولنا فصحائے دہلی کی زبان نہین ہے شاید قصبات مین بولتے ہون اسلئے دوسرا مصرع بدلا گیا

احسن ۔ کیون دست شوق صبح کو بستر سے چن نہ لے — ہین یہ بسے ہوئے تری نازک بدن کے پھول

اصلاح کیون چشم شوق صبح کو بستر سے چن نہ لے — ہین یہ ۔ الخ

دست شوق سے چشم شوق مین زیادہ عاجزانہ اشتیاق اور حسن تصور کا لحاظ رکھا گیا ہے یہ بے مثل اصلاح ہے

احسن ۔ گلدستہ ہے جو آپکی آنکھونکے سامنے — شامل اسی مین ہین دل ناشاد کے بھی پھول

اصلاح ۔ گلدستہ ہے ۔ الخ — شامل اسی مین ہین دل مجروح کے بھی پھول

دوسرے مصرع مین بجائے "دل ناشاد" کے "دل مجروح" بنایا دل مجروح کو حرف آلودگی کی رنگینی نے گلدستہ مین کھپا دیا

احسن ۔ تحیر مین پڑے ہین لوگ کیسی رونمائی ہے — نظر نیچی کیئے ہین تیری صورت دیکھنے والے

اصلاح ۔ تحیر مین پڑے ہین لوگ کیسی خودنمائی ہے — نظر نیچی کیئے ہین ۔ الخ

بجائے "رونمائی" کے "خودنمائی" سے شعر مین معنوی خوبیان پیدا ہوگئین۔

حسن ۔ چمن کی سیر کرتے ہین چمن کے پھول چنتے ہین مرے افسردہ دل کے داغِ حسرت دیکھنے والے

اصلاح ۔ نظر پڑتی ہی اس گلزار پر منہ پھیر لیتے ہین مرے افسردہ دل کے داغ الخ

پہلے مصرع کے بدل دینے سے شعر مین ایک حسن پیدا ہو گیا مطلب یہ کہ مرے افسردہ دل کے داغ حسرت دیکھے نہین جاتے۔ دیکھنے والے منھ پھیر لیتے ہین۔ یہ افسردگی ہے۔

حسن ۔ تمھین کو ہمنے دیکھا ہے تمھین کو ہم تو دیکھینگے نہ اٹھی ہین نہ اٹھین گی یہ آنکھین حور و غلمان پر

اصلاح ۔ تمھین کو ۔ الخ نہ اٹھین گی نہ اٹھین گی یہ آنکھین حور و غلمان پر

"نہ اٹھین گی نہ اٹھین گی" کس مزے کی تکرار ہے۔ یہی تکرار ہے جسے بحر فصاحت کی لہرین اور دریائے حسرت کی موجین کہنا چاہیئے۔ اصلاح اسی کا نام ہے۔

جناب مولوی محمد انعام اللہ خان صاحب عارف منصرم کمشنری لکھنؤ

عارف ۔ مشتاق ہے دل اور ابھی جور و جفا کا کیا اسکو مزہ دے گئی بیداد کسی کی

اصلاح ۔ مشتاق ہے دل چاٹ پڑی ہے اسے بے ڈھب کیا اسکو الخ۔

استاد داغ مرحوم نے پہلے مصرع مین چاٹ پڑی ہے اسے بے ڈھب" یہ استادانہ ٹکڑا رکھدیا جس سے شعر مین ایک مزہ پیدا ہو گیا۔ کیونکہ دوسرے مصرع مین مزہ دے گئی بیداد کسیکی کہا گیا ہے اسکے لئے "چاٹ پڑی ہے" کیا خوب بنایا۔ محاورہ بھی یہی خوش اسلوب تھا۔

عارف ۔ گر تجھے جلوہ دکھانا ہو ہان جلوہ دکھا حسن کا تیرے جہان کوئی تماشائی نہو

اصلاح ۔ حشر برپا ہوا الگ تجکو وہان جلوہ دکھا حسن کا ۔ الخ

پہلے مصرع کے بدل دینے سے شعر مین کس قدر ترقی پیدا ہو گئی۔

عارف ۔ گالیان شام سے وہ تا بہ سحر دیتے ہین بس مرے کان شب وصل مین بھر دیتے ہین

اصلاح گالیان ۔ الخ یون مرے کان شب وصل مین بھر دیتے ہین

دوسرے مصرع مین بجائے "بس" کے "یون" بنایا۔ یون سے پہلے مصرع کا صحیح مفہوم ادا ہو گیا اور دوسرے مصرع کی روانی بڑھ گئی۔ یعنی یون مرے کان شب وصل مین بھر دیتے ہین۔

عارف ۵ ہاے کمنا ناز سے اُنکا جگا یا کیوں مجھے — طالعِ بیدار کو بیدار ہونے دیجیئے

اصلاح ۵ آپ میری ساتھ سوئیں پاسبانی کیلیئے — طالع بیدار کو الخ

پہلا مصرع جناب عارف کا کچھ اُلجھا ہوا سا تھا۔ دوسرے مصرع کی مناسبت سے پہلا مصرع کیا خوب بنایا۔ پاسبانی کا ٹکڑا اس شعر کی جان سمجھیئے۔

عارف ۵ یہ ہم غریبوں سے اچھا نہیں ہے دل کا غبار — اس آئینے کو مکدر نہ کر خراب نہ کر

اصلاح ۵ تجھی سی کہتے ہیں اچھا نہیں ہے دل کا غبار — اس آئینے کو الخ

"تجھی سی کہتے ہیں" اس ٹکڑے سے اب زبان کا لطف کتنا بڑھ گیا۔

عارف ۵ خود گلا کاٹا ہی دیکھی ہی جو اُسکی نازکی — ہو اگر انصاف قاتل چوم لے بسمل کے ہاتھ

اصلاح ۵ خود گلا کاٹا ہی نازک دیکھکر قاتل کے ہاتھ — ہو اگر الخ

پہلے مصرع کو بدلکر مطلع کر دیا اب اس مطلع کی نزاکت اور شان ملاحظہ فرمایئے۔ خود گلا کاٹا ہی نازک دیکھکر قاتل کے ہاتھ۔ اس مصرع کی کیا تعریف ہو۔ سبحان اللہ۔

جناب آغا رفیق بلند شہری ۵

نفرت تھی بزم شعر سے کل تک تو زاہدا — آج آئے شاعروں میں بڑے بے حیا ہیں آپ

اصلاح ۵ نفرت تھی بزم شعر سے کل تک تو شیخ جی — آج آئے شاعروں میں۔ الخ

زاہدا کا استعمال الف ندا یہ کے ساتھ اکثر اساتذہ متاخرین نے ترک کر دیا ہی حضرت داغ بھی اسی کے عامل ہیں اسلیئے پہلے مصرع میں بجائے "زاہدا" کے "شیخ جی" بنایا اور خوب بنایا۔

رفیق ۵ ابتو رفیق جان بلب آیا فراق سے — ابتو نہ جائیں مظہر نور خدا ہیں آپ

اصلاح ۵ ابتو رفیق الخ — لیجے خبر کہ مظہر نور خدا ہیں آپ

رفیق کے دوسرے مصرع کی ترکیب اچھی نہ تھی کیونکہ پہلے مصرع میں بھی "ابتو" ہی اور دوسرے مصرع میں بھی وہی ترکیب آپڑی ہی۔ اس تکرار نے شعر کو بھدا کر دیا تھا اسلیئے یہ مصرع بدلا گیا۔

رفیق ۵ تری نظر نے مجھے اس طرح بیقرار کیا — جگر نے زخم کے ہونٹوں سے دلکو پیار کیا

اصلاح ؎ تری نگاہ نے کچھ ایسا دلپہ وار کیا جگر نے زخم کے ہونٹوں سے دلکو پیار کیا

ظاہر ہے کہ پہلے مصرع کی ترمیم سے مطلع مین کسیقدر صفائی اور بندش مین چستی پیدا ہوگئی

رفیق ؎ دیکھیئے کیا چیز اُس کافر ادا کے دلمین ہے تیر کا پہلو ہے جو پہلو کسی محفل مین ہے

اصلاح ؎ دیکھیئے کیا - الخ تیر کا انداز ہے انداز جو محفل مین ہے

"تیر کا پہلو" محاورہ کے خلاف تھا خصوصًا اس موقع پر اسلیئے "تیر کا انداز" بنایا -

رفیق ؎ پاؤن پڑتا ہے جہان مجنون کا نوکِ خار پر کہتی ہے لیلیٰ کہ یہ کانٹا بھی میرے دلمین ہے

اصلاح ؎ پاؤن پڑتا - الخ کہتی ہے لیلیٰ کہ یہ کانٹا ہمارے دلمین ہے

مصرع ثانی مین "بھی" کا کوئی خاص ثبوت نہ تھا اسلیئے بجائے اسکے "ہمارے" بناکر مصرع کو درست فرمایا

رفیق ؎ آج وہ خنجر لیئے بیٹھے ہین دستِ ناز مین دیکھیئے رنگِ شہادت کسکے آبِ گِل مین ہے

اصلاح ؎ آج وہ خنجر لیئے بیٹھے ہین اپنے ہاتھ مین دیکھیئے رنگِ - الخ

بجائے "دست ناز" کے "اپنے ہاتھ" بنایا - اپنے ہاتھ کی تخصیص نے لطف پیدا کر دیا [1]

منشی ذوالفقار علی گوہر ؎

بزمِ عدو مین کیا نہ ہوا اور کیا ہوا کہتا ہے صاف آپ کا سُرمہ بہا ہوا

اصلاح ؎ مرگِ عدو مین کیا نہ ہوا اور کیا ہوا کہتا ہے - الخ

اُستاد نے پہلے مصرع مین بجائے "بزم" کے "مرگ" کا لفظ بنایا - اس اصلاح نے اس خاص فعل کو ثابت کر دکھایا جسکی وجہ سے سُرمے کے بہنے نہ بہنے سے اشتباہ تھا اور ایک ذلیل پہلو بھی اس شعر سے نکل گیا جسنے شعر کو مذاق سلیم سے بالکل گرا دیا تھا -

نواب عزیز جنگ بہادر عزیز حیدرآبادی ؎

کیا جانین آبِ تیغ کی لذت جنابِ خضر نازان ہین وہ تو اپنے ہی آبِ حیات پر

اصلاح ؎ کیا جانین - الخ مرتے ہین وہ تو چشمۂ آبِ حیات پر

دوسرے مصرع مین بجائے "نازان ہین" کے "مرتے ہین" بنایا - اس مرنے کی لفظ نے شعر مین جان ڈال دی -
(جلوۂ داغ)

[1] اپنی اصلاحین خود آغا رفیق صاحب نے لکھکر مرحمت فرمائین مولف شکرگزار ہے -

منشی امیر اللہ تسلیم لکھنوی

حضرتِ تسلیم مرحوم کی اصلاحین سید ضمیر الدین احمد صاحب عرش گیاوی نے بھیجی ہین اُسمین منشی صاحب مرحوم کے قلم کے لکھے ہوئے نوٹ قابل دید ہین۔ جناب عرش اپنے عنایت نامہ مین تحریر فرماتے ہین کہ آپ کی بار بار کی یاد دہانی اور اپنی معذوریان نیز خاموشی پر کمال ندامت ہو۔ بہرحال آج دیوان قدیم نکالنا پڑا۔ اُستاد تسلیم کی اصلاح اور اُن کا سوادِ خط دیکھکر زمانہ قدیم کا نقشہ آنکھو نکے سامنے پھر گیا۔ خدا مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت مین جگہ دے۔ باوجود صد و سال کے نہایت زندہ دل اور فن شعر سے باخبر تھے جس کا اندازہ اِن شعرونکی اصلاح سے ہوجائیگا۔

ضمیر الدین احمد عرش گیاوی

عرش ؎ مرو نالون سے ہوتا ہی یقین آج | اُڑے گی مثل ذرّے کے زمین آج

نالے سے زمین کو کیون ضرر ہو کا یون کہو | فلک بھی ہوگا پابوس زمین آج

عرش ؎ جہان کل دیکھتے تھے ایک مجمع | نظر آتا وہان کوئی نہین آج

مصرع ثانی مین تعقید ہے یون بنادو۔ | وہان کوئی نظر آتا نہین آج

عرش ؎ ہون سُرخرو جہان مین وہ دن خدا کرے | میرا ازل سے دانت ہے انگیا کے پان پر

کیا چھاتیان کاٹ کھاؤ گے ؎

ابشاعری کے بدلے نقطارہ گئی جگت | لے جان پہنو انگر کھا ہاتھی کے تھان کا

یہ شعر غزل سے نکال ڈالو۔ رشک کا زمانہ گیا۔

عرش ؎ اُس سادہ دل نے مجکو جو دیوانہ کردیا | زنجیر ناپسند ہوئی ناگوار طوق

سادہ دل احمق کو کہتے ہین پہلے مصرع کو یون بنادو۔ اُس سادہ رُو نے مجکو جو دیوانہ کردیا

عرش ؎ تنگ ہے یہ عرش فکر روزگار دہر سے | اسکو کردو اُسکی تم حاجت روا یا غوث پاک

روزگار بمعنی چاکری اُردو ہی اور روزگار دہر ایک معنی اِس مصرع کو یون بنادو
"تنگ ہے یہ عرش فکرِ انقلابِ دہر سے"۔

عرش ۵ غضب کا حسن ہے خالِ لبِ جان بخش دلبر مین کوئی کشتی رواں ہین موجِ بحرِ آتش تر مین

خال مشبہ ہی۔ کشتی مشبہ بہ ہی ان دونون مین وجہ تشبیہ کیا ہی صرف الفاظ جمع کر دینے سے کیا فائدہ شعر نکال دو۔

عرش ۵ نظر آتے نہین ہنستے مین دندان گرے ہین اُسکے مُنھ سے پھول جھڑ کر

پھول جھڑنا اور چیز ہی نظر آنا اور شے اِس سے تو یہ پایا جاتا ہی کہ اُسکے دندان پھول بن کے جھڑ گئے۔ اسے غزل سے نکال دو۔

عرش ۵ حلقے آنکھون مین یہان اپنے پڑے جاتے ہین ہی اُدھر عیش وہان کچے گھڑے جاتے ہین

کچے گھڑے کیا معنی ہین کچے گھڑے کی بمعنی شراب سُنا ہی۔ مگر خاص لوگون سے نہین۔

عرش ۵ جبرئیل تو کیا اُسکا تصور بھی نہ پہنچے ہی عرش سے اونچا کہین ایوانِ براس

بھائی اُتنا کفر اچھا نہین۔

عرش ۵ تارِ کفن کی ساتھ تھی وہ بستہ روزِ مرگ تسبیح عمر مین نہین دانے انار کے

ضلع جگت کہنے لگے۔

عرش ۵ بعد مُردن ہون بہت بخت سیہ کا مشکور تیرگی مونس وہمدم لحد تارمین ہی

مشکور بمعنی شاکر غلط ہی بجائے "مشکور" کے ممنون بنادو یعنی۔ بعد مرنے ہون بہت بخت سیہ کا ممنون

جناب سید فضل الحسن صاحب حسرت موہانی ۵

ستم ہو جائے تمہیدِ کرم ایسا بھی ہوتا ہی بتاثیر وفا اے ضبط غم ایسا بھی ہوتا ہی

اصلاح ۵ ستم ہو جائے الخ محبت مین بتا اے ضبط غم ایسا بھی ہوتا ہی

دوسرے مصرع مین بجائے "بتاثیر وفا" کے "محبت مین بتا" بنایا۔ اب اِس مطلع کی بلندی اور معنوی خوبیاں ملاحظہ فرمائیے "بتاثیرِ وفا" مین شانِ اُردو کہان جو اصلاح نے پیدا کر دی

اساتذہ جب تک اُردو کے شعر مین اُردو کا لفظ مل سکے فارسی الفاظ نہین آنے دیتے

حسرتؔ ے جفائے یار کے شکوے نہ کراے رنج ناکامی سکون و نا اُمیدی ہون ہم ایسا بھی تو ہو

اصلاح ے جفائے یار الخ اُمید و یاس دونون ہون ہم ایسا بھی تو ہو

دوسرے مصرع مین بجائے سکون و نا اُمیدی کے امید و یاس کا ٹکڑا کسقدر لطیف کھدیا اَب پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے ربط ہوگیا مطلب یہ کہ جفائے یار کے شکوے اے رنج ناکامی نہ کر کیونکہ اُمید و یاس دونون ساتھ ہون ایسا بھی ہوتا ہے امید کیساتھ یاس کا ہونا کتنی لگتی ہوئی بات ہے جو ہر وقت مشاہدے مین آتی رہتی ہے۔ اُمید جفائے یار کے شکوے نہین کرنے دیتی۔ مگر یاس رہ رہ کر اُبھارتی ہے۔ اِن دونون نے مل کر عاشق جانباز کو کشمکش مین ڈال رکھا ہے مگر ادب عشق یہی کہتا ہے کہ جفائے یار کے شکوے زبان پر نہ آنے پائین اور مذہب عشق مین دلدادگان اُلفت کا یہی مشرب ہے۔ جناب حسرتؔ کے مصرع ثانی مین "سکون و نا اُمیدی" کا ٹکڑا اچھے بےجوڑ ساتھا جسکو یادگار نسیم حضرت تسلیمؔ نے کیا خوب بنایا۔ اُستادانہ اصلاح ہے اے سبحان اللہ

حسرتؔ ے وقار صبر کھو یا گریۂ بیقراری نے کہین اے اعتبار چشم نم ایسا بھی ہو تو ہو

اِس شعر پر حضرت تسلیمؔ نے یہ نوٹ لکھکر قلم زد کردیا۔ کہ اَب چشم نم متروک ہے۔ چشم پُرنم صحیح ہے۔ (اُردوئے معلیٰ)

جناب محمد ظہیر احسن صاحب شوقؔ نیموی جو پہلے مولوی عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی کے شاگرد تھے اور پھر حضرت تسلیمؔ مرحوم کو اپنا کلام دکھانے لگے۔

شوقؔ ے اتنے ارمان ہین اے شوق ہمارے دلمین آرزو ڈھونڈھتی ہے راہ نکلنے کے لیے

اصلاح ے حسرتین بھر گئین اے شوق یہانتک دلمین آرزو ڈھونڈھتی ہے الخ

حسرت وارمان کا جو نازک فرق اِس اصلاح مین دکھایا گیا ہے وہ دیکھنے کی چیز ہے "حسرتین بھر گئین اے شوق یہان تک دل مین" اِس "یہان تک" کی کیا تعریف ہوسکے مطلب یہ کہ حسرتین یہان تک دلمین بھر گئین ہین کہ آرزو نکلنے کے لئے راہ ڈھونڈھ رہی ہے

شوق ؎ چمن مین کس نے آ کر پھول توڑا — تو یاد آ گیا دل دُکھانا کسی کا

اصلاح ؎ چمن مین جو گلچین نے کچھ پھول توڑے — تو یاد آ گیا الخ

پہلے مصرع مین بجائے "کسی نے" کے "گلچین" اور "آ کر" کی جگہ "کچھ" بنایا۔ پھول توڑنے کیلئے "گلچین" کا لفظ ضروری تھا۔ (از خواجہ عشرت لکھنوی)

جناب منشی گوز پرشاد صاحب قیس لکھنوی ؎

خوشی سے ہنسکے کہتے ہین دہان زخم بسمل کے — یہی جی چاہتا ہے چوم لین ہم ہاتھ قاتل کے

لب گویا سے کہتے ہین دہان زخم بسمل کے — یہی جی۔ الخ

پہلے مصرع مین "لب گویا" کے ٹکڑے نے مطلع کی شان کو دوبالا کر دیا۔

قیس ؎ اے صبا رہنے نہ دی کوچے مین اُسکے خاک تک — اور ہوا خواہی جتاتی ہے تو مجھ برباد سے

اصلاح ؎ اے صبا۔ الخ — اور ہوا خواہی کا دم بھرتی ہے مجھ برباد سے

دوسرے مصرع مین بجائے "جتاتی ہے تو" کے "دم بھرتی ہے" بنایا صبا کی مناسبت سے دم بھرنا خوب ہے اور جب مصرع اولی مین صبا کو مخاطب کیا تو مصرعۂ ثانی مین "تو" کا لفظ لاضرورت تھا اس اصلاح سے یہ نقص بھی رفع ہو گیا۔ اور مصرع مین سلاست پیدا ہو گئی۔

قیس ؎ شب فرقت مین ہجر ہوئی ہے یہ مری شکل مہیب — ملک الموت سبھی مجھے دیکھ کے ڈر جاتے ہین

اصلاح ؎ شب فرقت مین وہ صورت ہے کہ مرنا مشکل — ملک الموت۔ الخ۔

پہلے مصرع مین بجائے "ہوئی ہے یہ مری شکل مہیب" کے "وہ صورت ہے کہ مرنا مشکل" ایسا معنی خیز ٹکڑا اُستاد نے رکھ دیا کہ جس سے شعر کا مرتبہ بہت بلند ہو گیا۔ مصرع مین بلاغت کے علاوہ روانی بھی پیدا ہو گئی۔

قیس ؎ باسی ہو کر لطف دیتی ہے فزون وقت سحر — ہلکی ہلکی بھینی بھینی خوشبو اُنکے ہار کی

اصلاح ؎ باسی ہو کر اور بھی ملتی ہے دل وقت سحر — ہلکی ہلکی الخ

قیس کے پہلے مصرع کی بندش ذرا اُلجھی ہوئی تھی۔ اُستاد تسلیم مرحوم نے اصلاح

کیا دی موتی پرو دیئے۔ باسی ہوکر اور بھی ملتی ہو دل وقتِ سحر۔ باسی ہارون کی بو جن کے دماغوں مین بسی ہوئی ہو۔ اُن آوارگان کوئے اُلفت سے اِس مصرع کی نزاکت اور واقعیت پوچھیئے مجھے اِسی مضمون کا ایک شعر اپنے کسی دوست کا یاد آگیا۔ نام تو نہ بتاؤنگا مگر ناظرین کرام کی دلچسپی کے لیئے شعر لکھے دیتا ہون۔ ملاحظہ ہو ؎

نہین معلوم کیسی بو ہوان جوہی کے ہارون مین
تبرک کیطرح بٹتے ہین باسی پھول یار دمین

حقیقت تو یہ ہو کہ ایسی اصلاحین دینا ایسے ہی کامل الفن اُستاد کا حصہ ہے[1]

جناب عظمت علی صاحب حسرت لکھنوی ؎

حسرت ؎ شوقِ دیدار مین بیتاب ہُوا جاتا ہو دل
سُن لیا ہو کہ پسِ پردہ قیامت ہو گی

اصلاح ؎ شوقِ دیدار نے ہلچل سی مچادی دل مین
سُن لیا الخ

ایک لفظ "ہلچل" کا اضافہ کسقدر مناسب اور معنی خیز ہو خصوصاً قیامت کے لئے تو قیامت ہی ہے۔

حکیم سید ضامن علی جلال لکھنوی

جناب انور حسین صاحب آرزو جانشین جناب جلال لکھنوی۔

آرزو ؎ پایا نہ شائبہ بھی اُس گُل کی رنگ و بو کا
سبزی نے زہر کھایا لالے نے خون تھوکا

اصلاح ؎ پایا نہ شائبہ۔ الخ
سبزے نے زہر اُگلا لالے نے خون تھوکا

دوسرے مصرع مین بجائے "زہر کھایا" کے "زہر اُگلا" بنایا۔ "زہر اُگلا" اِس محاورے نے مطلع کو اور بلند کر دیا۔ اب پہلے سے کس قدر ترقی ہو گئی۔

ابو الصواب مولانا رُعب شاہ آبادی ؎

رنگِ رُخ اُڑ کے مرا ہو گیا اُس گُل کی شمیم
شہرتِ حسن بنا رازِ غم افشا ہو کر

[1] یہ اصلاحین خود جناب قیس نے لکھکر مولف کو مرحمت فرمائین آپکی اِس عنایت کا دلی شکریہ۔

اصلاح ۵ رنگ رخ اُڑ کے مرا ہو گیا اُس گل کی مہک
شہرت حسن بنا راز غم افشا ہو کر

اُستاد نے پہلے مصرع مین بجائے "شمیم" کے "مہک" بنایا۔ اُردو کے شعر مین جبتک اُردو کا لفظ ملے۔ اساتذہ فارسی کا لفظ نہین آنے دیتے۔ اسلیئے حضرت جلال نے بجائے "شمیم" کے "مہک" بنایا۔

جناب منشی میکولال صاحب عشرت جانشین جلال لکھنوی ۵

جب یہ چہل بل دیکھی بھالی جائیگی
کس سے پھر حالت سنبھالی جائیگی

اصلاح ۵ جب یہ چہل بل الخ
کس سے پھر نیت سنبھالی جائیگی

دوسرے مصرع مین بجائے "حالت" کے "نیت" بنایا یہان نیت ہی کا لفظ نہایت مناسب تھا۔ کیا خوب اصلاح دی۔

عشرت ۵ مین غش مین ہون جو بوسۂ گیسوئے یار سے
غل ہے یہ مرگیا اثرِ زہر مار سے

اصلاح ۵ مین غش مین ہون جو بوئے خوش زلف یار سے
غل ہے۔ الخ

پہلے مصرع مین "بوسۂ گیسو" کی جگہ "بوئے خوش" بنا کر شعر کو درست کیا "بوسۂ گیسو" سے مولف کے کان آشنا نہین۔ بوئے خوش خوب بنایا۔ صلّ علیٰ۔

عشرت کہلائین گے ہم شکار ربط مدعا ضرور
گلچھرے ہین چلا ئینگے گولی کباب کی

اصلاح ۵ کہلائین گے الخ
گلچھرے ہین لگائینگے گولی کباب کی

دوسرے مصرع مین بجائے "چلائینگے" کے "لگائینگے" بنا کر مصرع کو درست فرمایا گولی لگانا محاورہ خواص ہے۔ گولی چلانا عوام کہتے ہین۔

نوٹ

افسوس کہ جلال مرحوم کی اصلاحین زیادہ نہ مل سکین اسکی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ جناب آرزو نے اس کا وعدہ فرمایا تھا کہ مین اُستاد مرحوم کی اصلاحین منگوا دونگا مگر وہ بیچارے خود اپنی پریشانیون مین مبتلا ہو گئے۔

منشی احمد علی شوق قدوائی

قطعۂ تاریخ

مولوی محمد حسین صاحب محوی لکھنوی ؎

کیوں نہ پامال ملال و حزن ہوں اہل وطن — صدمۂ سید ہمیں پہنچا ہے اور رنج و محن

اصلاح ؎ کیوں نہ۔ الخ — جوشش رنج و الم ہے کثرت رنج و محن

محوی کے دوسرے مصرع کی ترکیب "اور رنج و محن" سے خراب ہو گئی تھی اس سبب سے تھوڑا سا تصرف کر کے کسقدر چست و صاف کر دیا سبحان اللہ اصلاح اسکو کہتے ہیں۔ ۱۱- دسمبر ۱۹۱۱ء

محوی ؎ موم ہو جاتے کڑے دل وعظ کی تاثیر سے — کچھ عجب تھا دلربا اُس مرد کا طرز سخن

اصلاح ؎ موم ہو جاتے۔ الخ — کچھ عجب دلکش تھا اُس مرحوم کا طرز سخن

دوسرے مصرع میں "تھا دلربا اُس مرد" کے لفظوں سے بندش خراب ہو گئی تھی۔ اُسکی جگہ تعقید مٹا کے "دلکش تھا اِس مرحوم" بنا کر جان ڈال دی۔ اب ارباب ذوق دیکھیں کہ کیا بات پیدا ہو گئی مصرع کسقدر ربط ہو گیا۔

دوسرا قطعۂ تاریخ

محوی ؎ بزم عشرت ہے غم و اندوہ سے مملو کیوں — زخم دل میں کیوں ترقی ہے بڑا ناسور کیوں

اصلاح ؎ بزم عشرت ہے۔ الخ — زخم دل کیوں بڑھ گیا ہے پڑ گیا ناسور کیوں

دوسرے مصرع میں "ترقی ہے بڑا" کچھ بے جوڑ الفاظ تھے۔ ایک ہی قسم کے صیغوں کی ضرورت تھی اور زخم کے لیے ترقی کا لفظ بھی اچھا نہ تھا۔ اُستاد نے یوں بنا دیا "زخم دل کیوں بڑھ گیا ہے پڑ گیا ناسور کیوں" اب دیکھیے کہ علاوہ تجنیس لفظی و خطی کے کس قدر صاف مصرع ہو گیا۔ معانی اور بیان دونوں کی خوبیاں پیدا ہو گئیں۔

محوی ؎ پرتو غم کس لیے بھوپال پر ہے اب محیط — یہ مسلمانوں کی بستی ہو گئی بےنور کیوں

اصلاح ۔ سایۂ غم کیسلئے بھوپال پر ہے آب محیط — یہ مسلمانونکی بستی ہوگئی بے نور کیون

"پرتو" کی جگہ پہلے مصرع مین "سایہ" بنایا۔ اور یہ فرمایا کہ پرتو کا لفظ غم یا تاریکی کے لیئے نہین بلکہ سایۂ ہونا چاہیئے روشن و نور کے لیئے پرتو اچھا ہے۔ یہ نکات جاننا اور بنانا حقیقتاً ایسے ہی مسلّم الثبوت اُستاد کا کام ہے۔

محوی ۔ عقل و دانش نے مجھے تسکین دیکر یون کہا — خود مجھے شکوہ ہے تُو بھی اسقدر رنجور کیون

اصلاح ۔ عقل و۔ الخ — صبر کر اب صبر کر ہو اسقدر رنجور کیون

دوسرا مصرع کسقدر اُلجھا ہوا تھا اور لفظ شکوہ بالکل بے موقع تھا۔ لہذا اُستاد نے مصرع بدل کر اپنے کمال اُستادی کا ثبوت دیا۔

محوی ۔ حیف دُنیا سے گئے سوے بقا عبد العزیز — کھو گیا یارب وجود واعظِ مشہور کیون

اصلاح ۔ حیف دُنیا۔ الخ — ہو گیا پنہان جمال واعظِ مشہور کیون

دوسرے مصرع مین "یارب" بالکل حشو تھا اور "وجود کھو گیا" مُہمل اب اصلاح سے مصرع کی جو کچھ حالت ہوگئی ظاہر ہے۔ سبحان اللہ۔

محوی ۔ دیکھو یہان مرقع عبرت ہے گل وہان — حاصل ہے لطف باغ مرے دل کے داغ مین

اصلاح ۔ دیکھو یہان ۔ الخ — ہے لطف باغ میرے دلِ داغ داغ مین

دوسرے مصرع مین ایک آنچ کی کسر تھی پورا مطلب ادا نہ ہوا تھا لہذا یون بنا لیا گیا۔

محوی ۔ بُلبل بھی نکتہ چین ہے خدا خیر ہی کرے — محوی غزل سرا ہے حریفونکے باغ مین

بُلبل کا نکتہ چین ہونا کسی نے نہین لکھا لہذا یہ غلط تھا اور اُسے حریف قرار دینے کی کوئی وجہ نہین لہذا اُستاد کامل نے اس مقطع کو یون بنایا۔

رنگین بیانیون کا جمے رنگ یارب آج — محوی ہے نغمہ سنج حریفونکے باغ مین

محوی ۔ جب سے آیا ہے ماہ ساون کا — کیسا دلکش سمان ہے گلشن کا

اصلاح ؎ رنگ جب سے جما ہے ساون کا — خوب دلکش سماں ہے گلشن کا

اب پہلے کے بہ نسبت شعر خوب مرغوب ہو گیا۔ اول مصرع مین محاورہ کے کتنی خوبی پیدا کر دی۔

محوی ؎ آتے بادل کے دل کے دل سارے — ان کے انداز ہین بہت پیارے

اصلاح ؎ آتے بادل کے دل کے دل کالے — جھومتے ہین یہ جیسے متوالے

اول مصرع مین "سارے" کی جگہ "کالے" بنا دیا اور دوسرا مصرع اتنا بلند کر دیا کہ شعر زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔

محوی ؎ زاید اُمید سے بھی یہ برسا — آ گئے پور یک بیک دریا

اصلاح ؎ زاید اُمید سے جو یہ برسا — ساحلون سے نکل گئے دریا

دوسرے مصرع مین "یک بیک" حشو تھا۔ بجائے اسکے "ساحلون سے نکل گئے" کتنی پیاری اصلاح ہے۔ دوسرے مصرع کی روانی و بلندی قابل دید ہے۔ پہلے مصرع مین "بھی" بجائے "بھی" کے "جو" خوب بنایا۔

محوی ؎ اُف چلی کس غضب کی تیز ہوا — ننھا ننھا کلیجا کانپ اُٹھا

اصلاح ؎ اُف چلی۔ الخ۔ — دل کچھ ایسا ڈرا کہ کانپ اُٹھا

ننھا ننھا کلیجا اس موقع پر اچھا نہ تھا۔ دوسرے مصرع کی ترمیم سے عمومیت بھی پیدا ہو گئی۔ لطف زبان و بیان بھی نمایان ہو گیا۔ ۲۱۔ جولائی ۱۹۱۱ء

محوی ؎ ہوا ثابت یہ بلبل کے بیان سے — کہ گل ہین تنگ جور باغبان سے

اصلاح ؎ ہوا ثابت یہ بلبل کی فغان سے — کہ گل ہین۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "بیان" کے "فغان" بنا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسی لفظ کا یہ شعر محتاج تھا اور جو بات اب پیدا ہو گئی اُسکو بیان کرنا دشوار ہے۔ ۲۱۔ اگست ۱۹۱۱ء

محوی ؎ یہ کہتا ہے ٹپک کر قطرۂ اشک — مین گم گشتہ ہون اپنے کاروان سے

اصلاح ؎ یہ کہتا ہے ٹپک کر قطرۂ اشک — کہ مین چھوٹا ہون اپنے کاروان سے

ترمیم سے اب کس قدر صحیح معنی پیدا ہو گئے اور مصرعۂ اولی کو مصرعۂ ثانی سے کس قدر تناسب پیدا ہو گیا۔

محوی ؎ قیامت ہے دل مظلوم کی آہ — گزر جاتی ظالم آسمان سے

اصلاح ؎ قیامت ہے۔ الخ — کہان پہونچی گزر کر آسمان سے

"کہان پہونچی" کی بلاغت کی کوئی انتہا نہین اب دوسرا مصرع کس قدر بلیغ ہو گیا۔

محوی ؎ نہ دی غم مجکو عاشق ہین تمھارے — ذرا اتنا تو کہہ دو آسمان سے

اصلاح ؎ نہ دے صدمے تمھارے عاشقون کو — ذرا اتنا۔ الخ۔

محوی کا پہلا مصرع اُلجھا ہوا تھا۔ اُسکو کس خوبی سے درست فرمایا کہ اب پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے کتنا ربط پیدا ہو گیا۔ خوبی اصلاح یہ ہو کہ اب شعر کو پڑھیئے تو اور ہی لطف دے گا۔ محوی — ۶ ستمبر ۱۹۱۱ء

رُباعی

اس ہستی کا اعتبار نادان کرین — زیست ہی کیا کہ آخر کار مرین

ہمنے تو یہ عمر کھو کے سیکھا محوی — قابو ہو تو دُنیا مین قدم ہی نہ دھرین

اوّل شعر کے مصرعۂ اول مین "ہستی" کی "ی" گر گئی جو فارسی لفظ ہونے کی وجہ سے جائز نہین مگر اس طرح بنانا کہ لطف شعر زیادہ اور شعر بلند پایہ ہو جائے یہ حضرت شوق ہی کا کام ہی حضرت نے یون درست فرمایا۔

اس زیست کا اعتبار نادان کرین — جینا ہے وہ کیا کہ آخر کار مرین

محوی ؎ تو چرخ چنبری کا نور نظر ہے شاید — پیوند دل ہو اُسکا لخت جگر ہی شاید

اصلاح ؎ کیا چرخ چنبری کا نور نظر کہون مین — چھوٹا سا یا قمر کا لخت جگر کہون مین

اوّل تو لفظ "شاید" پہلے مصرع مین اچھا نہ تھا۔ اور دوسرا مصرع بہت اُلجھا ہوا اور

خراب تھا اس اصلاح سے شعر اچھا خاصا ہو گیا۔ یہ نظم "تارا" الہ آباد کے مشہور رسالہ ادیب میں چھپی ہے۔ یکم۔ جولائی ۱۹۱۱ء

محوی ؎ پائی ہے میں نے تجھ میں شان کرشمہ سازی
ہے اپنے شائقوں سے گرم نظارہ بازی

شائقوں کا لفظ نکال کر اس شعر کو یوں درست فرما کر بلند تر کر دیا اور اب پہلے سے بہت صاف و پاکیزہ ہو گیا۔ اصلاح ملاحظہ ہو۔

کیا تیری آنکھ کو ہے فکر کرشمہ سازی
کیوں جانب زمیں ہے محو نظارہ بازی

اوپر سے جو استفہامیہ اشعار چلے آ رہے تھے اب اسمیں بھی وہ التزام برقرار رہا پہلے نہ تھا۔ اور بھاری بھاری الفاظ بھی نکل گئے۔ اور اب کچھ اور ہی خوبی پیدا ہو گئی

محوی ؎ تو او سپہر گردان گرم سفر نہیں ہے
یہ بام آسمان پر رقصاں کوئی حسیں ہے

اس شعر کے پہلے مصرع میں "سپہر گردان" اچھا نہ تھا اور "بام آسمان" کا ٹکڑا دوسرے مصرع میں لہذا یوں بنایا گیا ؎

پُر نور تیرا رُخ ہے روشن تری جبیں ہے
تارا ہے یا فضا میں رقصاں کوئی حسیں ہے

محوی ؎ جگنو ہے آسمان کا یا آگ کا شرارا
رہتا ہے رات بھر تو بے شبہ عالم آرا

اصلاح ؎ جگنو میں تجھکو سمجھوں یا آگ کا شرارہ
رہتا ہے۔ الخ

"آسمان کا جگنو" اوّل مصرع میں صحیح نہ تھا۔ لہذا اس نقص کو رفع فرما دیا اور یوں بنایا "جگنو میں تجھکو سمجھوں یا آگ کا شرارا" دوسرا مصرع بدستور رکھا۔

محوی ؎ سو جاؤ پڑ کے محوی اب نیند آ رہی ہے
یہ تیرگی بھیا تک ہمکو ڈرا رہی ہے

دوسرا مصرع بہت بھدّا تھا اور الفاظ موٹے موٹے آ گئے تھے لہذا مصرع اولی کو مصرعہ ثانیہ قرار دیا اور پہلا مصرع یہ لکھدیا ؎ "کالی گھٹا سے ظلمت دنیا پہ چھا رہی ہے"

اسی نظم میں ایک شعر یہ تھا ؎

کیا دور سے نمایاں تجھ میں چمک دمک ہے
بقعہ ہے نور کا تو یا اختر فلک ہے

اصلاح ؎ کیا دور سے نمایاں تیری چمک دمک ہے　　تو رونقِ فضا ہے تو زینتِ فلک ہے

اوّل مصرع میں "مجھ میں" کی جگہ "تیری" بنایا اور دوسرے مصرع میں "بقعہ ہے نور کا" یہ الفاظ اچھے نہ تھے مصرع کی بندش سُست تھی۔ لہذا مصرع بدلکر اُسکو چُست کیا۔

نظم ادائے بے نیازی اصلاح شدہ ۱۲ فروری ۱۹۱۱ء

محوی ؎ مرے دلکو بھا گئی ہے یہ ادائے بے نیازی　　کہ ہے بے نیاز ہو کر تمھیں پاس دلنوازی

اصلاح ؎ مرے دلکو بھا گئی ہے یہ ادائے حُسنِ دلکش　　کہ ہے بے نیاز ہو کر تمھیں پاسِ دلنوازی

پہلے مصرع میں بجائے "بے نیازی" کے "حُسنِ دلکش" بنایا اور یہ نوٹ تحریر فرمایا کہ "قطعہ میں مطلعوں کے دونوں مصرعوں میں قافیہ ہونا معیوب نہیں بلکہ نہ ہو تو بہتر تاکہ قصیدے کی شان نہ پیدا ہو۔ لہذا مصرعۂ اوّل کا قافیہ نکالنا پڑا"

محوی ؎ جو دکھاؤ اپنی صورت کہ ہے یہ بھی اک قیامت　　تو نہ عاشقوں کو کھٹکے شبِ ہجر کی درازی

اصلاح ؎ جو سحر پہ منحصر ہو رُخِ مہروش کا جلوہ　　تو نہ۔ الخ۔

اول مصرع میں "کہ ہے یہ بھی اک قیامت" حشو اور مُہمل سا تھا اور مصرع بہت ہلکا تھا ترکیب بھی مچست نہ تھی۔ لہذا اسکو بدل دیا "جو سحر پہ منحصر ہو" اِس سے دوسرے مصرع میں جان پڑ گئی اور دونوں مصرع اب دست و گریباں ہو گئے۔ اور بندش الفاظ کسقدر پیاری رہی۔ الفاظ بھی عمدہ لائے گئے۔

محوی ؎ کوئی مر مٹے ستم کش تو جھلک نہ تم دکھاؤ　　وہی وعدۂ روزِ محشر کی کروگے حیلہ سازی

اصلاح ؎ کوئی مر مٹے گا لیکن نہ جھلک دکھاؤ گے تم　　وہی وعدہ۔ الخ

پہلے مصرع کی بندش خراب تھی۔ اور چُست ہونیکی ضرورت تھی اور ترکیب بھی بودی تھی۔ لہذا اب نظرِ شوق "اُسکو بدستور رہنے دیسکتی تھی لہذا پہلے مصرع کو بدلکر چُست کر دیا۔ دیکھیے الفاظ وہی ہیں مگر اب شعر میں جان آ گئی اور کسقدر چُست مضبوط ہو گیا

یہ تمھارا آستان ہو کہ یہ دیر یہ حرم ہو   یہین جمع ہین برہمن یہین جمع ہین نمازی

اصلاح ؎ یہ تمھارا آستان ہو کہ ہو دیر بھی حرم بھی   یہین جمع - الخ

پہلے مصرع کو ایک ادنیٰ تصرف سے چُست کر دیا اب کچھ اور ہی بات پیدا ہو گئی۔

محوی ؎ کسی سنگ دل سی آہو نکا جو حوصلہ بڑھایا   تو کریگی نرم محوی اُسے تیری دلگدازی

اصلاح ؎ کسی سنگ دل سے جلکر جو یہی ہین گرم آہین   تو کریگی - الخ -

اول مصرع اِس مقطع کا بھی درست و چُست نہ تھا اور نہ کوئی مناسبت مصرعۂ ثانیہ سے رکھتا تھا اسلیئے ترمیم کیا گیا اب دوسرے مصرع سے کسقدر چسپان ہو گیا اور رعایت بھی پیدا ہو گئی

قطعہ تاریخ مثنوی عاجز اصلاح شدہ ۱۲- فروری ۱۹۱۱ء

محوی ؎ الفاظ درست بندشین چُست   اندازِ بیان بھی ہے بے مثل

دوسرے مصرع کو یون بنایا "انداز بیان کا بھی ہو بے مثل" اور یہ نوٹ لکھدیا نون کا اعلان "ز" کی ترکیب اضافی سے غلط ہو گیا تھا۔

محوی ؎ قصہ کا پلاٹ ہو خوش اسلوب   افسانہ ہے پاری ہے بے مثل

پہلا مصرع بالکل بے تکا تھا۔ پلاٹ کی صفت خوش اسلوب کیسے ہو سکتی ہے۔ اِس سبب سے شعر یون کر دیا گیا ؎

اللہ ری شوخیِ مضامین   جو لفظ ہو وہ پری ہے بے مثل

اب جس قدر ترقی اور عمدگی شعر کو حاصل ہو گئی وہ محتاج بیان نہین۔

نظم مجمع احباب اصلاح شدہ ۱۷- فروری ۱۹۱۱ء

محوی ؎ مایوسیو نمین اُمید اسنے دلائی مجکو   ٹوٹے ہوئے دلونکی اسنے بڑھائی ہمت

دوسری مصرع مین ٹوٹے ہوئے دلونکی ہمت بڑھانا کچھ بے تکی سی بات تھی اِس

سبب سے تصرف کرنا پڑا اور ایسا تصرف کیا کہ مصرع زمین سے آسمان پر پہنچ گیا اور پہلے مصرع کے مقابلہ مین بہت خوب ہوگیا "مجبوریون مین اسنے دل کی بڑہائی ہمت" اب دیکھیے کیا بات پیدا ہوگئی نکتہ رس طبیعتین ہی کچھ ان نکات کو سمجھ سکتی ہین۔

محوی ؎ برتاؤ وہ وفا کے اخلاص سے وہ ملنا — وہ دوستانہ رافت یارانہ وہ حمیت

بظاہر کوئی عیب اس شعر مین نہین مگر پہلے مصرع کا دوسرا ٹکڑا اچھا نہ تھا اور دوسرے مصرع مین "رافت" غریب لفظ ہے۔ اسکی جگہ ایک پاکیزہ لفظ "باتین" رکھکر مصرع کو صاف کردیا اول مصرع کو یون بنادیا "برتاؤ وہ وفا کا وہ لطف انتہا کا" اب شعر مین کسقدر خوبی و دلکشی پیدا ہوگئی۔

محوی ؎ ہمراز تھے وہ میرے وہ ہم خیال میرے — وہ ہم سخن تھے میرے وہ میرے ہم عقیدت

اول مصرع کا دوسرا ٹکڑا خراب تھا دہان بھی "تھے" کی ضرورت تھی تاکہ اول ٹکڑے سے تقابل رہے اور خوبی پیدا ہو لہذا یون بنایا "ہم بزم تھے وہ میرے" اب اس شعر کو یون پڑھیے ؎

ہم راز تھے وہ میرے ہم بزم تھے وہ میرے — وہ ہم سخن تھے میرے وہ میرے ہم عقیدت

محوی ؎ یہ اتحاد یارب قایم رہے ہمیشہ — ہرگز نہ منتشر ہو شیرازۂ محبت

اس شعر پر حسب ذیل نوٹ لکھکر کاٹ دیا اور اسکی جگہ دوسرا شعر لکھدیا۔

دوستونکی جدائی سے صحبت مٹ سکتی ہے۔ محبت نہین مٹ سکتی۔ محبت تو ہر جگہ دلونمین رہیگی اگر محبت مٹے تو دوستی نہ تھی۔ پھر یون شعر لکھدیا ہے۔

شیرازہ ٹوٹنے سے اوراق منتشر ہین — اب وہ کہان ہین جلسے اب وہ کہان ہے صحبت

محوی ؎ فانوس شمع روشن اب ہے نہ فرش زرین — برباد ہوگیا سب سامان زیب و زینت

اصلاح ؎ شب ہے تو شمع گل ہے دن ہے تو فرش میلا — برباد ہوگیا۔ الخ

"فانوس شمع" کچھ اچھا نہ تھا اور نہ فرش زرین کی قید مناسب تھی پہلے مصرع

کی ترمیم سے یہ دونون نقص رفع ہوگے اور شعر چست ہوگیا۔

محوی ۔ اپنے لیئے اُنھون نے میرا بُرا نہ چاہا　　　یہ خون ہی رگو نمین یا جوہر شرافت

اصلاح ۔ اپنے لیئے ۔ الخ　　　گویا لہو بدن مین تھا جوہر شرافت

پہلے مصرع مین چونکہ ماضی کا صیغہ استعمال مین لایا گیا ہی لہذا ضرورت تھی کہ دوسرے مصرع مین بھی اُس کا لحاظ رکھا جاتا۔ اس سبب سے دوسرا مصرع بدلا گیا۔

یہ غزل ۶ جولائی ۱۹۱۱ء کو اصلاح ہوئی اور ۱۹۱۰ء مین کہی گئی تھی

محوی ۔ ملک الموت مجھی مار کے کیا پائین گے　　　نزع مین آپ بہت بیسر و سامان ہون مین

نزع مین بے سروسامانی کچھ ٹھیک نہین تھی لہذا دوسرا مصرع یون درست کیا گیا

"نزع مین آپ ہی اِک پیکر بے جان ہون مین"

محوی ۔ مین تڑپتا ہون دم نزع تو جان کہتی ہے　　　موت ہی آکے نکالے گی وہ ارمان ہون مین

اصلاح ۔ مین تڑپتا ہون دم نزع تو کہتی ہی یہ جان　　　موت ہی ۔ الخ

پہلے مصرع مین "جان" کے نون کا دبنا اچھا نہین۔ لہذا یون تصرف فرما دیا "تو کہتی ہی یہ جان" اب یہ نقص نکل گیا۔

یہ پُرانی غزل ہی جس پر ۱۷ جولائی ۱۹۱۱ء مین اصلاح ہوئی۔

محوی ۔ خواہش نہ زر کی اور نہ مطلوب جاہ ہے　　　درکار لطف یار کی ہمکو نگاہ ہی

دوسرے مصرع مین تعقید تھی۔ جسنے مصرع کو پست کر دیا تھا اور خود مصرع بھی پست تھا اب یون بنا دیا "درکار ہی تو اُسکے کرم کی نگاہ ہی" اب کچھ اور ہی خوبی پیدا ہو گئی اور تعقید بھی نکل گئی۔

محوی ۔ رنج فراق یار بھی کرب عظیم ہی　　　دل کو قلق، جگر مین خلش لب پہ آہ ہی

اصلاح ۔ اُسکے فراق مین ہین بلا کی مصیبتین　　　دل کو ۔ الخ

پہلے مصرع مین الفاظ غریب اور بھاری بھاری تھے جس سے مطلب بخوبی ادا نہین

ہوتا تھا نیز "ہے"، کا لفظ دونوں مصرعوں کے آخر میں تھا۔ اب اصلاح سے پہلا مصرع دوسرے مصرع سے بہت ہی چسپاں ہو گیا اور نہایت صاف و پاکیزہ رہا۔

غزل اصلاح شدہ ۲۲۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ع

محوی ؎ اداؤں میں ہے فتنہ خیزی کا عالم ۔ قیامت ہے بیساختہ پن تمھارا

اصلاح ؎ دوپٹہ ہے ڈھلکا ہوا سر کھلا ہے ۔ قیامت ہے۔ الخ۔

محوی کے پہلے مصرع سے بیساختہ پن ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ اُستاد نے مصرع نہیں بدلا بلکہ بیساختہ پن کی تصویر کھینچ دی۔ ورنہ پہلے مصرع کو دوسرے سے کوئی مناسبت نہ تھی اب اصلاح سے شعر میں بیساختہ پن اور کامل تناسب بھی پیدا ہو گیا۔

محوی ؎ شبِ وصل جانے کی جلدی ہی کیا ہے ۔ سحر ہوتے چھوڑوں گا دامن تمھارا

اصلاح ؎ شبِ وصل کیا ایسی جانے کی جلدی ۔ سحر کو میں چھوڑونگا دامن تمھارا

"ہی" کو بدل کے پہلا مصرع سحر البیان حضرتِ شوقؔ قدوائی نے یوں بنایا "شبِ وصل کیا ایسی جانے کی جلدی" اور دوسرے مصرع میں بجائے "ہوتے" کاٹ کر "کو میں" بنا دیا جس سے شعر بہت صاف ہو گیا۔

نظم گھر کی چڑیا اصلاح ۱۲۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ع

محوی ؎ ریحانِ حُسن میں ہے سادگی عالم ۔ تو بھولے پن کی گویا تصویر ہے مجسم

پہلے مصرع کو یوں بنایا "اِس حُسنِ قدرتی پر یہ سادگی کا عالم" ریحانِ حُسن بھاری الفاظ تھے اُن کو نکال دیا اور اب مصرع بہت صاف ہو گیا۔

محوی ؎ اعضا تمام تیرے جسطرح مختصر ہیں ۔ تجھ میں اسطرح سے اک مشت بال و پر ہیں

دوسرے مصرع کو یوں بنایا "یونہی ترے بدن پر ایک مشت بال و پر ہیں" اب مفہوم صاف ادا ہو گیا۔ اور چستی بھی آ گئی۔

محوی ؎ ہر گھر میں تو مکین ہی ہر جا ترا مکان ہے / دیوار و در میں تیرا چھوٹا سا آشیان ہی

اوّل مصرع کو یون بنا دیا "ہر سقف میں مکین تو ہر گھر ترا مکان ہی" اِس صلاح سے اور بھی خوبی پیدا ہو گئی۔

محوی ؎ وہ نرم نرم بازو وہ رنگ ملگیا سا / وہ چونچ تیری نازک وہ جسم ہلکا ہلکا

دوسرے مصرع میں "تیری نازک" کی جگہ "کالی کالی" بنا کر مصرع کو درست کر دیا یعنی "وہ چونچ کالی کالی وہ جسم ہلکا ہلکا"۔

محوی ؎ صیاد تاک میں ہی پائے تو نہ پھر چھوڑے / بلی یہ گھات میں ہی گردن تری مروڑے

پہلے مصرع میں "یہ" حشو تھا لہذا یون بنایا "بلی جو تجھکو پائے گردن تری مروڑے" اور اول مصرع کو دوسرا قرار دے کر یون بنایا "شکرا ابھی تاک میں ہی دیکھے تو پھر نہ چھوڑے" بلی کے مقابلے میں "صیاد" کی جگہ "شکرا" بہت عمدہ صلاح ہی۔ اب یہ شعر یون پڑھیے۔

بلی جو تجھکو پائے گردن تری مروڑے / شکرا ابھی تاک میں ہی دیکھے تو پھر نہ چھوڑے

محوی ؎ بچے کو اپنے بیحد شفقت سے پالتی ہی / اُسکے دہن میں دانہ تو آپ ڈالتی ہی

صلاح ؎ ماں تیری تجھکو بیحد شفقت سے پالتی ہی / تیرے دہن میں دانے لا لا کے ڈالتی ہی

اس صلاح سے شعر صاف اور بندش چست ہو گئی۔

نظم صحرا نشین۔ اصلاح ۲۴ جولائی ۱۹۱۱ء

محوی ؎ تری بیساختہ پن پر ہزاروں بانکپن صدقے / مری صحرا نشین پر لاکھ سکانِ چمن صدقے

دوسرے مصرع میں "لاکھ سکان" کے بدنما لفظوں کو نکال کر "سو جوانان" رکھ دیا اور یون کر دیا "مرے صحرا نشین پر سو جوانانِ چمن صدقے"۔ دو لفظوں کے بدلنے سے شعر میں جان پڑ گئی اب دیکھیے کہ مصرع کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔

محوی ؎ بری حالت بنائی ہی یہ کیوں اے ہم نفس تونے / مٹائی شانِ رعنائی و برنائی زبس تونے

اصلاح ؎ بری حالت بنائی ہی یہ کیون اے ہمنفس تونے نہ کھایا کس لیئے اپنی جوانی پر ترس تونے

"زبس" دوسرے مصرع مین حشو تھا اور مصرع کی ترکیب و بندش بھی خراب تھی اِس سبب سے مصرع کو یون بدل دیا "نہ کھایا کس لیئے اپنی جوانی پر ترس تونے" اِس اصلاح سے شعر کس قدر بلند ہوگیا اور نقص بھی نکل گیا۔

محوی ؎ کھلا سر ہی برہنہ پانون ہین اور چاک داماں ہے غم دوری مین بیکس انتہا کا خستہ ساماں ہے

دوسرے مصرع مین "خستہ ساماں" اچھا نہ تھا۔ اور بندش بھی خوب نہ تھی۔ لہذا یون بناکر اپنی اُستادی کا ثبوت دیا "نہ کوئی لطف کی شی ہی نہ کچھ راحت کا ساماں ہے"

محوی ؎ ہتیلی پر جو سر ٹیکا یہ محویت کا عالم ہی سکوت روز و شب شاہد صداقت پیہم ہی

اول مصرع مین "سر ٹیکا" بے محل تھا لہذا بجائے اُسکے "سر رکھا" بنا دیا گیا یعنی ؎

ہتیلی پر جو سر رکھا یہ محویت کا عالم ہی سکوت روز و شب شاہد صداقت پیہم ہی

محوی ؎ کرے کیا کوئی جا کر دشت مین اظہار ہمدردی کہ ہی شوریدہ سر کے سامنے بیکار ہمدردی

اول مصرع مین قافیہ ردیف کی جانب مضاف ہی اور دوسرا نہین ہی یہ صورت درست نہ تھی اِس سبب سے دوسرا مصرع کاٹنا پڑا اور حضرت نے اِس عیب کو یون نکال دیا "سر شوریدہ اُسکا کب اُٹھائے بار ہمدردی" اب شعر یون پڑھیئے ؎

کرے کیا کوئی جا کر دشت مین اظہار ہمدردی سر شوریدہ کب اُسکا اُٹھائے بار ہمدردی

نظم تصویر شاعر اصلاح شدہ ۶ مئی ۱۹۱۲ء

محوی ؎ ترے افکار ہین ذوق سخندانی سی آلودہ ترے اشعار ہین جذبات پنہانی سی آلودہ

لفظ "آلودہ" ناگوار معلوم ہوا اِس سبب سے دونون جگہ تصرف کرنا پڑا اور یون درست فرمایا ؎

ترے افکار ہین یا مخزن ذوق سخندانی ترے اشعار ہین یا معدن جذبات پنہانی

شاگرد کے مضمون کو اُستاد نے اپنے الفاظ مین ادا کر دیا۔

محوی ؎ تجھے شوق سخنگوئی جنون بن کر یہان لایا　　کہ تنہائی تجھے مطلوب تھی تو خود چلا آیا

دوسرا مصرع پست تھا اُسکو کاٹ کر یہ مصرع لکھا "اثر تجھپر کیا جوش تخیل نے فسون بنکر" اور پہلا مصرع یون کر دیا۔ "تجھے شوق سخن گوئی یہان لایا جنون بن کر" اب اس شعر کو یون پڑھیے۔ ؎

تجھے شوق سخن گوئی یہان لایا جنون بنکر　　اثر تجھپر کیا جوش تخیل نے فسون بن کر

اِس اصلاح سے شعر کا عالم ہی کچھ اور ہو گیا۔

محوی ؎ کھلی صدری نے رازافشا کیا سینے کی دھڑکن کا　　ترا چاکِ جگر ہی معجزہ اِک شوخ چتون کا

اصلاح ؎ کھلی صدری تو پردہ کھل گیا سینے کی دھڑکن کا　　ترا چاکِ۔ الخ

اِس اصلاح سے مصرعۂ اولیٰ نہایت بلند ہو گیا۔ اور محاورے نے لطف جدید پیدا کر دیا۔ "پردہ کھل گیا" یہ ٹکڑا اُستادانہ رکھ دیا۔ ایسی اصلاحین دینا واقعی ایسے ہی اُستاد ماہرِ فن کا حصّہ ہی۔

جناب مولوی محبوب علی صاحب محبوبؔ لکھنوی ؎

سوزشِ عشق نے جو آگ لگائی دل مین　　ایک خوننابِ جگر سے بھی بجھائی نہ گئی

اصلاح ؎ سوزشِ عشق الخ　　سیل خونناب جگر سے بھی بجھائی نہ گئی

مصرعۂ ثانی مین بجائے "ایک" کے "سیل" بنایا۔ ایک کا لفظ بلا ضرورت تھا اور سیل کی ضرورت تھی۔ جسنے شعر مین روانی پیدا کر دی۔

محبوبؔ ؎ خیر مقدم ہے کس مصیبت کا　　خود بخود خوش جو یہ طبیعت ہے

اصلاح ؎ خیر مقدم۔ الخ　　خود بخود آج خوش طبیعت ہے

مصرعۂ ثانی مین بجائے "خوش جو یہ" کے "آج خوش" بنا کر شعر کو درست فرمایا اور حشو و زوائد سے پاک کیا۔

مولوی محمد امانت رسول صاحب عشقی خلف مولانا ہدایت رسول صاحب مرحوم کا مطلع تھا۔

قتل عشاق کی شہرت ہی جفا کارو نمین | عید ہی عید محبت کے گنہگارون مین

اصلاح ۔ قتل عشاق الخ | عید قربان ہی محبت کے گنہگارون مین

مصرعۂ ثانی مین بجائے "عید ہی عید" کے "عید قربان" بنایا چونکہ مصرعۂ اولی مین قتل عشاق کا ذکر ہی۔ اس مناسبت سے عید قربان کا ٹکڑا نہایت موزون بنایا گیا۔

عشقی ۔ ہوگیا حسن کے بازار مین جھرمٹ کتنا | آج چلتی نظر آتی ہی خریدارو نمین

اصلاح ۔ ہوگیا حسن کے بازار مین مجمع کتنا | آج چلتی ۔ الخ۔

پہلے مصرع مین بجائے "جھرمٹ" کے "مجمع" بنایا حسینونکا جھرمٹ ستارونکا جھرمٹ کہتے ہین مگر "بازار مین جھرمٹ" کا یہ محل نہ تھا اسلیئے "مجمع" بنایا۔ اور بہت خوب بنایا۔

عشقی ۔ یہ بھی آپ ہی جوانی سے ہوا محجوب | ایک ہی تھا فلک پیر ستمگارو نمین

اصلاح ۔ اسکو بھی تری جوانی نے دکھایا نیچا | کہنہ مشق ایک فلک ہی تھا ستمگارو نمین

بہت خوب اصلاح دی۔

عشقی ۔ اور ہمدرد کہون عشق مین کسکو عشقی | صرف اک دل ہی وہ ہی آپکے غمخوارو نمین

اصلاح ۔ اور ہمدرد الخ۔ | صرف اک درد ہی باقی مرے غمخوارو نمین

مقطع کی شان اب پیدا ہوئی۔

عشقی ۔ ٹھہری جرم ای ظالم نگاہ پھر اگر کرنا | تو ہم بھی زخمی الفت ہین ہم پر بھی نظر کرنا

اصلاح ۔ کسی جانب نگاہ او شرم والے تو اگر کرنا | تو ہم بھی دل لیئے بیٹھے ہین ہم پر بھی نظر کرنا

عشقی کا مطلع ذرا الجھا ہوا تھا۔ اب اصلاح سے مطلع مین صفائی کے علاوہ روانی بھی پیدا ہو گئی دوسرے مصرع مین "دل لئے بیٹھے ہین" یہ ٹکڑا استادی کا رکھ دیا۔

عشقی ۔ قیامت خیز منظر ہی مری بیتابی دل کا | کلیجا تھام کر رخصت انھین وقت سحر کرنا۔

اصلاح ٥ قیامت ہی کا منظر ہی یہ بیتابی کا منظر بھی — کلیجا تھام کر رخصت انھیں وقتِ سحر کرنا

مصرعۂ اولیٰ میں "یہ قیامت ہی کا منظر" بھی خوب بنایا جس سے شعر میں اثر پیدا ہو گیا

عشقی ٥ کیسکی بزم محشر خیز میں جاتے تو ہو عشقی — جو کچھ افتاد بیش آئے تو ہمکو بھی خبر کرنا

اصلاح ٥ کیسکی بزم ۔ الخ — جو کچھ افتاد پڑ جائے تو ہمکو بھی خبر کرنا

افتاد کے لیے پڑنا ہی خوب ہی۔

عشقی ٥ تم گئے دیسے تو اپنا درد دلکو دے گئے — میں بہت خوش ہوں تمھارے ہجر کے آزار سے

اصلاح ٥ تم گئے ۔ الخ — وصل کا پہلو بھی نکلا ہجر کے آزار سے

مصرعۂ ثانی میں "وصل کا پہلو بھی نکلا" یہ ٹکڑا استادی کا رکھ دیا کیونکہ "درد دل" کو یہاں بجائے معشوق کے قرار دے کر وصل کا پہلو نکال دیا جس سے شعر میں بہت ترقی پیدا ہو گئی۔

عشقی ٥ دل تھا پہلو میں ہماری اک جہانِ آرزو — خون ہو کر بہہ گیا برقِ نگاہِ یار سے

اصلاح ٥ دل تھا ۔ الخ — خون ہو کر جل گیا برقِ نگاہِ یار سے

برقِ نگاہِ یار سے بہہ جانا ناممکن تھا ۔ جل جانا خوب اور بہت خوب ہے۔

مولوی سید خورشید علی صاحب مہر دہلوی ٥

تصور آپکا تنہائی میں ہی باعثِ تسکین — مری خلوت کدی میں اک یہی تصویر اچھی ہی

دوسرے مصرع کو یوں بنایا "مری خلوت کدے کیواسطے تصویر اچھی ہی" اور یہ نوٹ لکھا "یہی" کا لفظ تو کہہ رہا تھا کہ اور تصویریں بھی ہیں جن میں اچھی یہی تصویر ہی حالانکہ شعر سے صرف ایک تصویر کا وجود پایا جاتا ہے۔

مہر ٥ وہ خفا ہیں آگ غصہ کو لگا ہی کیوں نہ دیں — دیکھکر میری طرف اب مسکرا ہی کیوں نہ دیں

اول مصرع کاٹ کر یہ لکھا "میل کرنا ہی تو غصے کو اڑا ہی کیوں نہ دیں" اور یہ نوٹ لکھا آگ لگانا عورتوں کا محاورہ ہے ۔ یہاں بالکل نازیبا صورت سے بندھا۔

شعر ؎ ظلمت مری قسمت کی اُدھر بھی ہو اِدھر بھی — کم شامِ غریبان سے نہین غم کی سحر بھی

دوسرا مصرع یون بنا دیا۔ "ہی شامِ غریبان یہ جدائی کی سحر بھی" اور یہ نوٹ لکھا غم کی سحر تو کوئی چیز نہین ہی۔ ہان فرقت کی سحر ضرور ہے۔

شعر ؎ ہی منتظرِ درد مرا دل بھی جگر بھی — اے تُرکِ کماندار کوئی تیر اِدھر بھی

اول مصرع کو یون کر دیا۔ "ہی درد کا مشتاق مرا دل بھی جگر بھی" اور لکھا کہ۔ مُنتظرِ درد ترکیب ناقص۔

شعر ؎ کسطرح سناؤن دلِ بیمار کا احوال — لینے دے ذرا چین مجھے دردِ جگر بھی

اول مصرع مین سے لفظ "احوال" کاٹ کر اُسکی جگہ "کچھ حال" بنا دیا اور یہ نوٹ لکھا احوال اَب فصحا مین مروّج نہین ہے۔

شعر ؎ ہو نہ لباس تار تار بڑھنے نہ دون جنون کو مین — ضبط بھی ہو سکی مگر جوشِ بہار دیکھکر

اوّل مصرع کاٹ کر یہ مصرع بنا دیا گیا ہی "دست درازی جنون دشمن پیرہن تو ہی" اِس اصلاح سے شعر کس قدر بلند اور صاف ہو گیا۔

شعر ؎ رُونے نہ کیون بتائیے شکلین دل کی حسرتین — میری طرف سے آپکے دلمین غبار دیکھکر

صلاح ؎ روؤن نہ کیون بتائیے پڑ گئی خاک اُمید پر — اپنی طرف سے آپ کے دلمین غبار دیکھکر

اور یہ نوٹ لکھا۔ کہ پہلے مصرع مین حسرتون کا مٹنا یہان کچھ لطف نہین دیتا خاک سے غبار کا لطف بہت بڑھ گیا اور دوسرے مصرع مین یہ محل "میری" کا نہین ہی۔ "میری" یہان خلاف محاورہ ہے

شعر ؎ رنج و الم سہی مگر ضبط بھی کوئی چیز ہی — رونہ قفس مین عندلیب فصلِ بہار دیکھکر

صلاح ؎ رنج قفس سہی مگر ضبط بھی کوئی چیز ہی — اتنی تڑپ نہ عندلیب فصلِ بہار دیکھکر

دوسرے مصرع پر یہ نوٹ تحریر فرمایا۔ تڑپنا اور نالے کرنا تو عندلیب کیلئے ہی مگر رونا نہین ہی۔

شعر ؎ اب تو نہین تھین مگر یاد یہ جور آئینگے — مجکو خدا کے سامنے روزِ شمار دیکھکر

اصلاح ۔ آج نہین تو کل تمھین آئینگی یہ جفائین یاد   مجکو خدا کے سامنے روزِ شمار دیکھکر

آج اور کل کے لفظون نے شعر مین جو خوبی پیدا کر دی وہ محتاج بیان نہین ہو خود اُستاد نے یہ نوٹ لکھکر شاگرد کی حوصلہ افزائی فرمائی ہو "اس شعر کا مفہوم اچھا ہو"۔

پھر ۔ پھر سکون تو کہان دلکو فراق مین مگر   اور بڑھا کچھ اضطراب اُنکا مُہ یار دیکھکر

اصلاح ۔ رحم کی ہر اُمید پر پڑ گئی اوس آج پھر   اور بڑھا ۔ الخ

پہلا مصرع بدل کر یہ نوٹ لکھا "اول مصرع مین لفظ "مگر" یہان زبان اور بول چال کے خلاف ہو۔ اول مصرع دوسرے مصرع سے الگ تھا۔ سبحان اللہ اس اصلاح سے شعر مین ایک جان تازہ پڑ گئی۔

پھر ۔ مین نے مانا مین گیا دُنیا سے لیکر حسرتین   تم کہو لیکن تمھارا کیا بھلا ہو جائیگا

اصلاح ۔ جاؤنگا دُنیا سے مین تو حسرتین لیکر ضرور   تم کہو آخر تمھارا کیا بھلا جائے گا

اس اصلاح سے شعر بہت بلند اور صاف ہو گیا۔ اور جو خوبیان پیدا ہو گئین وہ بیان مین نہین آسکتین۔

پھر ۔ حیرت نے آہ منھ سے کہنے دیا نہ کچھ بھی   بیٹھے رہے ہم اُنکی محفل مین بے زبان سے

اوّل مصرع مین "حیرت نے آہ" کی جگہ "پاس ادب نے" بنا دیا جس سے شعر کا لُطف دونا ہو گیا اور حیرت کا سبب کچھ الفاظ سے ظاہر نہ تھا اب سبب خموشی ظاہر ہو گیا۔

پھر ۔ کسکے لحد پہ حسرت کرتی ہو پاسبانی   ناشاد اُٹھ گیا کون افسوس اس جہان سے

اول مصرع کو یون بنا دیا ہو "کسکی لحد پہ بیٹھی حسرت بنی مجاور" لحد کے لیئے واقعی پاسبانی کا لفظ موزون نہ تھا "مجاور" کے لفظ نے شعر مین جان ڈال دی۔ اُستادی کے یہی معنی ہین۔ حضرتِ شوق کی اُستادی مین کسکو شک ہو سکتا ہے۔

جلیل القدر نواب جیت فصاحت جنگ بہادر جلیل جانشین حضرت امیر مینائی

خاکسار مولف کتاب ہذا۔

جدھر ان شوخ آنکھوں سے نگاہ فتنہ زا نکلے قیامت تک اُس رستے سے اے قاتل قضا نکلے

اصلاح ۵ جدھر ان ۔ الخ قیامت تک اُدھر سے پھر نہ اے قاتل قضا نکلے

چونکہ پہلے مصرع مین "جدھر" کا لفظ تھا اسلیئے اُسکے مقابل مین "اُدھر" کا لفظ نہایت ہی برمحل رکھا گیا صنعت تقابل کے علاوہ اب دونون مصرع برابر ہوگئے اور مطلع بلند کردیا گیا۔

مولف ۵ بہت چاہا چھپائین چوٹ اُلفت کی مگر ہمدم جگر کے چند ٹکڑے آنسوؤن مین ملکر آ نکلے

اصلاح ۵ چھپائی چوٹ اُلفت کی بہت پر کیا کرین ہمدم جگر کے ۔ الخ

اے سبحان اللہ کیا اصلاح دی "کیا کرین ہمدم" یہ ٹکڑا کس قدر موثر ہے جس نے شعر کو دردانگیز اور با اثر بنا دیا۔ اس شعر کی داد ہمارے معنی فہم دوست حضرت محوی لکھنوی ان الفاظ مین دیتے ہین۔

"بھائی صفدر! کیا قیامت کا شعر کہا ہے تعریف کے لیئے زبان اور منھ چاہیئے"
"یون تو اس غزل مین ایک سے ایک بڑھکر شعر ہین مگر یہ خاص میرے مذاق کا ہے"
"دُکھا ہوا دل۔ جلا ہوا کلیجا۔ برمایا ہوا جگر بے چین طبیعت اسکی لذت سے خوب واقف"
"ہے اس شعر سے آپ کے وفور غم اور پریشانیون کا حال معلوم ہوتا ہے اس مذاق کیلئے"
"پختگی اور بہت سی باتون کی ضرورت ہے ذوق صحیح اور مذاق سلیم ایسے ہی اشعار سے"
"پیدا ہو سکتا ہے"

مولف ۵ چٹکیاں لینے کی اب کرتے ہین مشق شوخیو نمین جان ڈالی جائے گی

اصلاح ۵ چٹکیاں لینے کی وہ کرتے ہین مشق شوخیون مین ۔ الخ

پہلے مصرع مین "اب" کا لفظ بلاضرورت تھا اور یہ بھی پتا نہ چلتا تھا کہ کون چٹکیان لینے کی مشق کرتا ہی ایک لفظ "وہ" سے شعر مین روانی اور فصاحت ہی نہین پیدا ہوئی بلکہ دونون نقص رفع ہو گئے۔

مولف ؎ یہ ناز کی ہی کہ تلوار تک نہین اٹھتی — حلال تمنے کیا اور مین حلال ہوا

اصلاح ؎ یہ ناز کی ہی کہ تلوار تک نہین کھنچتی — حلال تمنے کیا۔ الخ

اُستاد نے بجائے "اُٹھتی" کے "کھنچتی" بنایا۔ تلوار کے لیئے کھنچنا ہی زیادہ مناسب ہے اِس اصلاح سے جو لطف آیا ہی وہ بیان مین نہین آسکتا۔

مولف ؎ جو مین نے چوم لیا مُنھ بہت ہی شرمگر — خطا مری تھی تمھین مفت انفعال ہوا

اصلاح ؎ جو مین نے۔ الخ — خطا مری تھی اُنھین مفت انفعال ہوا

دوسرے مصرع مین بجائے "تمھین" کے "اُنھین" بنایا چونکہ مصرع اولی مین معشوق سے خطاب نہین بلکہ ایک واقعہ کا بیان عام طور سے کیا جاتا ہی اسلیئے اُستاد نے اُنھین بنا کر شعر مین ایک حُسن پیدا کر دیا۔

مولف ؎ ادا پر دل کی یہ بھی کوئی اوسفاک تھی شاید — بھلا کیون ناوک مژگان جگر کے پار ہو جانا

اصلاح ؎ مری سفاکت بھی اک ادائے پردہ داری ہی — بھلا کیون۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے انداز بیان۔ بندش۔ صفائی مصرع کی چستی ملاحظہ فرمایئے مضمون وہی ہی مگر لفظون کے اُلٹ پھیر نے ایک خاص لُطف پیدا کر دیا۔ اصلاح اِسی کو کہتے ہین۔

مولف ؎ ادا سمجھ کے وہ دامن سے مُنھ چھپاتے ہین — حجاب ہی جو یہی تو حجاب کیا ہوگا

اصلاح ؎ ادا سمجھ کے وہ آنچل سے مُنھ چھپاتے ہین — حجاب ہی۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "دامن" کے "آنچل" بنایا اب حقیقت مین ادا ادا ہو گئی۔ اس اصلاح مین اُستاد کامل نے آنچل اور دامن مین جو نازک فرق دکھایا وہ دیکھنے کی چیز ہی

دامن سے مُنھ چھپانے مین گو مفہوم ادا ہوجاتا ہی مگر آنچل سے منھ چھپانے مین ایک خاص ادا پیدا ہوگئی وہ کچھ انھین دل گرفتون کے دل سے پوچھیے جن پر کبھی ایسا وقت گزر چکا ہی

مولف ؎ اِدھر ہم سے ذرا آنکھین ملاؤ   نگاہِ ناز کیا قاتل نہین ہی

اصلاح ؎ اِدھر دیکھو سو خنجر نہ دیکھو   نگاہِ ناز۔ الخ

اس اصلاح کا کیا کہنا مصرعۂ اولیٰ کی ترمیم سے شعر مین معنوی خوبیون کے علاوہ ایک بانکپن پیدا ہوگیا "سو خنجر نہ دیکھو" یہ ٹکڑا اُستادانہ رکھ دیا۔ ہائے معشوق سے خطاب اور کس لطف سے اس مصرع کی کیا تعریف ہوسکے۔ ارے توبہ "اِدھر دیکھو سو خنجر دیکھو" حضرت کی معنی فہمی اور وسیع النظری کے ثبوت مین بس یہی ایک اصلاح کافی ہی اہل نظر ذرا غور سے دیکھین اور داد دین۔

مولف ؎ آنکھوں سے دیکھکر کوئی محفل مین رہ گیا   کانٹا سا اِک کھٹک کے میرے دل مین رہ گیا

اصلاح ؎ وہ دیکھکر کنکھیون سے محفل مین رہ گیا   کانٹا۔ الخ

کنکھیون سے دیکھنا ایک خاص ادا ہی خصوصاً بھری محفل مین گو آنکھیون سے دیکھنا بھی غلط نہ تھا مگر کنکھیون سے اچھا خاصا کانٹا بن گیا جو دلِ عاشق مین کھٹک کے رہ گیا۔

مولف ؎ سمجھنے والے اسکو ماجرائے درد دل سمجھے   نظر آئے جو قطرے خون کے کچھ نوک مژگان پر

اصلاح ؎ سمجھنے والے رودادِ دلِ بسمل اسے سمجھے   نظر آئے۔ الخ

اس اصلاح سے شعر مین جو گنا حسن بڑھ گیا اب یہ شعر رنگ مینائی مین ڈوبا ہوا نظر آتا ہی کیونکہ مصرعۂ ثانی یون ہی کہ "نظر آئے جو قطرے خون کے کچھ نوکِ مژگان پر" اس کی مناسبت سے "رودادِ دلِ بسمل" ہی مناسب تھا۔ اے سبحان اللہ کیا اصلاح ہی

مولف ؎ کون کہتا ہی اسے ناز و ادا آتی نہین   مین قضا سے جان دیتا ہون قضا آتی نہین

اصلاح ؎ کون کہتا ہی لیسے تیری ادا آتی نہین   مین قضا۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "ناز" کے "تری" بنایا اصل مصرع مین ناز کا لفظ بلاضرورت تھا صرف ایک لفظ کی ترمیم سے مطلع کس قدر بلند ہو گیا۔ اصلاح اسی کا نام ہے۔

مولف ؎ نالہ و آہ پہ ظالم کو ہنسی آتی ہے بجلیان ٹوٹ رہی ہین مرے غمخوار و نیر

اصلاح ؎ نالہ و آہ پہ اُن کو تو ہنسی آتی ہے بجلیان ٹوٹ - الخ

پہلے مصرع مین بجائے "ظالم کو" "اُن کو تو" بنایا جس سے لطف زبان کتنا بڑھ گیا اور مصرع مین روانی پیدا ہو گئی۔ اِس "تو" کی کیا تعریف ہو سکے اِس موقع پر بغیر "تو" کے مصرعۂ ثانی کا صحیح مفہوم ادا نہ ہو سکتا تھا۔ اصل شعر کے بعد اصلاح کو پڑھکر لطف اندوز ہوجیئے۔

مولف ؎ پھول کس باغ کے ہین یہ تو بتادو اے گل کہ نظر پڑتی ہے رضوان کی ترے ہار و نیر

اصلاح ؎ کہ تو اے حور لقا پھول ہین کس گلشن کے کہ نظر - الخ

رضوان کی مناسبت سے پہلے مصرع مین "حور لقا" بنایا۔ مضمون وہی ہے مگر صرف لفظون کی ترمیم سے شعر مین ایک حُسن پیدا ہو گیا۔

مولف ؎ بارہا لوٹ گئی آکے اجل بالین سے رحم آیا نہ اسے بھی ترے بیمار و نیر

اصلاح ؎ بارہا پھر گئی آآکے اجل بالین سے رحم آیا - الخ

اصل مصرع مین "لوٹ گئی" غیر فصیح تھا اسلئے بجائے اُسکے اُستاد نے "پھر گئی" بنایا۔ بارہا اجل کے آنے کا ثبوت آآکے سے پیدا ہو گیا۔ اِس اصلاح سے شعر مین ترقی اور روانی ہی نہین پیدا ہوئی بلکہ بیمار کی نازک حالت کا پتا چل گیا۔ بلاغت اِسے کہتے ہین اللہ اللہ کیا اصلاح دی۔

مولف ؎ چلین گے جام جب آئیگا بزم مین ساقی تمھاری آنکھ تو توبہ شکن ابھی سے ہے

اصلاح ؎ بھرینگے مے سے پیالے جب آئیگا ساقی تمھاری آنکھ - الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین ایک کیفیت پیدا ہو گئی۔ پیالہ مشبہ ہے

اور آنکہ مشبہ بہ ہیں ان دونوں نے ملکر شعر کو پُر کیف بنا دیا اور پہلے سے چوگنا حُسن بڑھ گیا۔

شعر مندرجۂ ذیل پر گو کوئی اصلاح نہیں ہی مگر اُستاد کا ایک نوٹ ایسا ہی جسے اگرچہ "مشاطۂ سخن" سے کوئی تعلق نہیں مگر مولف کے لئے باعث فخر ہی اس لیے مقطع معہ نوٹ درج ذیل ہے۔

مولف ؎ چُن چُن کے پھول لائی ہین باغ جلیلؔ سے صفدرؔ عروسِ نظم کا زیور بنائینگے

اِس مقطع پر حضرت نے یہ نوٹ تحریر فرمایا "بجائے جلیلؔ کے اگر امیرؔ ہوتا تو مین اور زیادہ خوش ہوتا" اللہ اللہ کیا اُستادانہ داد ہی۔ مولف کے لیئے عمر بھر فخر کرنے کو یہ ایک فقرہ کافی ہے۔

مولف ؎ بیساختہ صفدرؔ نے یہ تاریخ لکھی آج جو لفظ ہی دیوان کا وہ جانِ سُخن ہی ۱۹۱۶ء

اصلاح ؎ تاریخ بھی کیا خوب لکھی آپنے صفدرؔ جو لفظ ہی۔ الخ

پہلے مصرع مین "یہ" اور "آج" زائد تھے۔ اس لیئے مصرع ترمیم کیا گیا مصرعۂ تاریخ پر جو نوٹ تحریر فرمایا وہ یہ ہی "آپنے تاریخ "جان سخن" کی ایسی بےمثل کہی کہ جسکی داد نہین دی جا سکتی۔ بہت جی خوش ہوا۔ بارک اللہ۔

مولوی عبدالغفور صاحب شہرؔ استھانوی بہاری ؎

آتشِ اُلفت مین جل بھُنکر ہوئے دونون تباہ شمع روتی ہی رہی پروانہ جلتا ہی رہا

اصلاح ؎ آتشِ اُلفت نے دونون کو نہ دم لینے دیا شمع روتی۔ الخ

اصل شعر مین جل بھن کر کا ٹکڑا اسوجہ سے صحیح نہ تھا کہ دوسرے مصرع مین "شمع روتی ہی رہی" کہا گیا ہی۔ گو اسکا رونا بغیر جلے ہوئے ناممکن ہی تاہم اسمین تعقید ضرور تھی "دونون کو نہ دم لینے دیا" اسکی جگہ پر نہایت موزون ہوا۔ علاوہ اس کے پہلے مصرع مین جو ثقالت تھی وہ رفع ہوگئی اور بندش نہایت چُست اور شعر مین صفائی اور روانی بڑھ گئی۔

شعر ۔ او دلِ بیتاب تجکو کچھ خبر بھی سکی ہی • آگے وہ پھر بھی گئے او رتو سنبھلتا ہی رہا

اصلاح ۔ او دل ۔ الخ آگے وہ جا بھی چکے او رتو سنبھلتا ہی رہا

دوسرے مصرع مین بجائے "پھر بھی گئے" کے "جا بھی چکے" بنایا "پھر بھی گئے" کی جگہ "جا بھی چکے" زیادہ فصیح ہی اور آنے کے مقابل مین جانا بہ نسبت پھر جانے کے علاوہ تقابل کے زیادہ موزون ہے ۔

شعر ۔ کون ساقی بزم آرا ہی کہ ہر گلشن کا پھول اپنے ہاتھو مین لیئے ساغر نکلتا ہی رہا

اصلاح ۔ کون ساقی ۔ الخ دستِ نازک مین لیئے ساغر نکلتا ہی رہا

دوسرے مصرع مین بجائے "اپنے ہاتھون" کے "دست نازک" بنایا ۔ پھول کی صفت نازک ہونا چاہیئے ۔ اسلیئے دست نازک کسقدر رمناسب حال ہی ۔ علاوہ اسکے کون ساقی بزم آرا ہی" اس ٹکڑے کے لحاظ سے اسمین یہ معنی بھی پیدا ہوگئے کہ وہ ساقی کیسا ہوگا ۔ درحقیقت ذرا سے تغیر و تبدل سے ایسی خوبیونکا پیدا کرنا ایسے ہی جلیل القدر اُستاد کا کام ہی ۔

شعر ۔ کیون در کو ترے چھوڑ کے جاؤ نمین بیابان مجنون کیطرح عشق مین وحشت تو نہین ہے

اصلاح ۔ کیون در کو ترے چھوڑ کے صحرا کو مین جاؤن مجنون کیطرح کچھ مجھے وحشت تو نہین ہے

اِس شعر کی اصلاح کا کیا کہنا جو بات پیدا ہو گئی ہی وہ صاحبِ مذاق سلیم خوب سمجھ سکتے ہین زیادہ محتاج تشریح نہین ۔ اسکی خوبیان ظاہر ہین ۔

شعر ۔ غم مین رہنے دو مبتلا کر کے درد بڑھ جائیگا دوا کر کے

اصلاح ۔ غم مین الخ کیا بنا لو گے تم دوا کر کے

دوسرے مصرع مین بجائے "درد بڑھ جائیگا" کے "کیا بنا لو گے" بنایا ۔ کیا بنا لوگے نے اِس شعر مین جو بلاغت پیدا کر دی اُسکا اظہار لفظو نمین ناممکن ہی صاحب ذوق سلیم خود سمجھ سکتے ہین

شعر ۔ کِسکو معلوم تھا محبت مین ہونگے آزردہ ہم وفا کر کے

اصلاح ۔ کِسکو معلوم ۔ الخ ہونگے شرمندہ ہم وفا کر کے

دوسرے مصرع میں بجائے "آزردہ" کے "شرمندہ" بنایا۔ شرمندہ نے اِس شعر میں جان ڈال دی محبت میں کوئی آزردہ نہیں ہوتا۔ عاشق کا کام محبت کرنا ہی محبت سے آزردگی کیون ہونے لگی۔

شعر ؎ کھینچتے کیون ہو میان سے خنجر　　دیکھ لو یہ بھی حوصلہ کر کے
اصلاح ؎ کیون دکھاتے ہو دور سے تلوار　　دیکھ لو یہ - الخ

اصل شعر سے معلوم ہوتا تھا کہ میان سے خنجر کھینچنے کا حوصلہ ہی حالانکہ قاتل کا یہ مقصد نہین تھا جب دور سے تلوار دکھانا ظاہر کیا گیا اور اُسکے ساتھ "کیون" تو اس سے یہ بات پیدا ہو گئی کہ قتل کرنے کا جو حوصلہ ہی وہ حوصلہ بھی نکال ڈالو اور شعر کا اصل مفہوم اِس اصلاح سے اب ادا ہوا اِس مختصر زمین مین اس اختصار کے ساتھ اصل مفہوم کو ادا کر دینے سے اُستاد کی اُستادی معلوم ہوتی ہے۔

شعر ؎ چھپے گا ہمسے کیا محشر مین قاتل　　شہادت دینگی یہ چھینٹین لہو کی
اصلاح ؎ کہان جائیگا بچکر ہمسے قاتل　　شہادت دینگی۔

اِس اصلاح نے تعمیم کر دی جس سے معانی کی وسعت بڑھ گئی۔

شعر ؎ مین کیا کہون کہ کیا نگہِ شوخِ یار ہی　　کوئی شہید ناز کوئی دل فگار ہی
اصلاح ؎ مین کیا۔ الخ　　کوئی جگر فگار کوئی دل فگار ہی

شہیدِ ناز کے کہنے سے نگاہ کی خصوصیت نہ رہتی اسلیئے بجائے اُسکے جگر فگار بنایا

شعر ؎ دل بھی گیا جگر بھی گیا داغ رہگیا　　اُس مرنے کی ایک یہی یادگار ہی
اصلاح ؎ دل بھی۔ الخ　　مجھ مرنے کی ایک یہی یادگار ہی

دوسرے مصرع مین بجائے "اُس" کے "مجھ" بنایا جس سے شعر کے معنی واضح ہو گئے۔

شعر ؎ وہ آتا ہی تو عجب سب کا حال ہوتا ہی　　چمن مین دیکھیئے جسکو نہال ہوتا ہی
اصلاح　وہ آتے ہین تو خوشی سے یہ حال ہوتا ہی　　چمن مین الخ

اِس شعر کی اصلاح بھی ظاہر ہو کہ اُن کے آنے کی خوشی مین جسکو دیکھے نہال ہوتا ہی بخلاف اسکے اصل شعر مین اُسکے آنیسے پہلے یہ ظاہر کیا گیا کہ سب کا عجب حال ہوتا ہی پھر دوسرے مصرع مین یہ دکھایا گیا کہ چمن مین جسکو دیکھے نہال ہوتا ہی جسمین کسی قدر بھونڈاپن تھا اسکو اصلاح نے رفع کر دیا۔

شعر ۵ اُٹھ گئے جب وہ میرے پہلو سے درد اُٹھکر شریک حال ہوا

اصلاح ۵ میرے پہلو مین جب وہ بیٹھے درد اُٹھکر۔ الخ

اس اصلاح مین بھی ایک خفیف تغیر و تبدل سے جو لطف پیدا ہو گیا ہی اُسکو ارباب نظر خوب سمجھ سکتے ہین اصل شعر مین دونون مصرعون مین "اُٹھنے" کا لفظ ثقل پیدا کرتا تھا۔ اِسی کو جب وہ بیٹھے کے ساتھ کہا گیا تو اسمین ایک معنوی خوبی پیدا ہو گئی۔ چونکہ دوسرے مصرع مین درد کے اُٹھنے کا ذکر کیا گیا اسلئے پہلے مصرع مین کہا گیا کہ مرے پہلو مین جب وہ بیٹھے۔ اَب اِسکی معنوی خوبیون پر غور فرمائیے۔

شعر ۵ (نعتیہ)

حُسن یوسف سے کچھ نہین تشبیہ تو زمانے مین بیمثال ہوا

اصلاح حُسن یوسف سے تجکو کیا نسبت تو زمانے مین۔ الخ

اصلاح مین حُسن محبوب خدا کے سامنے حسن یوسف کی اہمیت اور عظمت کچھ نہین سمجھی گئی اور اسکو کس خوبی سے ادا کیا گیا۔ صلّ علی۔

شعر ۵ پاس اپنے کیا ہی اب تیغ ابروے صنم مدتین گزرین کہ دلکو نذر پیکان کر چکے

اصلاح ۵ پاس اپنے۔ الخ ایک دل تھا اُسکو نذر نیز مژگان کر چکے

اِس شعر کی اصلاح بھی اُستادی سے خالی نہین کیونکہ پہلے مصرع مین یہ ظاہر کیا گیا ہی کہ اَب ہماری پاس کچھ بھی نہین ہی اور پھر دوسرے مصرع مین کہا جاتا ہی کہ مدتین گزرین کہ دلکو نذر پیکان کر چکے اِس سے یہ قطعًا ظاہر نہین ہوتا کہ آب ہماری پاس

کچھ بھی نہین ہو۔ بخلاف اسکے جب یہ کہا گیا کہ ایک دل تھا اُسکو نذر تیر مژگان کر چکے، تو معلوم ہوا کہ واقعی آب کچھ بھی نہین رہا اور پہلے مصرع مین جو دعوی کیا گیا تھا اسکا ثبوت قوی دوسرے مصرع سے پیدا ہو گیا۔

شعر ۔ اسپہ مرتا ہون کہ لذت ہے باقی قابل زخم دل شور تبسم سے نمکدان ہو جائے

اصلاح ۔ مین وہ بسمل ہون کہ ہر مجکو تمنا قاتل زخم دل۔ الخ

اصل شعر کے پہلے مصرع سے یہ ظاہر نہین ہوتا تھا کہ کس چیز مین لذت باقی ہی اور دوسرے مصرع سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ زخم دلکو شور تبسم سے نمکدان ہونے کی آرزو ہو پہلے مصرع کی ترمیم سے یہ نقص رفع ہو گیا۔

شعر ۔ زرا غمزے سے اپنے پوچھ لینا ادا تیری اگر قاتل نہین ہے

اصلاح ۔ کیا ہے خون کسنے حسرتون کا ادا تیری اگر۔ الخ

اس شعر مین اصلاح سے جو بلاغت پیدا ہو گئی وہ تعریف سے بالاتر ہی۔ اسکی مزید توضیح یون ہو اُسکی ادا کے سوا کوئی اور دوسری چیز قاتل نہین ہو سکتی اسکو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ اگر تیری ادا قاتل نہین ہی تو میری حسرتونکا خون کسنے کیا ہی اور یہ واقعہ ہی کہ خون حسرتون کا ہوا ہے۔ لہذا ضرور رہی کہ تیری ادا قاتل ہو ایسے وسیع مضمون کو ان چھوٹے چھوٹے مصرعون مین ادا کرنا کمال اُستادی کی دلیل ہو اور پھر اصلاح سے جو خاص لطف پیدا ہو گیا وہ اہل نظر دیکھ سکتے ہین۔

اس شعر کو پھر پڑھیئے اللہ اللہ ۔

کیا ہے خون کسنے حسرتون کا ادا تیری اگر قاتل نہین ہے

قاتل کا قافیہ اس سے بہتر کب شوار ہے۔

ابو العلا حکیم سعید احمد ناطق لکھنوی

منشی عبد الشکور صاحب شاکر کانپوری سے

یہان تو جان بھی کام آگئی عبارت مین وہان اشارہ نہین تو سوال ہوتا ہی

اصلاح ۔ یہان تو روح بھی کام آگئی عبارت مین وہان الخ۔

جان بھی بیکام نہین مگر روحانیت کا تصرف بہ نسبت جان کے روح مین زیادہ ہو۔

حافظ عبد العلی صاحب عزیز لکھنوی سے

نور آنکھو نمین ہی روشن آتش غم دل مین ہے کوئی دیکھے تو تجلی اُسکی ہر محفل مین ہے

اصلاح ۔ روشنی ہر آنکھ مین ہی نور ہر اک دل مین ہے کوئی دیکھے ۔ الخ

اسکا عکس اس سے فصیح ہے۔ آنکھ کے واسطے روشنی اور دل کے واسطے نور زیادہ صحیح ہے۔

شیخ احمد حسین صاحب احمد مراد آبادی سے

غم کہان اس عشق مین لیکن سلیقہ چاہیے اپنی یکجہتی سے مین نے غیر کو اپنا کیا

یکجہتی سے کنارہ کش ہو یکسوئی پیدا کرو دوسرے مصرع کو یون بنادو" اپنی یکسوئی سے مین نے غیر کو اپنا کیا"

منشی احمد علیخان صاحب سالک کانپوری سے

اُڑتے دیکھے جو ہوا مین ذرے دل کی خاک کے میری وحشت سے ہر اک صحرا نے اندیشہ کیا

ذرات خاک مین دل کا ہوا مین صرف اُڑنا صحرا کے متاثر ہونے کے لئے کافی نہین اور کچھ نہین تو "یون ہی سہی"۔

اُڑتے دیکھے یون ہوا مین ذرے دل کی خاک کے میری وحشت سے ہر اک صحرا نے اندیشہ کیا

حاجی محمد یوسف صاحب شوق لکھنوی سے

عشق احمد مُردہ دل کے حق مین ہی جان آفرین اُستنِ حنانہ غم مین آپ کے رو یا کیا
جس کو عشق ہو اُسکا مردہ دل ہونا غضب ہے اور صرف نام بغیر القاب
لغت مین سوء ادب ہے۔ لہذا پہلا مصرع یون بنا دو ؎
عشق آنحضرت ہی بیجان کے لیئے جان آفرین اُستنِ حنانہ غم مین آپ کے رو یا کیا
جناب ضیا اکبر آبادی تلمیذ حضرت امیر مینائی ؎
دی موذن نے اذان ناقوس نے نالہ کیا تیری رو پوشی نے تجکو دہر مین رُسوا کیا
اصلاح ؎ دی موذن نے الخ تیری رو پوشی نے تجکو خلق مین رُسوا کیا
دوسرے مصرع مین بجائے "دہر" کے "خلق" بنایا جس سے مصرع مین صفائی پیدا ہوگئی
حکیم عارف برادر حضرتِ ناطق ؎
کشتگانِ عشق مین تکمیل اسکا نام ہے قتل مین ہوتا رہا وہ سامنے دیکھا کیا
تکمیل اگرچہ ناقص نہین مگر عروج کی کمی ہو اور اسمین تعمیم ہو اور یہان تخصیص
ضروری ہی۔ لہذا یون کہو ؎
کشتگانِ عشق مین معراج اسکا نام ہے قتل مین ہوتا رہا وہ سامنے دیکھا کیا
عارف ؎ ظاہر آخر نورِ باطن کے لیئے مردہ کیا خاک ہوکر پاک ہمنے دلکا آئینہ کیا
اگرچہ نورِ باطن کے لیئے ظاہر کا مُردہ ہونا ظاہر ہو مگر بندش مین اُلجھ گیا ہی اور
مناسبات ظاہری و باطنی کی بھی کمی ہی۔ لہذا یون بنا دو۔
روح کی کرلی صفائی روح کو کشتہ کیا خاک ہوکر پاک ہمنے دلکا آئینہ کیا
عارف ؎ جلوہ گہ سے لائے خلوت مین دلِ ناچیز کو آرسی کا دل بڑھا کر ہمنے آئینہ کیا
آرسی ناچیز نہین بلکہ دیکھنے کی چیز ہی لہذا یون ہونا چاہیئے۔
جلوہ گہ سے لائے خلوت مین دلِ کم مایہ کو آرسی کا دل بڑھا کر دل کو آئینہ کیا
قاری عظمت علی صاحب مضطر کانپوری ؎

بیکسی کا لطف جو تھا ہائے وہ جاتا رہا — چھا گئی تربت پہ حسرت یہ تو نے کیا کیا ۔

نہ تاثیر بیان نہ تربت کا کوئی نشان یون بدل دو تو بہتر ہو ؎

بیکسی کا کچھ اثر تھا خاک مین وہ بھی ملا — چھا گئی تربت پہ حسرت یہ تو نے کیا کیا

محمد شفیع صاحب سلیم صفی پوری ؎

راز الفت کب چھپائے سے چھپا ہے خلق مین — شمع کا فانوس نے محفل مین کب پردا کیا

راز الفت کو اگر شمع مان بھی لین جسمین کوئی ظاہری وجہ شبہہ نہین تو خلق کو فانوس سمجھین یا محفل مصرع اولی قابل ترمیم ہے ؎

صاف دل کیونکر چھپائین سوز عشق احباب سے — شمع کا فانوس نے محفل مین کب پردا کیا

جناب نصیر کانپوری ؎

لائق عبرت نہ تھا پھر بھی میرا حال زار — شمع کے مانند مین جب تک جیا رویا کیا

نشست الفاظ نادرست اور بندش سست ۔ اسطرح بنائیے ؎

لائق عبرت نہ ٹھہرا پھر بھی بزم دہر مین — گو کہ مثل شمع مین جب تک جیا رویا کیا

جناب ادیب برادر حضرت ناطق ؎

یون ہی اے بت غیرت حق تجکو بھی چھپنا چاہیئے — دیدۂ عالم سے حق نے جسطرح پردا کیا

عالم مین دیدۂ ظاہر و باطن دونون ہین اور نور باطن مشاہدہ کے لیئے کافی ہے لہذا مصرعۂ ثانی اِس طرح کہو ہ چشم ظاہر سے خدا نے جس طرح پردا کیا ۔

جناب شیدا صفی پوری ؎

کیا بلائین انھین افسوس دم باز پسین — اب وہ آئین بھی تو ہم کب ہین ٹھہرنے والے

افسوس بےموقع اور دم واپسین کو بھی واپس لیجیئے ۔ یون کہیئے ؎

کیا بلائین انھین جب وقت یہان آ پہنچا — اب وہ آئین بھی تو ہم کب ہین ٹھہرنے والے

جناب بیخود علی گڈھ کالج ؎

ہے آغاز محبت خوگر فریاد ہو جانا اور انجام محبت مٹ کے بس برباد ہو جانا

محبت کی تکرار اور بس بالکل بیکار دوسرے مصرع کو اس طرح ترمیم کیجیے۔" اور اس فریاد کا انجام ہی برباد ہو جانا۔

بیخود ہے دعویٰ غلط ثابت قدم رہنا محبت مین کہ ناممکن ہی ہر انسان کا فرہاد ہو جانا

اگر یہ مضمون اپنے متعلق ہی تو افسوس کی جگہ ہی پہلے مصرع کو یون بنائیے "ہی دعویٰ غلط ثابت قدم رہنا رقیبون کا" اور دوسرے مصرع کا بھی ایک لفظ یون بدلیے۔ کہ ناممکن ہی ہر مزدور کا فرہاد ہو جانا۔

بابو فقیر احمد صاحب سلیم کانپوری ؎

حشر مین یاد دلائینگے تجھے وعدۂ وصل زندہ ہونگے نہ کبھی کیا ترے مرنیوالے

اصلاح ؎ حشر مین یاد دلائینگے تجھے وعدۂ قتل زندہ ہونگے۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "وصل" کے "قتل" بناکر شعر مین جان ڈال دی۔

منشی حشمت علی صاحب برق لکھنوی ؎

گذری اے شمع مری عمر یونہی ایک شب بھی تری گور نہ ہوئی

اصلاح ؎ کی بسر مین نے یونہی ساری عمر شمع سے ایک شب بسر نہ ہوئی

مضمون وہی الفاظ بھی قریب وہی ہین مگر لفظون کے اُلٹ پھیر نے شعر کو کسقدر فصیح اور مضمون کو کتنا روشن کر دیا۔ حکیم الشعرا حضرت ناطق کی ایک ایک اصلاح سبق آموز ہی۔ اور جن اشعار پر نوٹ لکھے ہین وہ دیکھنے کی چیز ہین۔

سیّد ریاض احمد ریاضؔ

منشی سُلطان احمد صاحب واقفؔ بسوانی ؎

مزہ ہوا ئین وہ کچھ دن چڑھا کے محشر مین
کچھ اہلِ حشر کو بھی لطف انتظار آئے

لسانُ الملک حضرتِ ریاضؔ نے یون بنایا ؎

مزہ ہوا ئین زرا دن چڑھا کے محشر مین
کچھ اہلِ حشر کو بھی لُطفِ انتظار آئے

واقفؔ کے دونون مصرعون مین "کچھ" کی تکرار کانونکو بھلی نہ معلوم ہوتی تھی اسلیئے مصرعۂ اولیٰ مین "زرا" بنایا اس "زرا" نے شعر مین کسقدر ترقی پیدا کردی اب یہ شعر زبان کے سانچے مین ڈھل کر قیامت ڈھا رہا ہے۔

واقفؔ ؎ خمار آنکھون مین دل مین لیئے غبار آئے
بنے تھے مست مگر کتنے ہوشیار آئے

اصلاح ؎ خمار آنکھون - الخ
وہ مست آئے مگر کتنے ہوشیار آئے

دوسرے مصرع مین بجائے "بنے تھے مست" کے "وہ مست آئے" بنایا - اِس "آئے" کی تکرار نے مطلع مین خاص لطف پیدا کر دیا - یہی وہ تکرار ہی جسے بحرِ فصاحت کی لہرین اور ہوائے حسرت کی موجین کہنا چاہیئے۔

واقفؔ ؎ خرامِ ناز سے پوچھو کدھر وہ جائینگے
چمن مین آئے کہ دلمین کہان بہار آئے

اصلاح ؎ خرامِ ناز بتادے کدھر وہ جائین گے
چمن مین - الخ

پہلے مصرع مین "خرامِ ناز سے پوچھو" کی جگہ "خرامِ ناز بتادے" بنایا "خرامِ ناز سے پوچھو" اِس سے صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا "خرامِ ناز بتادے" یہ ٹکڑا اُستاد کامل نے اُستادانہ رکھ دیا۔ لے سبحان اللہ

مولفؔ ؎ نظر آیا اُسے کثرت مین بھی جلوا تیرا
رہ گیا دیکھتا ہی دیکھنے والا تیرا

اصلاح ؎ نظر آیا مجھے کثرت مین بھی جلوا تیرا
دیکھتا ہی نہین کچھ دیکھنے والا تیرا

مصرعۂ اول مین "اُسے" کی جگہ "مجھے" بنایا اور دوسرے مصرع کو تو اسقدر بلند کر دیا کہ اس زمین کا پایہ آسمان سے مل گیا (بقول جناب ثابت لکھنوی مولف حیات دبیرؔ کہ اب اِس مطلع کا جواب ہی نہین ہو سکتا) مین نے جب یہ مطلع موصوف کو سُنایا گھنٹوں اُنھین وجد رہا کم سے کم بیس مرتبہ تو مجھ سے پڑھوایا ہوگا۔

مولف ؎ بے نیازی کی کہین شان کہین بندہ نواز دیکھتا ہون نہین آنکھو نسے تماشا تیرا

اصلاح ؎ بے نیازی ہی کہین بندہ نوازی ہی کہین دیکھتا ہون تری آنکھو نسے تماشا تیرا

اِس اصلاح سے مصرعۂ اولیٰ مین کیسی سلاست پیدا ہوگئی - اور دوسرے مصرع "بجائے نہین آنکھونکے" "تیری آنکھون" نے معنوی خوبیان کسقدر پیدا کر دین - اللہ اللہ - دیکھتا ہون تری آنکھون سے تماشا تیرا - یہ مصرع تعریف سے مستغنی ہی -

مولف ؎ آپ دیکھین غور سے پہلو مری تحریر کے آپکے شکوے نہین شکوے ہین یہ تقدیر کے

اصلاح ؎ آپ دیکھین - الخ - آپکے شکوے نہین شکوے ہین سب تقدیر کے

مصرعۂ ثانی مین بجائے "یہ" کے "سب" بنا کر مطلع مین روانی کے علاوہ معنوی خوبیان بڑھا دین -

مولف ؎ چرخ سے آئی ہی پھر کر اُنکے دیوانے کی آہ ہاتھ مین ٹکڑے لیئے ہی دامنِ تاثیر کے

اصلاح ؎ آئی ہی گردون سے پھر کر اُنکے دیوانے کی آہ ہاتھ مین ٹکڑے لیئے ہی - الخ

پہلے مصرع مین بجائے "چرخ سے آئی ہی" کے "آئی ہی گردون سے پھر کر" بنایا "چرخ سے آئی ہی" یہ ٹکڑا زبان پر ثقیل تھا "آئی ہی گردون سے" فصیح تر ہی - اِس شعر کو حضرت نے پسند فرمایا اور یہ نوٹ لکھا - کہ بالکل نیا اور اچھوتا خیال ہی - بارک اللہ -

مؤلف ؎ خدا کیو اسطے اِتنا نہ اپنی حد سے بڑھ غافل وہین تک پاؤن پھیلا جسقدر وسعت ہو چادر کی

اصلاح ؎ نہ اپنی حد سے بڑھ غافل کہ رہ جائے ترا پردہ وہین تک - الخ

مصرعۂ اولیٰ بالکل سادہ تھا مگر اصلاح سے کیا لطافت پیدا ہوگئی "رہ جائے ترا پردہ"

اِس ٹکڑے نے شعر میں معنوی خوبیاں بڑھا دیں۔ چادر کی مناسبت کے علاوہ ایک محاورہ بھی نظم ہو گیا۔ اس شعر کو آرزو لکھنوی جانشین حضرت جلالؔ مرحوم نے بیحد پسند فرمایا اور جن الفاظ میں داد دی اُن کو میں اپنے قلم سے لکھنا مناسب نہیں جانتا۔

مولف ۔ ٹپک پڑتی ہیں آنسو بنکے تارے چشم گردوں سے
دکھایا رب نہ دشمن کو بھی ویرانی مرے گھر کی

اصلاح ۔ ٹپک پڑتے ہیں ۔ الخ
خدا دشمن کو دکھلائے نہ ویرانی مرے گھر کی

اصل دوسرے مصرع میں "بھی" کا کوئی ثبوت نہ تھا۔ اُستاد نے اُسی مضمون کو اپنے الفاظ میں اس حُسن سے ادا کر دیا کہ جسکی تعریف میں زبان و قلم دونوں قاصر ہیں اب یہ شعر زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔ ارباب نظر ذرا غور سے اصلاح کو دیکھیں۔ اور اُستاد کے وسیع النظری کی داد دیں۔

مولف ۔ صدقے ساقی تری محفل مری میخانہ بنے
گردشِ چشم سیہ گردشِ پیمانہ بنے

اصلاح ۔ صدقے ساقی ۔ الخ
گردشِ چشم ذرا گردشِ پیمانہ بنے

دوسرے مصرع میں بجائے "سیہ" کے "ذرا" بنایا۔ اِس "ذرا" کو ذرا اہل نظر دیکھیں اِس ذرا نے شعر میں ایک معشوقانہ ادا پیدا کر دی اور معنوی خوبیاں کس قدر ترقی کر گئیں۔ سبحان اللہ کیا اُستادانہ اصلاح ہے۔

حاجی محمد انور خان صاحب انورؔ لکھنوی ۔

مانندِ برق آپ نظر سے گزر گئے
یہ بھی نظر نہ آیا کدھر سے کدھر گئے

اصلاح ۔ مثل شرار برق نظر سے گزر گئے
یہ بھی نہ کوئی دیکھ سکا وہ کدھر گئے

اصل شعر کا انداز بیان خوشس اسلوب نہ تھا۔ اب اصلاح سے مطلع میں صفائی اور لطف بیان پیدا ہو گیا۔ "شرار برق" کے ٹکڑے پر دل تڑپ جاتا ہے۔

انور ۔ نرگس بھی بدر ہی کھڑی انتظار میں
دکھلا کے آنکھ اُسکو بھی بیمار کر گئے

اصلاح ؎ نرگس کو بھی تو روگ لگا انتظار کا دکھلا کے آنکھ اُسکو بھی بیمار کر گئے

اصل شعر بالکل معمولی تھا۔ اور مضمون فرسودہ مگر پہلے مصرع مین "روگ لگا انتظار کا" اِس ٹکڑے سے اُستاد کامل نے آہین تازگی پیدا کر دی۔

سید محمد ذکریا زکی دہلوی تلمیذ حضرت غالب

جناب محمد مُبین صاحب نازش بدایونی ؎

بے لُطف ہو نہ جائے کہین لُطف زندگی یہ کون رو رہا ہی سرہانے کھڑا ہوا

بے لُطف ہو نہ جائے کہین مرگِ بیکسی یہ کون رو رہا ہی۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "لُطف زندگی" کے "مرگِ بیکسی" بنایا اِس مرگِ بیکسی نے شعر مین جان ڈال دی۔ اَب اِس شعر مین جو خوبیان پیدا ہو گئین وہ بیان مین نہین آسکتین۔ مرگ بیکسی کا معشوق کے رونے سے بے لطف ہونا شعر مین ثابت کر دیا گیا اور کس خوبی سے اللہ اللہ کیا اصلاح[1] دی۔

نازش ؎ دور اے خیال توبہ کہ ہون تشنہ کام عیش رکھا ہے میرے سامنے ساغر بھرا ہوا

اصلاح ؎ بس اے خیال توبہ کہ ہون تشنہ کام عیش رکھا ہی۔ الخ

جناب زکی نے پہلے مصرع مین بجائے "دور" کے "بس" بنایا۔ اس "بس" نے شعر مین کیا حُسن پیدا کر دیا۔ زبان کی لطافت۔ فصاحت بلاغت اس شعر مین آپ ملاحظہ فرمائیے ایک لفظ کے بدلنے سے شعر کیا ہے کیا ہو گیا۔ اصلاح اسیکا نام ہے۔

[1] یہ اصلاحین خود ہماری محترم دوست حضرت نازش بدایونی نے مرحمت فرمائین۔ مؤلف اُن کا شکر گزار ہے۔

سیّد پیارے صاحب رشید لکھنوی

مرزا واجد حسین صاحب یاس عظیم آبادی سے

صحبتِ واعظ مین بس انگڑائیان آنے لگین　راز اپنی میکشی کا کیا کہین کیونکر کھلا

اصلاح ۔ صحبتِ واعظ مین بھی انگڑائیان آنے لگین　راز اپنی - الخ

پہلے مصرع مین بجائے "بس" کے "بھی" بنایا اس بھی نے کیا کیا معنی اِس شعر مین پیدا کردیئے مطلب یہ کہ میخانہ مین جو انگڑائیان لینے کی عادت تھی تو صحبت واعظ مین بھی انگڑائیان آنے لگین جس سے راز اپنی میکشی کا کھل گیا۔ نشہ کے سُرور مین یہ نہ معلوم ہوا یہ صحبتِ وعظ ہی یا میخانہ یاس کے مصرعہ اولیٰ مین "بس" کا لفظ بلا ضرورت تھا اِس اصلاح سے یہ نقص بھی رفع ہوگیا اور لفظ "بھی" سے شعر مین ایک خاص کیفیت پیدا ہوگئی۔ اُستادانہ اصلاح ہے۔

یاس ۔ لو دلکو سنبھالو بس اب اتنا نہ کراہو　ایسا نہ ہو پھٹ جائے کہین زخم جگر بھی

اصلاح ۔ اب چُپ ہو جو دلپہ گزرتی ہی گزر جائے　ایسا نہ ہو الخ۔

یاس کے پہلے مصرع مین دلکے سنبھالنے کا ذکر ہو اور دوسرے مصرع مین کہا جاتا ہی کہ ایسا نہ ہو پھٹ جائے کہین زخم جگر بھی۔ یہ محل استعجاب ہی جب دلکو سنبھال لیا تو دوسرے مصرع مین "بھی" بیکار ہوئی جاتی ہی اصلاح سے پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے کسقدر ربط پیدا ہوگیا اور "بھی" کا بھی صحیح مفہوم ادا ہوگیا مگر مصرعۂ ثانی مین ذم کا ایک پہلو رہ گیا بعض شعرا اِس کا بہت خیال رکھتے ہین اور بعض بے پروا رہتے ہین۔

یاس ۔ اللہ رے اضطراب دلِ ناصبور کا　پیاس اور بڑھ گئی ہو جو کوثر قریب ہے

اصلاح ۔ منھ آنکے منھ کے پاس ہی دلکو سوئی شوق　پیاس اور - الخ۔

اِس تغیر سے شعر مین عاشقانہ رنگ پیدا ہوگیا۔

یاسؔ ــ چلے چلو جہاں لیجائے ولولہ دل کا
دلیل راہِ محبت ہے فیصلہ دل کا

اصلاح ــ چلینگے ہے چلے جس سمت ولولہ دل کا
دلیل راہِ محبت ہے فیصلہ دل کا

اِس اصلاح مین کوئی خاص بات قابل ذکر نہین سوائے اسکے کہ "جہاں" سے "سمت" بہت فصیح ہی کیونکہ جہاں کے آخری دونوں حرف دبتے ہین۔ مگر یاسؔ نے اُستاد کی اس اصلاح کو قبول نہ کیا۔ اور نشتر یاسؔ مین اپنا ہی مصرع رہنے دیا۔

خان بہادر علی محمد شاد عظیم آبادی

یاسؔ ــ مین قفس مین بھی کسی وزنہ خاموش رہا
مشکلوں مین بھی طبیعت کا وہی جوش رہا

اصلاح ــ مین قفس۔ الخ
کشمکش مین بھی طبیعت کا وہی جوش رہا

دوسرے مصرع مین بجائے "مشکلوں" کے "کشمکش" بنایا۔ کشمکش کے لفظ سے اسیری کا منظر سامنے آگیا اور ادبی خوبیاں بھی ترقی کر گئین۔

یاسؔ ــ صبحدم رو یا ہون مینا سے گلے مل ملکر
چلتے چلتے بھی خم و جام مین اک جوش رہا

اصلاح اُٹھتے اُٹھتے بھی وہی بزم کی مستانہ روش
چلتے چلتے بھی خم مے کو وہی جوش رہا

یاسؔ کے پہلے مصرع مین صبحدم کی تخصیص بلا ضرورت تھی میخانہ مین قید وقت کی حاجت نہین اسلیئے "اُٹھتے اُٹھتے بھی وہی بزم کی مستانہ روش" نے ایک خاص کیفیت پیدا کر دی دوسرے مصرع مین "چلتے چلتے بھی خم مے کو وہی جوش رہا" اِس تقابل سے اَب ساری بزم کو اِس روش جوش کا لطف نصیب ہو گیا۔ عمدہ اصلاح ہی۔

یاسؔ ــ مطلب یہ ہی ساقی کہ رہوں حشر مین بےفکر
ایسا نہ ہو یہ نشہ ابھی روز اُتر جائے

پہلے مصرع مین بجائے "بےفکر" کے "بدمست" بنایا صرف نشہ کی مناسبت سے یہ لفظ بنایا گیا۔

یاسؔ ــ اس مدرسۂ غم سے نکلتا نہ کبھی یاسؔ
ناصح کی نصیحت کہین تاثیر کر جائے

اصلاح ۔ اس مدرسۂ غم سے نکلتا نہ کبھی یاس   یارونکی نصیحت کہین تاثیر کر جائے

دوسرے مصرع مین بجائے "ناصح" کے "یارون" بنایا۔ خود ناظرین دیکھین کہ اس اصلاح سے شعر مین کیا خوبی پیدا ہوئی۔

یاس ۔ جلوۂ قاتل سے کچھ ایسا مین حیران رہ گیا   اک تڑپنے کا جو ارمان تھا وہ ارمان رہ گیا

اصلاح ۔ جلوۂ قاتل ۔ الخ   اک تڑپنے کا تھا ارمان وہ بھی ارمان رہ گیا

اس اصلاح سے کیا خوبیان پیدا ہوئین خود ارباب نظر دیکھ لین۔

یاس ۔ مرتے دم تک تھے نہ شرمندہ ہوئے احباب سے   لاش اُٹھانیکا مگر آخر اک احسان رہ گیا

اصلاح ۔ زندگی بھر تک تو شرمندہ تھے یارون سے ہم   لاش ۔ الخ۔

یاس کے پہلے مصرع مین اس کا پتا نہ تھا کہ کون احباب سے مرتے دم تک شرمندہ نہ تھا اسکو تو صاف کر دیا۔

آخر کی تین اصلاحین قابل اطمینان نہین اگر جناب شاد نے واقعی یہ ترمیمین کی ہین تو سب پہلوؤن پر خیال نہ فرمایا۔ ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائین۔

مولوی احمد حسین تمنا مرزاپوری تلمیذ حضرت غالب

مولف ۔ خوشی کو آنے دیتی ہے نہ غم کو جانے دیتی ہے   تمھاری آرزو بیٹھی ہے دل مین پاسبان ہو کر

اصلاح ۔ خوشی کو ۔ الخ   در دل پہ کسی کی یاد بیٹھی پاسبان ہو کر

دوسرے مصرع مین بجائے "تمھاری آرزو بیٹھی ہے دل مین" کے "در دل پہ تمھاری یاد بیٹھی ہے" بنا کر شعر مین چوگنا حسن پیدا کر دیا۔ پاسبانی کے لیے در دل ہی کی ضرورت تھی کیا اُستادانہ اصلاح دی۔

مولف ۔ رخ پہ برقع جو ترے او ستم ایجاد نہ ہو   حشر ہو جائے پہ زاہد کو خدا یاد نہ ہو

اصلاح ۔ رخ پہ برقع ۔ الخ   حشر کے روز بھی زاہد کو خدا یاد نہ ہو

دوسرے مصرع کی ترمیم سے شعر مین صفائی اور روانی پیدا ہو گئی۔

مولف ؎ نقاب اُلٹو ابھی ہنگامۂ محشر نظر آئے — قیامت کا تمھاری دیکھنے والونکو ارمان ہے

اصلاح ؎ نقاب اُلٹو یہین ہنگامۂ محشر نظر آئے — قیامت کا۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "ابھی" کے "یہین" بنایا جس سے شعر مین ترقی پیدا ہو گئی۔

مولف ؎ دم آخر سر بالین وہ کسدم ہائے آئے ہین — کہ اتنا بھی نہین کہنے کے قابل ہمن کہ احسان ہے،

اصلاح ؎ دم آخر سر بالین وہ ایسے وقت آئے ہین — کہ اتنا۔ الخ

دوسرے مصرع مین "وہ کسدم ہائے" کی جگہ "وہ ایسے وقت" بنایا "وہ ایسے وقت" یہ ایک ٹکڑا اُستادانہ رکھدیا جس سے مصرع ثانی کا صحیح مفہوم ادا ہو گیا۔ اور تاثیر بڑھ گئی۔

سیّد بندہ کاظم جاوید لکھنوی

جناب مجّن صاحب تمنّا لکھنوی۔

؎ شامِ فرقت یہ فلک پر چاندہی تاروں کے پاس — یا لہو اک ظرف مین رکھا ہے انگاروں کے پاس

اصلاح ؎ شامِ فرقت یہ شفق مین چاند ہے تاروں کے پاس — یا لہو۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "فلک پر" کے "شفق مین" بنایا شفق کا ایک ٹکڑا ایسا معنی خیز رکھدیا جس سے لہو کی مشابہت پیدا ہو گئی اور مطلع زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔

تمنا ؎ المدد اے گریہ بیتابی دل المدد — آچکا پھر اُسکا دامن میرے رخساروں کے پاس

اصلاح ؎ المدد اے جوشِ گریہ ہے یہی رونیکا وقت — آچکا پھر۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین صفائی اور روانی پیدا ہو گئی۔

تمنا ؎ جانکنی مین بھی رہی سینے پہ میرے دونوں ہاتھ — حال زخم دل اسی سے آشکارا ہو گیا

اصلاح ؎ جانکنی مین۔ الخ — رازِ درد دل اسی سے آشکارا ہو گیا

"حال زخم دل سے" "راز درونِ دل" خوب ہی۔ کیا خوب بنایا۔

تمنّا ۔ دل اپنا محو اب رُخِ دیدار یار ہی ۔ تیغین بھی اب پڑین تو مجھی کچھ خبر نہو
اصلاح ۔ دل اپنا محوِ اُلفتِ ابروئے یار ہی ۔ تیغین بھی ۔ الخ

تمنّا کا پہلا مصرع غلط تھا اسلیئے بدلا گیا۔

تمنّا ۔ بھڑکتی آتشِ حُسن اُسکی گر کچھ اور محفل مین ۔ تو ہر شمعِ طرب افزائے محفل آپ جل جاتی
اصلاح ۔ بھڑکتی آتشِ حسن اُسکی گر کچھ اور بھی شبکو ۔ تو ہر ۔ الخ

شب کی قید نے کیا لطف دیا چونکہ مصرع ثانی مین محفل کا لفظ موجود ہی اسلیئے اُستاد نے پہلے مصرع مین بجائے "کچھ اور محفل مین" "کچھ اور شب کو" بنا کر شعر مین حُسن پیدا کر دیا اب شعر مین کوئی لفظ بیکار نہین۔

تمنّا ۔ کچھ ایسی بڑھ گئی تھی آج حدّ قلب سوزانکی ۔ مری بستر پہ شبکو چاندنی ہوتی تو جل جاتی ✓
اصلاح ۔ ترقی کر رہی تھی ایسی حدّ قلب سوزانکی ۔ مری بستر پہ شبکو چاندنی پڑتی تو جل جاتی

پہلے مصرع مین بجائے "ایسی بڑھ گئی" کے "ترقی کر رہی" بنا کر شعر مین ترقی پیدا کر دی۔ اور دوسرے مصرع مین بجائے "چاندنی ہوتی" کے "چاندنی پڑتی" بنایا جس سے شعر مین معنویت بڑھ گئی۔

تمنّا ۔ رات اُسنے جو غصّے سے سوئے چرخ نظر کی ۔ بجلی سے بھی کچھ بڑھ گئی رفتار قمر کی
اصلاح ۔ غصّے مین جو شبکو سوئے چرخ اُسنے نظر کی ۔ بجلی سے ۔ الخ

تمنّا کے پہلے مصرع مین "رات اُسنے" یہ ترکیب پُرانی ہی اب مستعمل نہین۔ اسلیئے مصرع ترمیم کیا گیا۔

تمنّا ۔ اِس عذر کو آئے ہین وہ تربت پہ مری آج ۔ ہمکو نہ کسی نے ترے مرنے کی خبر کی
اصلاح ۔ یہ کہنے کو آیا ہی فقط قبر پہ ظالم ۔ ہمکو نہ ۔ الخ

سبحان اللہ کیا خوب بنایا۔ اِس اصلاح سے شعر مین جان پڑ گئی۔ "یہ کہنے کو آیا ہے فقط

قبر پہ ظالم" اِس مصرع کی کیا تعریف ہو فی الحقیقت ایسی ہی اصلاحین اُستادون کی اُستادی اور وسیع النظری کا ثبوت دیتی ہین۔

میرن صاحب وفا لکھنوی۔

آج دشوار ہی بچنا دلِ شیدائی کا کوئی مونس بھی نہین ہو شب تنہائی کا

اصلاح خاتمہ جل کے ہوا ہو دلِ شیدائی کا کیا چراغ آج بجھا ہو شب تنہائی کا

اِس اصلاح سے مطلع کچھ اور ہی ہو گیا۔ دوسرے مصرع کی کیا تعریف ہو سبحان اللہ۔

وفا آسمان پر مہ نو دیکھ کے مین نے یہ کہا ہو بہو یہ تو ہی نقشہ تری انگڑائی کا

اصلاح یاد سی جو کلیجے کی رگین کھنچنے لگین یاد آیا مجھے ظالم تری انگڑائی کا

اِس اصلاح سے شعر کچھ اور رنگین ہو گیا۔

جناب محمد حسن صاحب کردار لکھنوی

دیکھکر وہ بال گھونگھر دار یہ پھبتی کہی سانپ کا جوڑا نہین زنجیر ہی زنجیر پر

اصلاح آئینے پر سر وہ رکھکر سو گئے بکھری ہو زلف کیا تماشا ہو کہ اِک زنجیر ہے زنجیر پر

اصل شعر مین زنجیر ہو زنجیر پر کا کوئی ثبوت نہ تھا اُسکو اُستاد نے کس حُسن سی اصلاح مین ثابت کر دیا۔

جناب صولت لکھنوی

ادھر تو حدتِ دل ہی اُدھر کو یار کا رُخ ہو تماشا اک نیا ہی اِک جگہ پر آگ پانی ہو

اصلاح ادھر یہ دیدۂ تر ہین اُدھر وہ آتشین رُخ ہو تماشا یہ نیا ہو اک جگہ پر آگ پانی ہو

اصل شعر مین آگ پانی کا تقابل نہ تھا کیونکہ حدتِ دل اور یار کا رُخ دونون گرمی موجود تھی اب اصلاح مین "دیدۂ تر" پانی۔ اور "آتشین رُخ" آگ دونون کا ثبوت بہم پہنچ گیا۔

صولت زرا تم حالِ بسمل دیکھ لو آکر سرِ مقتل تماشے کا تماشا ہو کہانی کی کہانی ہو۔

اصلاح ؎ زرا تم قصۂ بسمل سُنو اور حال بھی دیکھو　　تماشے کا تماشا ہی کہانی کی کہانی ہی

اصل شعر مین "کہانی" کا ثبوت نہ تھا اَب اِس ٹکڑے سے "زرا تم قصۂ بسمل سنو" کہانی کا ثبوت پیدا ہو گیا۔

جناب بسملؔ لکھنوی ؎

تمسے زیادہ کوئی نہین ہی حسین آج　　یوسف کی رہ گیا ہون مین تصویر دیکھکر

اصلاح ؎ اُب سکو کیا کہون جو کہا تھا نگاہ نے　　یوسف کی اور آپ کی تصویر دیکھکر

سبحان اللہ کیا خوب بنایا۔ کیا کہون کی بلاغت ملاحظہ فرمایئے اِس کیا کہون نے شعر مین کیا کیا معنی پیدا کر دیے حضرت یوسف سے معشوق کی تصویر کا مقابلہ اِس حُسن سے کیا گیا کہ ادب کا پہلو بھی ہاتھ سے نہ گیا۔

بسملؔ ؎ کیا فرق امتیاز زمانہ سے رہ گیا　　خوش ہو گیا ہون چاند سی تصویر دیکھکر

اصلاح ؎ دونون حسین سامنے ہین اتفاق سے　　دیکھونگا چاند آپ کی تصویر دیکھکر

مضمون وہی ہی مگر اَب شعر شعر ہو گیا۔ تقابل نے اِک حُسن پیدا کر دیا۔

جناب شبیر حسین صاحب دلؔ لکھنوی ؎

ابھی تو واقعہ بھولا نہین تھا طورِ سینا کا　　ابھی پھر تم نقاب اُلٹے ہوئے محفل مین آبیٹھے

اصلاح ؎ ابھی تو واقعہ پیشِ نظر تھا طورِ سینا کا　　ابھی پھر۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "بھولا نہین" کے "پیشِ نظر" بنایا اِس اصلاح سے شعر اور بلند ہو گیا۔

جناب لڈّن صاحب بہارؔ لکھنوی ؎

اِک نہ ہونے سے مرے اللہ ایسا انقلاب　　آج سُنتا ہون درِ دولت پہ مجمع کم ہوا

اصلاح ؎ ایک مر جانے سے میرے وضع عالم مین ہی فرق　　آج سُنتا ہون۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین جو خوبیان پیدا ہو گئین وہ بیان مین نہین آسکتین۔

دلؔ ؎ تم جو اغیار سے ہنستے ہو یہ کیا کرتے ہو　　دیکھو ہوتا ہی لہو اس دل شیدائی کا

اصلاح ؎ بے محل غیر کو سینے سے لگایا تم نے ۔ دم نکلنے بھی نہ پایا کسی شیدائی کا

وفاؔ کا شعر معمولی تھا۔ اصلاح سے شعر ہی کچھ اور ہو گیا "بے محل" کا ٹکڑا کیسا با محل صرف کیا گیا ہے جس سے جناب جاویدؔ کی شان اُستادی ظاہر ہوتی ہے۔

جناب ظفر حسین صاحب ظفرؔ لکھنوی ؎

رات بھر اُسنے بھی جل جلکر سحر کو جان دی ۔ فرق کیا ہے شمع سوزاں اور تری بیمار مین

اصلاح ؎ رات بھر دونون جلے دونون سحر کو ختم تھے ۔ فرق کیا تھا شمع سوزاں اور ترے بیمار مین

اس اصلاح سے شعر مین صفائی اور بیان مین سلاست پیدا ہو گئی۔

جناب آغا صاحب قمرؔ لکھنوی۔

گرہ رشتۂ انفاس بنا ہے مرا دل ۔ دم مرے سینے مین رُک جاتا ہے روتے روتے

اصلاح ؎ گرہ رشتۂ انفاس بنے ہین آنسو ۔ دم مرے ۔ الخ

قمرؔ کے شعر مین گرہ رشتۂ انفاس کا دل کا بننا اچھا نہ تھا اسلئے بجائے "بنا ہے مرا دل" کے "بنے ہین آنسو" خوب بنایا مضمون مین بھی تازگی اور جدت ہے۔

حکیم محمد افتخار علی جگرؔ بسوانی (از تلامذہ حضرت امیر مینائی)

سید محمد باسط علی صاحب باسطؔ بسوانی ؎

سیاہی مین تو مرے بخت سے وہ زلف ملتی ہے ۔ رسائی مین مگر وہ غیر کی تقدیر ہوتی ہے

اصلاح ؎ سیاہی مین تو مرے بخت سے ملتی ہے زلف اُنکی ۔ رسائی مین ۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "وہ زلف ملتی ہے" کے "ملتی ہے زلف اُنکی" بنایا جس سے مصرع مین صفائی پیدا ہو گئی اور ردیف یا ردیف کا آخری بامعنی ٹکڑا شعر مین لانا عیب ہے اس اصلاح سے یہ عیب بھی رفع ہو گیا۔

باسطؔ ؎ تقاضا ہی یہی رہ رہ کے مجھسے ضبط گریہ کا ۔ سبب ہے آنسو جو آنکھونسے میری شائع ہوتا ہو

اصلاح ؎ تقاضا ہی محبت مین یہ مجھسے ضبط گریہ کا بہین آنسو جو آنکھونسے ہری شاخ تمنا ہو

پہلے مصرع مین بجائے "یہی رہ رہ کے" "محبت مین" بنایا اور دوسرے مصرع مین بجائے "بہے" "کے" "بہین" بناکر شعر کو درست کیا۔ باسط کا پہلا مصرع اُلجھا ہوا تھا جس سے یہ پتا نہ چلتا تھا کہ کیون رہ رہ کے ضبط گریہ کا تقاضا ہو اب "محبت مین" اِس ٹکڑے نے صاف کر دیا یعنی محبت مین مجھسے ضبط گریہ کا تقاضا ہو کہ بہین آنسو جو آنکھونسے ہری شاخ تمنا ہو اُستاد نے ایک محبت کا لفظ رکھکر شعر مین کیسی خوبی پیدا کر دی۔

باسط ؎ ہو کے پردے مین کسی نے یہ سر طور کہا دیکھ سکتے بھی نہین طالب دیدار بھی ہو

اصلاح ؎ جلوۂ یار نے پردے مین سر طور کہا دیکھ سکتے۔ الخ

"ہو کے پردے مین" اچھا نہ تھا اسلئے پہلا مصرع بنایا گیا جس سے شعر کا صحیح و صاف مفہوم اب ادا ہوا۔

باسط ؎ بلبل کو ذبح کرتے پہلے نہ سوچا دلمین اب رو رہا ہی بیٹھا صیاد چپکے چپکے

اصلاح ؎ بلبل کو ذبح کرکے پہلے تو شادمان تھا اب رو رہا ہی۔ الخ

اے سبحان اللہ کیا خوب اصلاح دی "پہلے تو شادمان تھا" یہ ٹکڑا اُستاد نے رکھدیا چونکہ دوسرے مصرع مین کہا گیا ہی کہ "اب رو رہا ہی" اسلیئے پہلے مصرع مین "پہلے تو شادمان تھا" بنایا۔ یہان صنعت تقابل نے کیا لطف دیا اِس اصلاح سے شعر مین کس قدر ترقی پیدا ہو گئی۔

باسط ؎ غضب ہے حشر کے فتنون نے اُٹھ اُٹھکر قدم چومے خرام ناز کرتا جب مرا مست شباب آیا

اصلاح ؎ غضب ہے۔ الخ سر محشر جو اٹھلاتا مرا مست شباب آیا

باسط کے مصرعہ ثانی مین "خرام ناز کرتا" یہ ٹکڑا بہت ثقیل اور خلاف محاورہ تھا اسلیئے بجائے اُس کے "سر محشر جو اٹھلاتا" بنایا جس نے قیامت ڈھائی اُصلاح سے شعر مین فصاحت کے علاوہ روانی بھی پیدا ہو گئی۔

باسط ؎ سو رہتے ہین ہم خاک بیابان پہ مزے سے — یہ کیون کہین پردیس مین بستر نہین ہوتا

اصلاح ؎ سوتے ہین ہم جادۂ غربت پہ مزے سے — یہ کیون ۔ الخ۔

پہلے مصرع مین بجائے "خاک بیابان" کے "جادۂ غربت" بنایا خاک بیابان سے دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا کیونکہ دوسرے مصرع مین یہ کہا گیا ہے "کیون کہین پردیس مین بستر نہین ہوتا" پردیس کیلئے جادۂ غربت ہی خوب ہے جو اُستاد نے بنا کر شعر کو صحیح کر دیا۔

باسط ؎ نگاہِ مست سے ساقی نے کیا کیا جام ڈھالے ہین — مگر یہ ظرف ہے اپنا کہ ہم خود کو سنبھالے ہین

اصلاح ؎ نگاہِ مست ساقی کے ہزارون جام ڈھالے ہین — مگر یہ ۔ الخ

باسط کے پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے کوئی تعلق نہ تھا کیونکہ کہا ہے کہ "نگاہ مست سے ساقی کے کیا کیا جام ڈھالے ہین" تو اس سے ہم خود کیون بیہوش ہونے لگے گو نگاہِ مست ساقی کے دیکھنے سے بیہوشی کا اطلاق ممکن ہے مگر اس مصرع نے ایک خاص کیفیت پیدا کر دی "نگاہ مست ساقی کے ہزارون جام ڈھالے ہین" اب دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم بھی ادا ہو گیا اور شعر بھی باکیف بن گیا۔

سیّد انور حسین آرزو جانشین جناب جلال لکھنوی

جناب نشتر سندیلوی ؎

ہو رہے ہین خنہ انداز فراق روح و تن — ایسے نازک وقت مین اسباب ہین تاخیر کے

اصلاح ؎ ہو رہے ہین ۔ الخ — ایسے نازک وقت مین نازک سبب تاخیر کے

دوسرے مصرع مین "اسباب ہین" کی جگہ "نازک سبب" بنایا جس سے شعر مین ایک خاص نزاکت پیدا ہو گئی۔ "نازک سبب" نے شعر مین چوگنا حُسن پیدا کر دیا۔ نزاکت خیال کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔

نشتر ؎ کہان وہ دن جب تنہا نیاہے لمبی نوبت تھی — ارادہ ہی سے پہلے تختہ گیتی ارز تا تھا

اصلاح ؎ کہاں وہ دن جب اتنی نالہائے دل میں قوت تھی کہ قبل از جنبش لب تختۂ گیتی لرزتا تھا

دوسرے مصرع میں بجائے "ارادے ہی سے پہلے" کے "کہ قبل از جنبش لب" بنایا نالہائے دل کے لیے جنبش لب کی ضرورت تھی۔

جناب بسمل سندیلوی ؎

جب کوئی دلکا آبلہ ٹوٹا شب فراق فوراً مریض عشق کا چہرہ اُتر گیا

اصلاح ؎ جب کوئی دلکا آبلہ بیٹھا شب فراق فوراً مریض۔ الخ

پہلے مصرع میں بجائے "ٹوٹا" کے "بیٹھا" بنایا ٹوٹا سے بیٹھا بہت خوب ہے۔

جناب منی لال جوان سندیلوی ؎

آسمان تھرا گیا تھا نالۂ شبگیر سے اب زمین کو زلزلہ ہو آہ کی تاثیر سے

اصلاح ؎ آسمان۔ الخ اب زمین کو زلزلہ ہو ضبط کی تاثیر سے

دوسرے مصرع میں بجائے "آہ" کے "ضبط" بنایا اور خوب بنایا۔

جناب فرید لکھنوی کا ایک مصرع تلوار کی تعریف میں یہ تھا۔ (ع) خدا کی شان ہے گویا شعاع نور کی ہے" بجائے "گویا" کے "ترچھی" بنایا یعنی (ع) خدا کی شان ہے ترچھی شعاع نور کی ہے" تلوار کے لیے ترچھی کا لفظ کیسا موزون ہے۔

مرزا محمد جعفر اوج لکھنوی خلف مرزا دبیر مرحوم

سید اعجاز حسین صاحب اعجاز لکھنوی ؎

اب اس سے بڑھ کے ہوگا اور کیا رتبہ محمدؐ کا نصیری کا خدا مانا گیا بندہ محمدؐ کا

دوسرے مصرع سے "نصیری کا خدا مانا گیا" اس ٹکڑے کو نکال کر یوں بنایا مصرع "نصیری کا خدا کہتا تھا ہوں بندہ محمدؐ کا" جس سے واقعیت کا اظہار ہو گیا۔ کیونکہ صرف قوم نصیری ہی نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو خدا تسلیم کیا ہے۔

سید سرفراز حسین صاحب خبیر لکھنوی ؎

غضب ہے سیدِ والا کا حال جسنے سُنا　　جگر یہ اُسکے رواں خنجرِ ملال ہوا

اصلاح ؎ غضب ہے دلبرِ زہرا کا حال جسنے سُنا　　جگر یہ۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "سیدِ والا" کے "دلبرِ زہرا" بنایا جس سے شعر مین اثر پیدا ہو گیا

خبیر ؎ مجھی کو سب سے بڑھکر چاہنے والا وہ سمجھے ہین　　رہا ہے آج میرے ہاتھ مین پالا محبت کا

اصلاح ؎ مجھی کو۔ الخ　　رہا ہے آج میرے ہاتھ کیا پالا محبت کا

اصل دوسرے مصرع مین "ہاتھ مین پالا محبت کا" خلاف محاورہ تھا۔ محاورہ یہ ہے کہ میرے ہاتھ پالا رہا۔ اسلیئے دوسرے مصرع مین ترمیم کیگئی۔

خبیر ؎ ہاتھ سے گر کر گُل بازی اُٹھالے آنکھ سے　　جو گرے آنکھوں سے انکی وہ بھلا کیونکر اُٹھے

اصلاح ؎ ہاتھ سے۔ الخ　　جو گرے آنکھوں سے آنسو کیطرح کیونکر اُٹھے

معشوق کی آنکھوں سے گر کر اُٹھنا تو ضرور دشوار تھا مگر آنسو کیطرح آنکھوں سے گر کر اُٹھنا ناممکن ہو گیا۔ اِس اصلاح سے شعر مین کسقدر ترقی ہو گئی۔

خبیر ؎ کہاں وہ ساقی روشن جبین ہے　　خجل جس سے رُخِ مہرِ مبین ہے

اصلاح ؎ کہاں وہ ساقی زہرہ جبین ہے　　خجل جس سے۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "روشن جبین" کے "زہرہ جبین" بنایا جس سے شعر اور روشن ہو گیا۔

خبیر ؎ نہ دی کچھ موت نے فرصت علاجِ دردِ پنہاں کی　　ہوا کیسا یہ مجبوری کا پردہ درمیاں حائل

اصلاح ؎ نہ دی۔ الخ　　دوا کیسی کہ تشخیصِ مرض بھی ہو گئی مشکل

جناب خبیر نے یہ شعر جناب عارف مرحوم کی اچانک موت سے متاثر ہو کے تاریخ مین کہا تھا۔ دوسرا مصرع معمولی تھا۔ جسے اُستاد کامل نے ترمیم کرکے واقعیت کا اظہار کر دیا۔[1]

[1] یہ اصلاحین بہت دیر مین وصول ہوئین اسوجہ سے بے ترتیب درج ہوئین۔

سید بادشاہ حسین صاحب عرفان خلف سید شہنشاہ حسین صاحب وکیل لکھنؤ

سخی ابن سخی کی پیاس مین دریا دلی دیکھو زبان تیر کی تسکین ہو ئی ہے خون اصغر سے

اصلاح ؎ سخی ابن سخی۔ الخ زبان خشک پیکان ترہوئی ہے خون اصغر سے

مضمون وہی ہے مگر اُستاد نے اپنے الفاظ مین کس حُسن سے ادا کر دیا سبحان اللہ۔

صفدر علی صفدر مرزاپوری مولف کتاب ہذا

جناب مولوی احسن اللہ خان صاحب احسن کورٹ انسپکٹر اٹاوی ؎

مرتے ہی اُسکے محفل دشمن مین غم گئی دو دن بھی ہائے اُسکو نہ احسن کا غم ہوا

اصلاح ؎ بیٹھے سوم سے پہلے ہی بزم نشاط مین دو دن۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے جو خوبیان شعر مین پیدا ہو گئین وہ ظاہر ہین اول تو "غم" کے لیئے بزم نشاط کا تقابل اور دوسرے مصرع مین "دو دن" کی تخصیص تھی جو اس مصرع سے ثابت کر دی گئی کہ بیٹھے سوم سے پہلے ہی بزم نشاط مین سوم سے پہلے بزم نشاط مین شوق کا بیٹھنا اسکو ثابت کر رہا ہے کہ دو دن بھی اُسکو ہائے نہ احسن کا غم ہوا۔

نشتر لکھنوی ؎

حوصلہ اور ترا تیر نظر کیا ہوگا خون نہ ہوگا مری پہلو مین جگر کیا ہوگا

اصلاح حوصلہ اور۔ الخ خون پہلو مین نہ ہوگا تو جگر کیا ہوگا

خون مین اعلان نون فصحا ضروری جانتے ہین۔ بغیر اعلان نون غیر فصیح ہے۔ اسلیئے دوسرا مصرع بدلا گیا۔ اس اصلاح سے معنوی خوبیان بھی بڑھ گئین اور مطلع بہت بلند ہو گیا

حافظ محمد فاروق صاحب اثر لکھنوی ؎

تماشا خاک دیکھین جا کے ہم صبح قیامت کا ابھی رونا پڑا ہے ہمکو اپنی شام غربت کا

اصلاح ؎ تماشا تاک دیکھین خندۂ صبح قیامت کا ابھی رونا۔ الخ

رونیکا ذکر مصرعۂ ثانی مین ہی رہنے کے لئے خندہ جب بلا تکلف آجائے تو کیون چھوڑا جائے۔ اس ایک لفظ سے دیکھو مطلع کہانسے کہان پہنچ گیا۔ جب ہمکو مصرعۂ ثانی مین موجود ہی تو مصرعۂ اولی مین ہم کی کیا ضرورت

اثر ؎ یہ تم ان سونیوالون کو ہر اک سے پوچھتے کیون ہو　　مسافر تھے جو تھک کر پڑ رہے گورِ غریبان مین

اصلاح ؎ نہ پوچھو کچھ نہ پوچھو ماجرا ان سونیوالونکا　　مسافر تھے۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین سلاست اور بیان مین روانی پیدا ہوگئی۔

اثر ؎ اری سوزِ درون کبتک رہیگی شعلہ افشانی　　کہ ہر ہر حلقہ لو دینے لگا اب تو سلاسل کا

اصلاح ؎ مری سوزِ درون سے آگ لگجائے نہ زندان مین　　کہ حلقہ حلقہ لو دینے لگا ہے اب سلاسل کا

اثر کا شعر بہت الجھا ہوا تھا۔ اصلاح سے صاف ہوگیا۔ سلاسل کی مناسبت سے زندان کا لفظ بھی نہایت موزون رکھا گیا۔ اور جو خوبیان پیدا ہوئین وہ ناظرین خود ملاحظہ فرمائین۔

اثر ؎ تنِ مجروح پر اسنے کھلائی ہین چمن کیسے　　کوئی گلکاریان دیکھے ذرا قاتل کے خنجر کی

اصلاح ؎ کھلے ہین پھول بن بنکر یہ زخم خونچکان تن پر　　کوئی گلکاریان۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے تشبیہ تام پیدا ہوگئی اور بندش مین چستی بھی آگئی۔

جناب اسد لکھنوی ؎

یہ کس بیکس کا لاشہ آرہا ہے　　کہ حسرت آگے آگے نوحہ گر ہے

اصلاح ؎ یہ کس بیکس کی میت آرہی ہے　　کہ حسرت آگے آگے۔ الخ

اس موقع پر "لاشہ" سے میت زیادہ فصیح ہے۔

اسد ؎ چرخ کو محفل ساقی کی ترقی پہ ہے رشک　　ابر آیا ہوا ہے دور ہی پیمانے کا

اصلاح ؎ چرخ کو محفل ساقی نے دکھایا نیچا　　جھک پڑا دورِ ازل دیکھ کے پیمانے کا

اس اصلاح سے اسقدر شعر مین ترقی پیدا ہوگئی۔ کہ یہ شعر اب زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔ ارباب نظر لِلّٰہ غور سے دونون مصرعون کو ملاحظہ فرمائین اگر یہ اصلاح قابل داد ہو تو ناچیز مولف کی ہمت افزائی فرمائین۔

منشی محمد اسمٰعیل رسا مرحوم شاعر دربار رامپور

حضور احمد صاحب حضور نعیمی مراد آبادی۔

حضور ہ مجکو کہتا ہی کہ تو دوست نما دشمن ہی — کوئی دیکھے تو یہ اُس ترک ستمگار کی بات

اصلاح ہ مجکو کہتا ہی کہ عیّار ہے دنیا بھر کا — کوئی ۔ الخ

عیّار اور پھر دُنیا بھر کا۔ سبحان اللہ کیا خوب اصلاح ہی شعر مین لطف زبان پیدا ہو گیا۔ دوست نما ایک عاشق کو معشوق کی زبان سے کہنا کچھ اچھا نہین ہی۔

حضور ہ رنگ کر ہاتھ مرا خون مین تو قاتل — اسکی شوخی سے کہین رنگ حنا اچھا ہی

اصلاح ہ ہاتھ قاتل ذرا مری خون مین رنگو تو کہا — اسکی شوخی ۔ الخ

اصل پہلے مصرع مین "رنگ کر" اچھا نہ تھا اسلیئے جناب رسا نے دوسری طریقہ سے مطلب ادا کر دیا اور اب مصرع بہت صاف ہو گیا۔

حضور ہ اللہ کوئی مجھ سا بھی حسرت نصیب ہے — جسکا کوئی فراق مین بھی ہمنشین نہین

اصلاح ہ اللہ کوئی ۔ الخ — جسکا کوئی رفیق نہین ہمنشین نہین

اس اصلاح سے دوسرا مصرع بہت صاف اور بلند ہو گیا۔

حضور ہ بیچین ہی اب میری طرح وہ بھی ستمگر — کیا معنی کہ آہون مین نہ عاشق کی اثر ہو

دوسرے مصرع مین "کیا معنی" کی جگہ "ممکن نہین" بنا دیا اس سے شعر کس قدر پاکیزہ وصاف ہو گیا۔

حضور ہ غیر کی اُلفت چھپائے سے کہین چھپ جائیگی — اُڑتے اُڑتے ساری دُنیا کو خبر ہو جائیگی

اوّل مصرع مین چھپ جائیگی خلاف محاورہ تھا، جناب رسا نے یون بنایا "غیر کی الفت چھپانے سے چھپے ممکن نہین" جس سے شعر مین زور پیدا ہو گیا۔

جناب رسا کی اصلاحین ترتیب کے وقت غلطی سے رہ گئین تھین اسلیئے آخر مین درج ہوئین۔

غلطنامہ مشاطۂ سخن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۳	۲۳	تعلق	قلق	۸۱	۱۹	جان ہین کر	جان بن کر
۳۴	۱۶	ترے	اُسکے	۸۸	۴	غیر وتسے ہین وہ	غیر ونسے وہ
۳۶	۸و۹	کے	کی	۹۵	۱۵	ندایہ	ندائیہ
۳۸	۱۳	صحیح ہی مگر غیر فصیح	فصیح ہی مگر غیر صحیح	″	۱۷	آب	آپ
۴۲	۱۰	شب فراق	کی نثرتین	۹۶	۳	چنیر	چھیڑ
۴۶	۸	بدل	بدل دو	۱۰۰	۱	کس	کسی
۵۱	۱۶	درست۔	درست کرتے	″	″	آگر	اگر
۵۲	۱	ٹھہر	ٹھُہر	۱۰۱	۱۴	لاکے	لالے
۶۲	۱۰	بمصروف	مصروف	۱۰۳	۱۸	تخمیس	تجنیس
۶۲	۱۵	بلعیم	بلعم	۱۲۲	۱۲	آنکھیون	آنکھون
″	۲۱	نشا	انشا	۱۲۸	۴	فابل	قابل
″	″	بلعیم	بلعم	۱۳۰	۵	امسر	امیر
۶۵	″	ہوگی	ہوگئی	۱۳۰	۱۰	نعیم	تعیم
۶۸	۱۵	گر	مگر				
۷۰	۱۷	پھراے	پھراہے				

شعرائے نازک خیال

سے آخر مین اس قدر گزارش ہے کہ "مشاطۂ سخن" کے آیندہ اڈیشن کیلئے جو انشاءاللہ بہت جلد نکلنے والا ہے اپنے اپنے اُستادونکی پہونچی کی اصلاحین بھیجکر مولف کو شکریہ کا موقع عنایت فرمائین۔

نادر کتابین

آب بقا - مشاہیر ہند شعرائے ماضی و حال کے واقعات طرز تمدن شاعری کے نکات چیدہ اور برجستہ منتخب کلام مذاق سلیم جذبات تشبیہات اور استعارات کا خزانہ آخر مین خواجہ محمد عبد الرؤف صاحب عشرت لکھنوی کی نیچرل نظمونکا مجموعہ - قیمت (عہ)

ہمجولی - خواجہ محمد عبد الرؤف صاحب عشرت کی ایک نہایت دلچسپ مستورات کے پڑھنے کے قابل قصے جو خاص محاورات اُردو مین لکھے ہین - قیمت (۶/)

زبان دانی - زبان اُردو سکھانیوالی اُردو کے مبسوط قاعدے مصنفہ خواجہ عشرت لکھنوی قیمت (۴/)

اصلاح زبان اُردو - متروک الفاظ کا مفصل بیان غلط محاورات کی تصریح فصیح الفاظ محل استعمال مصنفہ خواجہ محمد عبد الرؤف صاحب عشرت لکھنوی - قیمت (۴/)

نقشۂ ضروریات شاعری - علم عروض کا بیان کارآمد شعرا مصنفہ کمال لکھنوی قیمت (۲/)

مفتاح العروض - علم عروض کی بےمثل کتاب قیمت (۸/)

منتخب القواعد - صرف نحو کے مبسوط قاعدے - مصنفہ جلال لکھنوی - قیمت (۳/)

مضمون ہائے دلکش - دیوان سوم حضرت جلال 〃 قیمت (عہ)

نظم نگارین - دیوان حضرت جلال لکھنوی - قیمت . . . . . (عہ)

بدر کمال - دیوان جناب کمال مرحوم خلف جلال لکھنوی - قیمت (۱۲/)

ذوق کمال - دیوان دوم کمال مرحوم 〃 〃 〃 قیمت (۴/)

دیوان طاہر - دیوان حضرت طاہر فرخ آبادی - قیمت (۱۲/)

نظم دل افروز - دیوان منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی - قیمت (۱۲/)

ردالموازنہ - مولانا شبلی مرحوم کی کتاب موازنۂ انیس و دبیر کا رد - قیمت (۶/)

گلشن من - حضرت خنجر کی ابتدائی غزلون کا مشہور مجموعہ - قیمت (۴/)

ملنے کا پتہ - صفدر مرزا پوری - محمود نگر لکھنؤ

مژدہ روح فزا

صرہ سیلان الرحم

OSMANIA ...
COLLEGE LIBRARY

اکثر مستورات اس ظالم مرض کا شکار ہوکر یاس سے زندگی بسر کرتی ہین مستورات کے جملہ امراض ہین عوارض رحم بیحد مضر صحت و تندرستی ہین انہین سے سیلان الرحم ایک ایسا مرض ہی جو عین موسم شباب مین پیر صد سالہ بنا دیتا ہی۔ پھول سے رخسارون پر زردی چھا جاتی ہی اُٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا۔ ناگوار معلوم ہوتا ہی۔ سیلان الرحم سے رطوبت کا آنا جسکے باعث مردونی ٹھی ڈھیلے ہو جاتے ہین غذا کی خواہش اس مرض کی وجہ سے کم ہوتی ہی طبیعت مضمحل ضعف نقاہت و سلسلہ تولید خون مین نقصان کثیر واقع ہوتا ہی اولاد کیطرف سے قطعی مایوسی ہو جاتی ہی حکیم جالینوس جسنے آٹھ سال کامل ملک عراق مین محض تحقیقات امراض رحم مین قیمتی وقت صرف کیا اور اس مرض کا ایک مجرب نسخہ تیار کیا جو بلا مبالغہ اعجاز مسیحا سے کم نہین جس کے استعمال سے ابتک صدہا مریض شفا پا چکے ہین ہر طبقہ کی پردہ نشین مستورات نے ہاتھون ہاتھ لیا۔ بغرض نفع رسانی خلایق خاکسار نے بصرف کثیر یہ نسخہ تیار کر لیا ہی صرف آٹھ یوم استعمال سے رطوبت بند ہو کر اصلی حالت ہو کر شباب رفتہ عود کر آتا ہی۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ جسمین آٹھ یوم کے استعمال کی دوا مع ترکیب ہوتی ہی۔ پتا و ڈاکخانہ صاف لکھیئے۔ محصولڈاک ذمہ خریدار۔

نوٹ۔ علاوہ اسکے لکھنؤ کی مشہور چیزین مثل چار چٹنی۔ مربہ تمباکو۔ چکن۔ کامدانی۔ فرد عطر تیل خربوزے۔ وغیرہ وغیرہ ہم ایک آنہ فی روپیہ کمیشن پر روانہ کر سکتے ہین۔

ملنے کا پتہ

اہلیہ آغا محمد سالار۔ لال باغ۔ کوٹھی رئیس بھوپال لکھنؤ

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۲۰۰۸

۱۹۳۴ء ۱۹۱۸

ص م ش

صفدر مرزا

مشاطۂ سخن موسوم بہ

شمع سخنوری

[illegible]

[illegible]